درسِ حدیثِ جبریلؑ

از

مولانا الحاج قاضی محمد رشد الحسینی مدظلہ العالی

مرتبہ

محمد عثمان غنی

شائع کردہ

دار الارشاد

مدنی روڈ ○ اٹک شہر ○ پاکستان

فون : ۰۵۹۷/ ۲۴۸۴

درسِ حدیثِ جبریلؑ

از

مولانا الحاج قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ العالی

مرتبہ

محمد عثمان غنی

شائع کردہ

دار الارشاد

مدنی روڈ ○ اٹک شہر ○ پاکستان

فون : ۰۵۹۷/ ۲۴۸۴

نام کتاب ——— درسِ حدیث بر حدیثِ جبریل
افادات ——— مولانا الحاج قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ
ضخامت ——— ۲۵۶ صفحات
کتابت ——— ابوعثمان محمد لطیف کیلانی حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ
پریس ——— ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی ۔ فون: 72818
طبع بار اوّل ——— ربیع الاوّل ۱۴۱۴ھ / ستمبر ۱۹۹۳ء
تعداد بار اوّل ——— ایک ہزار (۱۰۰۰)
قیمت ——— ۶۰/- روپے
ناشر ——— دارالارشاد، مدنی روڈ، اٹک شہر

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	مختصر تعارف وافادیت حدیثِ جبریل از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ	۲۱
۲	مقدمہ از محمد عثمان غنی	۲۳
	درسِ حدیث ۱	۳۰
۳	حدیثِ جبریل	۳۱
۴	ایک اجنبی کی دربارِ رسالت میں حاضری	۳۱
۵	کلمۂ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے — ایک مثال	۳۳
۶	ایک اور مثال	۳۳
۷	پانچ ضروری ارکانِ اسلام	۳۴
۸	سائل سوال بھی کرتا ہے اور پھر تصدیق بھی کرتا ہے	۳۵
	درسِ حدیث ۲	۳۶
۹	سفید کپڑے اسلام میں پسند کیے گئے ہیں	۳۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۰	اوّل کلمہ کی عظمت	۳۷
۱۱	معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے	۳۸
۱۲	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے تقاضے	۳۹
۱۳	حقیقی عظمت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے	۴۰
۱۴	محبت اور عظمت کی ایک عمدہ مثال	۴۱
۱۵	قوم، قبیلے کا رواج اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا تقابل	۴۲
۱۶	ایک میجر جنرل کی بیٹی کی مسنون شادی	۴۳
۱۷	آج کے درس کا خلاصہ	۴۴
	درسِ حدیث ۳	۴۵
۱۸	اگر کوئی بات کسی کو معلوم نہ ہو تو دوسرے سے پوچھ سکتا ہے	۴۵
۱۹	مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے، علم جتنا پھیلایا جائے بڑھتا ہے	۴۶
۲۰	لایعنی سوالات سے بچنا چاہیئے	۴۶
۲۱	اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمۂ توحید	۴۷
۲۲	اصلی کلمۂ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے	۴۸
۲۳	کلمے کے آگے دوسرے الفاظ بڑھانا تحریف فی الدین ہے	۴۹
۲۴	خلیفۂ بلافصل کا مطلب	۵۰
۲۵	ایک مثال سے وضاحت	۵۱
۲۶	رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لیے واسطہ اور وسیلہ ہیں	۵۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	درس حدیث ۴	۵۳
۲۷	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اُمت کو پڑھایا	۵۳
۲۸	جب تک روئے زمین پر ایک شخص بھی کلمہ پڑھنے والا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی	۵۴
۲۹	ہر شخص کو اپنے نامۂ اعمال کا علم ہے ایک عمدہ مثال سے اسکی وضاحت	۵۵
۳۰	میزانِ عدل میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کا وزن سب سے زیادہ ہوگا	۵۶
۳۱	سابقہ اُمتوں کے لوگ بھی کلمۂ اسلام پڑھنے کے باعث مسلمان ہی کہلائے	۵۷
۳۲	اِسلام میں مَاسِوَی اللہ کا سجدہ حرام ہے	۵۸
۳۳	ہر قسم کی عبادت فقط اللہ تعالیٰ کا حق ہے	۵۹
	درس حدیث ۵	۶۱
۳۴	ہر عبادت خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے	۶۱
۳۵	اللہ تعالیٰ کسی سے براہِ راست کلام نہیں فرماتے	۶۳
۳۶	اللہ تعالیٰ کی مرضی نبی علیہ السلام بتاتے ہیں	۶۳
۳۷	اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے	۶۴
۳۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکام کے شارح ہیں	۶۴
۳۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتے	۶۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۴۰	جن بات میں اللہ تعالیٰ نے ترمیم کرنا چاہی تو فوراً ترمیم فرمادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے	۶۶
۴۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے میں بذریعہ ترمیم کا واقعہ	۶۷
۴۲	بیگانہ قرض کسی حالت میں معاف نہیں ہوسکتا	۶۸
۴۳	خلاصۂ درس	۷۰
	درس حدیث ۶	۷۱
۴۴	اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے	۷۱
۴۵	زبان سے اقرار کرنے اور دل سے تصدیق کرنے کا نام اسلام ہے	۷۲
۴۶	منافق دو قسم کے ہوتے ہیں ــــ ۱ اعتقادی ۲ عملی	۷۴
۴۷	منافق اعتقادی کیلئے بخشش نہیں جبکہ منافق عملی کیلئے بخشش ہے	۷۵
۴۸	چوتھی قسم ــــ فاسق	۷۶
۴۹	عمل ہی اصل مقصود ہے	۷۷
	درس حدیث ۷	۷۸
۵۰	اسلام کا عقیدۂ توحید و رسالت	۷۸
۵۱	شرک سب سے بڑا گناہ ہے	۷۹
۵۲	دوسری شادی کرنے کا مسئلہ	۸۰
۵۳	ایک سے زیادہ بیویوں میں انصاف کرنے کا حکم	۸۱
۵۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ	۸۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۵۵	پردہ اسلامی شعائر میں سے ہے	۸۳
۵۶	ایک عورت سوکن برداشت نہیں کر سکتی تو اللہ تعالیٰ اپنا شریک کیسے گوارا کر سکتا ہے؟	۸۴
۵۷	حاجت روا مشکل کشا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے	۸۵
۵۸	ہر شاہ و گدا کو دینے والا اللہ تعالیٰ ہے	۸۶
۵۹	اللہ کے رسول کی رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے	۸۷
۶۰	وسیلہ کا مسئلہ	۸۷
۶۱	سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد	۸۸
	درس حدیث ۸	۹۰
۶۲	چالیس احادیث یاد کرنے والے کو داخلۂ جنت کا مژدۂ جانفزا	۹۰
۶۳	اِلّا حدیثِ یار کہ تکرار مے کنیم	۹۱
۶۴	حضورِ انورؐ کے ارشادات مختصر ہوتے ہیں مگر اُن کے معانی اور مطالب بہت ہوتے ہیں	۹۲
۶۵	عمل تھوڑا کیا، اجر زیادہ پایا — ایک صحابی کا واقعہ	۹۳
۶۶	کلمۂ طیبہ جس کا آخری کلام ہو وہ جنتی ہے	۹۴
۶۷	ایک صالح نوجوان کی قابلِ رشک موت کا واقعہ	۹۵
۶۸	رُوس میں قیامت خیز زلزلہ	۹۶
۶۹	مرنے والوں کو کلمے کی تلقین کرنے کا حکم	۹۶
۷۰	قبر سے آواز آئی "ہم میں کوئی بدبخت نہیں ہے"	۹۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۷۱	دو محدث بھائی غسلِ میت کے وقت تختے پر ہنس پڑے	۹۸
۷۲	زندگی میں کلمے کے ساتھ تعلق ہونا ضروری ہے	۹۹
۷۳	ایک سفید ریش محدث کو پروانۂ بخشش مل گیا	۱۰۰
۷۴	درس کا خلاصہ	۱۰۱
	درسِ حدیث نمبر ۹	۱۰۲
۷۵	اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی	۱۰۲
۷۶	حقیقی عزت کیسے حاصل ہوتی ہے؟	۱۰۳
۷۷	خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنے والے	۱۰۵
۷۸	خود ہی "خدا" تراشے اور خود ہی اُن کو پوجنا شروع کر دیا	۱۰۵
۷۹	محمود بُت فروش نہیں بُت شکن ہے	۱۰۶
۸۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو پاش پاش کرنا	۱۰۷
۸۱	مشرکانہ عقائد کی مذمت	۱۰۹
۸۲	درس کا خلاصہ	۱۱۰
	درسِ حدیث نمبر ۱۰	۱۱۱
۸۳	تین سو پندرہ رسول اور ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش نبی گذرے ہیں	۱۱۱
۸۴	پہلے نبیوں کی نبوت زمان و مکان کے لحاظ سے محدود تھی	۱۱۳
۸۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے اور ساری دنیا کے لیے ہے	۱۱۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۸۶	ختمِ نبوت کی ایک عمدہ مثال	۱۱۴
۸۷	نماز قائم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے	۱۱۴
۸۸	بے نمازوں کی منطق	۱۱۵
۸۹	اندرونی کیفیت کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے	۱۱۷
۹۰	اسلام اور ایمان کا بیج اور اس کے برگ و بار	۱۱۹
۹۱	جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو رب کے ساتھ باتیں کر رہا ہوتا ہے	۱۲۰
۹۲	اللہ تعالیٰ کا ٹیلیفون نمبر	۱۲۰
۹۳	درس کا خلاصہ	۱۲۱
	درسِ حدیث ۱۱	۱۲۲
۹۴	نجات کے لیے اعمال ضروری ہیں	۱۲۲
۹۵	عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی	۱۲۲
۹۶	داخلۂ جنت کے لیے آسان اعمال	۱۲۳
۹۷	اسلام کا ایک عجیب مبلغ	۱۲۴
۹۸	نماز ایسا عمل ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے	۱۲۵
۹۹	نماز کسی حال میں بھی معاف نہیں ہے	۱۲۵
۱۰۰	ساٹھ سال کے "نابالغ"	۱۲۶
۱۰۱	کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے	۱۲۶
۱۰۲	نماز قائم کرنے کا مطلب کیا ہے؟	۱۲۷
۱۰۳	اہل و عیال کو بھی نمازی بناؤ	۱۲۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۰۴	تبلیغی جماعت کی محنت کا ایک شاہکار	۱۲۹
۱۰۵	مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے	۱۲۹
۱۰۶	جمعہ وہاں پڑھتے ہیں جہاں جلدی نماز ہو جاتی ہے	۱۳۰
۱۰۷	آسمان سے آنے والی رحمت سب سے پہلے بستی کی مسجد اور نمازیوں پر آتی ہے	۱۳۰
	درسِ حدیث ۱۲	۱۳۲
۱۰۸	مسجد میں خدا ملتا ہے	۱۳۲
۱۰۹	مسجدیں جنت کے باغات ہیں	۱۳۳
۱۱۰	بے نماز مزدور اور مستری	۱۳۴
۱۱۱	میرے والد صاحب دامت برکاتہم کی حکمتِ عملی	۱۳۴
۱۱۲	جنت کے باغ اور وہاں کے میوے	۱۳۵
۱۱۳	ایک سو بیس سالہ بوڑھے نے پچاس سال کی قضا نمازیں لوٹائیں	۱۳۶
۱۱۴	مسجدوں میں دکھاوے کے لیے چندہ دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہے	۱۳۷
۱۱۵	مسجدیں کچی ہوں لیکن ایمان پختہ ہوں، یہ بات اچھی ہوتی ہے	۱۳۷
۱۱۶	مساجد کی آبادی نمازیوں سے ہے نہ کہ نقش و نگار سے	۱۳۸
۱۱۷	مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے فوائد	۱۳۹
۱۱۸	اسلام محبت، مودت، شفقت اور مروت کا دین ہے	۱۴۰
۱۱۹	درس کا خلاصہ	۱۴۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	درسِ حدیث ۱۳	۱۴۲
۱۲۰	توحید اور رسالت کا اقرار کرنا اسلام کا بنیادی اصول ہے	۱۴۲
۱۲۱	ایک مثال سے وضاحت	۱۴۲
۱۲۲	نماز تحفۂ معراج ہے	۱۴۳
۱۲۳	قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا	۱۴۵
۱۲۴	ایک عمدہ مثال سے وضاحت	۱۴۵
۱۲۵	نماز باجماعت ادا کرنے کا ایک بڑا فائدہ	۱۴۶
۱۲۶	چھ لاکھ حجّاج میں سے چھ کا حج قبول	۱۴۶
۱۲۷	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ	۱۴۸
۱۲۸	چھ کے ساتھ ساتھ چھ لاکھ کا حج قبول	۱۴۹
۱۲۹	جس میّت کا جنازہ چالیس آدمی پڑھ دیں اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتے ہیں	۱۵۰
۱۳۰	نماز کے مسائل سیکھنا بھی ضروری ہے	۱۵۰
	درسِ حدیث ۱۴	۱۵۲
۱۳۱	ایّامِ ماہواری سے پاک ہونے کے فوراً بعد عورت کے ذمّے نماز لازم ہو جاتی ہے	۱۵۲
۱۳۲	مردوں کے لیے غسلِ جنابت کے چند مسائل	۱۵۳
۱۳۳	نمازیں ادا کرنے سے درمیانی عرصہ کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۱۵۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۳۴	فاسق، فاجر اور متقی گنہگار میں فرق	۱۵۶
۱۳۵	مسلمان کی پہچان نماز ہے	۱۵۷
	درسِ حدیث ۱۵	۱۵۸
۱۳۶	نمازی آدمی کے تینوں جہان بہتر ہو جاتے ہیں	۱۵۸
۱۳۷	نمازی آدمی کا حشر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا	۱۵۸
۱۳۸	نمازی آدمی کا بدن اور لباس پاک اور صاف رہتا ہے	۱۵۹
۱۳۹	زبان کا غلط اور صحیح استعمال	۱۶۱
۱۴۰	قبر میں باقی اعضاء گل جاتے ہیں مگر سجدے والے اعضاء نہیں گلتے	۱۶۲
۱۴۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری دور کے امتیوں کو اپنے بھائی فرمایا	۱۶۳
۱۴۲	اُمتِ محمدیہ کو اللہ نے وہ نماز عطا فرمائی جو ساری کائنات کی نماز کے مشابہ ہے	۱۶۴
۱۴۳	آج کے درس کا خلاصہ	۱۶۵
	درسِ حدیث ۱۶	۱۶۶
۱۴۴	اِقَامَتِ الصَّلٰوۃ سب سے پہلا حکم ہے	۱۶۶
۱۴۵	بعثتِ نبوی سے قبل معاشرہ کھلی گمراہی میں تھا	۱۶۶
۱۴۶	جب ضلالت اور گمراہی انتہاء کو پہنچ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مبعوث فرمایا	۱۶۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۴۷	سجدے کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے	۱۶۹
۱۴۸	راہِ حق میں جتنا دکھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اتنا پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں دیا گیا	۱۷۰
۱۴۹	نماز تحفۂ معراج ہے	۱۷۱
۱۵۰	صحابۂ کرامؓ پر تشدد	۱۷۲
۱۵۱	حضرت عمرؓ نے کلمہ پڑھا تو صحابۂ کرامؓ نے سب کے سامنے بیت اللہ میں علی الاعلان نماز پڑھی	۱۷۳
	درسِ حدیث ۱۷	۱۷۵
۱۵۲	نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے	۱۷۵
۱۵۳	جہتِ قبلہ نہ بھی معلوم ہو تو بھی نماز پڑھنا معاف نہیں ہے	۱۷۶
۱۵۴	نماز بدنی عبادت ہے	۱۷۷
۱۵۵	زکوٰۃ کا نصاب اور مسائل	۱۷۷
۱۵۶	زیورات کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعید	۱۷۹
۱۵۷	زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور برکت آتی ہے	۱۷۹
۱۵۸	مال نکالنا مشکل ہے	۱۸۰
۱۵۹	کن کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؟ اور کن کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی	۱۸۱
۱۶۰	زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے حیلے بہانے	۱۸۱
۱۶۱	اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے	۱۸۲
۱۶۲	درس کا خلاصہ	۱۸۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	درسِ حدیث ۱۸	۱۸۴
۱۶۳	زکوٰۃ کے متعلق ایک ضروری مسئلہ	۱۸۴
۱۶۴	پاک مال سے نورانیت آتی ہے	۱۸۵
۱۶۵	رمضان کے روزوں کا بیان	۱۸۵
۱۶۶	حج کا بیان	۱۸۶
۱۶۷	اسلام کی بنائیں پانچ ہیں	۱۸۷
۱۶۸	فرائض کا اہتمام کرو، باقی نوافل کی اہمیت فرائض جتنی نہیں	۱۸۹
۱۶۹	خلاصہ	۱۹۰
	درسِ حدیث ۱۹	۱۹۱
۱۷۰	روزے کی قضاء، فدیہ اور کفارہ میں فرق	۱۹۱
۱۷۱	رمضان شریف کی اپنی برکات ہیں	۱۹۲
۱۷۲	روزے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے جائیں	۱۹۲
۱۷۳	معذور کے احکام	۱۹۳
۱۷۴	روزوں کے دیگر مسائل	۱۹۴
۱۷۵	حج بدل فرضی اور حج بدل نفلی	۱۹۵
۱۷۶	خواتین کے لیے محرم کے بغیر سفرِ حج بھی جائز نہیں ہے	۱۹۷
۱۷۷	محرم اور غیر محرم کی تعریف	۱۹۷
۱۷۸	عورت خواہ مالدار ہو مگر محرم نہ ہو تو اس پر حج فرض ہی نہیں ہے	۱۹۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۷۹	شریعت کی مقرر کردہ حدود کا احترام کرنا بہت ضروری ہوتا ہے	۱۹۹
۱۸۰	ایک مثال سے وضاحت	۱۹۹
۱۸۱	حاجی جب حج کرکے لوٹتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جس طرح آج بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا	۲۰۰
۱۸۲	میری آنکھوں دیکھی دوران حج بعض حجاج کی غلط روش	۲۰۰
۱۸۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب لوگ حج سیر و سیاحت کی غرض سے کریں گے	۲۰۱
۱۸۴	جو "علماء اور مشائخ" قسم کے لوگ ہوں گے وہ حج کریں گے نام و نمود کے لیے	۲۰۳
۱۸۵	ایک نوجوان کا سیدھا سادھا خاموش سفرِ حج	۲۰۳
۱۸۶	"حضرت صاحب" کی تصاویر کھینچنے والے مریدین	۲۰۴
۱۸۷	حج عاجزی اور مسکینی سکھاتا ہے	۲۰۴
۱۸۸	درمیانے طبقے کے لوگ تجارت کیلئے حج کریں گے	۲۰۵
۱۸۹	جو غریب لوگ ہوں گے وہ "حج" کرینگے بھیک مانگنے کے لیے	۲۰۵
۱۹۰	خلاصۂ درس	۲۰۶
	درسِ حدیث ۲۰	۲۰۷
۱۹۱	سائل کا خود ہی سوال کرنا اور خود ہی حضور کے جواب کی تصدیق کرنا	۲۰۷
۱۹۲	ایک مثال سے وضاحت	۲۰۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۹۳	ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے	۲۰۸
۱۹۴	چار مشہور فرشتے اور اُن کی ڈیوٹیاں	۲۰۹
۱۹۵	ہر انسان کے بدن میں ۳۶۰ موٹے موٹے جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پر ایک فرشتہ مقرر ہے	۲۰۹
۱۹۶	تمام آسمانی کتابیں برحق ہیں	۲۱۰
۱۹۷	اللہ تعالیٰ کے تمام سچے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے	۲۱۰
۱۹۸	کسی جھوٹے شخص کو "نبی" مان لینا بھی کفر ہے	۲۱۱
۱۹۹	قیامت کا ماننا، یہ بھی بنیادی عقیدہ ہے	۲۱۳
۲۰۰	خیر و شر، یہ سب کچھ تقدیر میں لکھی جا چکی ہے، یہ سب ہو گی	۲۱۳
	درسِ حدیث ۲۱	۲۱۴
۲۰۱	ایمان کا خلاصہ	۲۱۴
۲۰۲	احسان کیا ہے؟	۲۱۴
۲۰۳	ایک مثال سے وضاحت	۲۱۴
۲۰۴	جب ایک آدمی اس طرح عبادت کرے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے تو پھر اُس کی عبادت کے اندر کیا لطف ہو گا	۲۱۵
۲۰۵	حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خشیتِ الٰہی کا واقعہ	۲۱۶
۲۰۶	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی پُرسکون نماز	۲۱۷
۲۰۷	عبادات کو قبولیت کا اہل بنانے کا مفید اور مجرب نسخہ	۲۱۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۰۸	ایک بزرگ کا مُرید با صفا مُرغی بغیر ذبح کیے واپس لے آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ دیکھ رہا تھا	۲۱۹
۲۰۹	دُوسرے مُریدوں کا پچھتانا	۲۲۰
۲۱۰	درس کا خُلاصہ	۲۲۱
	درسِ حدیث ۲۲	۲۲۲
۲۱۱	اِحسان کیا ہے؟	۲۲۲
۲۱۲	قیامِ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں	۲۲۲
۲۱۳	علمِ غیب کُلّی اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے	۲۲۳
۲۱۴	موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ ہونے کے باوجود بعض باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمایا تھا	۲۲۳
۲۱۵	حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی حکمتوں سے آگاہ فرمایا	۲۲۴
۲۱۶	امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ کا خواب	۲۲۴
۲۱۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب کے اندر امام مالکؒ کو اشارہ	۲۲۵
۲۱۸	امام محمد ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ تعبیر الرؤیاء کے امام تھے	۲۲۵
۲۱۹	امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کی تعبیر امام محمد ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی	۲۲۶
۲۲۰	سائل کا اگلا سوال	۲۲۹

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	درسِ حدیث ۲۳	۲۳۰
۲۲۱	اللہ تعالیٰ کے سوا علمِ غیبِ کلّی کوئی بھی نہیں جانتا	۲۳۰
۲۲۲	حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے کنوئیں میں گرنے کا علم نہ تھا	۲۳۰
۲۲۳	حضرتِ یوسف علیہ السلام کا کرتہ مصر سے چلا تو حضرتِ یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں خوشبو محسوس کی	۲۳۱
۲۲۴	جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو یا انبیاء علیہم السلام کو علمِ غیبِ کلّی حاصل ہے یہ غلط بات ہے	۲۳۲
۲۲۵	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے علمِ غیبِ کلّی کی تردید فرمائی (حوالہ سورۂ اعراف)	۲۳۲
۲۲۶	ہمارا ایمان ہے کہ سب سے زیادہ علم اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا	۲۳۳
۲۲۷	کتاب دیکھ کر علمِ غیب بتانے والے سادہ لوح عوام کو بیوقوف بناتے ہیں	۲۳۳
۲۲۸	بہروپئے "پیر" لوگوں کو کس طرح لوٹتے ہیں ؟ — عورتوں کی ضعیف الاعتقادی	۲۳۴
۲۲۹	دم درود، تعویذ اور دعا، ان چیزوں کا کوئی مخالف نہیں شریعت نے جتنی فرمائی ہیں اتنی کریں	۲۳۶
۲۳۰	تعویذ دینے والوں کے غلط ڈھکوسلے اور خلقِ خدا سے فریب کاری	۲۳۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۳۱	جاہل عوام کو لڑکے لڑکیاں دینے والے "جاہل پیر" کیسے پہچانتے ہیں؟	۲۳۷
۲۳۲	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے متعلق بات چیت	۲۳۸
۲۳۳	بعض جاہل "پیر" لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی بجائے اپنے تصرف کا سبق دیتے ہیں	۲۴۰
۲۳۴	وسیلہ جائز ہے لیکن مؤثر بالذات اللہ تعالےٰ ہیں	۲۴۰
۲۳۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو "سائل" سوال کرتا رہا وہ جبریل امین تھے، لیکن صحابہ کرامؓ کو علم نہ تھا	۲۴۱
۲۳۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے، آپ اُن کو پہچان نہ سکے	۲۴۲
۲۳۷	آج کے درس کا خلاصہ	۲۴۳
	درس حدیث ۲۴	۲۴۴
۲۳۸	قیامت کی نشانیاں	۲۴۴
۲۳۹	ایک بدنصیب بیٹے نے دوستوں کے سامنے باپ کو اپنا نوکر ظاہر کیا	۲۴۶
۲۴۰	لڑکیاں بھی ماؤں سے گستاخی سے پیش آتی ہیں	۲۴۶
۲۴۱	گستاخ اولاد کے ماں باپ سارے بگاڑ کے خود ذمہ دار ہیں	۲۴۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۴۲	ایک "باپ" کے تین "بیٹے" — ایک اُس سے "بڑا" — دوسرا اُسکے "برابر" — تیسرا اُس سے "چھوٹا"	۲۴۸
۲۴۳	قیامت کی دوسری نشانی — بکریاں چرانے والے بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے	۲۴۹
۲۴۴	صحابۂ کرامؓ نے سیدالمرسلین کو بھی دیکھا اور سیدالملائکہ کو بھی دیکھا	۲۵۰
۲۴۵	صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھکر مؤدب نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا —	۲۵۱
۲۴۶	اختتامی کلمات	۲۵۲
۲۴۷	دُعاء	۲۵۲

مختصر تعارف وافادیت

حدیثِ جبریل علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی نُزِّلَ القرآن علیٰ قلبہ بواسطہ الروح الامین وعلیٰ الہ واصحابہ الذین بلغوا ما سمعوا من الصادق الامین، امّا بعد:۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قرآنِ عزیز کا بے نظیر تحفہ اُمت کو دیا اسی طرح قرآنِ عزیز کی تفسیر اور عملی تشریح بھی فرما کر اُمت پر احسانِ عظیم فرمایا۔ جس طرح قرآنِ عزیز کی سورۃ فاتحہ سارے قرآنِ عزیز کا خلاصہ ہے اسی طرح تمام ارشاداتِ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ وہ حدیث ہے جو "حدیثِ جبریل" کے نام سے مشہور اور معروف ہے۔ مشہور مفسرِ قرآنِ عزیز علامہ قرطبیؒ نے فرمایا ہے کہ:۔

"جس طرح سورۃ فاتحہ کو "اُمّ القرآن" اور "اُمّ الکتاب" کا عنوان دیا گیا ہے اسی طرح حدیثِ جبریل اُمّ السُّنّۃ ہے"۔

یعنی یہ حدیث سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کے تمام ذخیرہ کو شامل ہے۔

شارح مشکوٰۃ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حدیثِ جبریل سورۃِ فاتحہ کی طرح ہے، جس طرح سورۃِ فاتحہ مضامین اور احکام کے

لحاظ سے سارے احکام قرآنیہ کی جامع ہے اسی طرح حدیث جبریل دین کے تمام شعبوں (اسلام، ایمان، احسان، تزکیۂ باطن) کی جامع ہے۔ جس طرح جبریل امین علیہ السلام نے قرآن عزیز حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب منور پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کیا ہے اسی طرح جبریل امین نے انسانی صورت (مثالی) میں دین کے تمام شعبوں کو بیان فرمایا۔ جیسا کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ھٰذا جبریل اتاکم یعلمکم دینکم، یہ تو وارد جبریل امین تھا جو تمہارے پاس اس لیے آیا کہ تم کو تمہارے سارے دین کی تعلیم دے۔

اس ارشاد عالی کے پیش نظر علماء کرام نے اس حدیث پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مگر اس قدر جامع تشریح میری نظر سے نہیں گذری کہ اس میں علمی ابحاث کے علاوہ تذکیر و وعظ کو دلنشین طریقہ پر بیان کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے عزیز القدر مولوی حافظ قاضی محمد ارشد الحسینی کو یہ توفیق دی کہ اس نے سرزمین حجاز میں نمازی حضرات کو جامع سلمان مدینۃ الملک خالد العسکریہ (حفر الباطن) میں اس مبارک حدیث کو چوبیس اسباق میں بیان کیا، اور پھر اسی کی توفیق کے ساتھ اب وہ کتابی شکل میں شائع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف اور سامعین حضرات کو اس سے زیادہ دین کے احکام کے سننے کی اور پھر ان پر عمل کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین

دعاگو: قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہٗ

مُقدّمہ

از قلم

محمد عثمان غنی بی اے، مرتب دُروسِ قرآن و حدیث (ڈیکینٹ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب سے دینِ اسلام دنیا میں ضیا بار ہوا ہے علماءِ اسلام اس کی بوجہ اللہ خدمت کرتے چلے آرہے ہیں۔ متقدمین کے کارہائے نمایاں پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوتی ہے کہ موجودہ زمانے کی جدید ترین سہولتیں میسر نہ ہونے کے باوجود انہوں نے کتنی کتنی جلدوں میں مبسوط تفاسیرِ قرآن رقم فرما کر اور احادیثِ نبویہ کی نہایت عمدہ شروح مرتب فرما کر اُمّت پر اتنا بڑا احسان فرمایا ہے کہ اُن کے یہ کارنامے آنے والی نسلوں کے لیے تا قیامت باعثِ ہدایت ہوں گے۔

متاخرین حضرات نے بھی اس سلسلہ میں نہایت قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں اور امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ زبان کو سہل سے سہل بنا کر اُمّت کے سامنے تعلیماتِ اسلام پیش فرمائیں، اُن کا مقصد جلبِ زر یا حصولِ شہرت ہرگز نہ تھا۔

موجودہ دور کے علماءِ کرام بھی اپنی اپنی جگہ اس لادینی اور فتنوں کے

دُور میں رہتے ہوئے بھی اِس نورانی مشعل کو بجھنے نہیں دیتے اور بہت زیادہ عرق ریزی فرما کر اعلیٰ سے اعلیٰ انداز میں تصانیف فرما رہے ہیں جبکہ اُن کے وسائل تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں، اور اُمت کے متموّل افراد کو بھی اس سلسلہ میں بہت کم توفیق نصیب ہوتی ہے کہ وہ ایسے مخلص خدّام اسلام کے کاموں میں دستِ تعاون بڑھائیں۔ چونکہ خداوندِ عالم کا وعدہ ہے کہ وہ خود اس دین کی محافظت فرمائیں گے، اِس لیے اِن خُدّامِ اسلام کو وہ یہ توفیق مرحمت فرما دیتے ہیں کہ وسائل کی غیر موجودگی کے باوجود اور ناسازگار حالات کو خاطر میں لائے بغیر یہ بے چارے اِتنے اِتنے بڑے کام کر گذرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ مردانِ خدا ضخیم کتابیں لکھ کر ڈھیر لگا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سُرخرو ہو کر اپنی آخری منزل پر پہنچ جاتے ہیں، ایسے حضرات کی بیش بہا خدمتِ دین کا اجر اُن کو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائینگے۔

مخدومنا و مُرشدنا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ دورِ حاضر کے امام الاولیاء ہو گذرے ہیں۔ آپ جب اپنے کسی تربیت یافتہ عالمِ دین کے روحانی اسباق کی تکمیل پر اپنی جگہ مطمئن ہو جاتے کہ اگر ان کو مجاز بنا دیا جائے تو یہ خلقِ خدا کی راہنمائی کے اہل ہیں، تو آپ اُس وقت تک اِس کا اظہار نہ فرماتے جب تک حرمین الشریفین میں مراقب ہو کر اجازت طلب نہ فرما لیتے۔ چنانچہ آپ نے بہت کم حضرات کو مجازِ طریقت بنایا مگر جن کو خرقۂ خلافت سے نوازا وہ ایک سے ایک ماشاء اللہ بڑھ کر ہیں۔ تمام خلفاء کرام اپنے اپنے حلقۂ اثر میں قرآن و حدیث کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ آپؒ اپنے "ملفوظاتِ طیبات" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

"آپ کو اللہ والوں کی بھی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا! کھرا وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیثِ خیر الانام ہو"۔

نیز آپؒ نے فرمایا۔

"ہمارا امام وہی ہو سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں مشعلِ قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعلِ حدیثِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو"۔

چنانچہ ہم نے یہی دیکھا کہ خلقِ خدا کے سچے ہمدرد اور خیر خواہ حقیقی معنوں میں یہی علماء برحق ہیں جن کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمغۂ خلافت عطا فرما کر خلقِ خدا کی خدمت کے لیے مامور فرمایا۔

حضرتِ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفۂ مجاز اٹک میں بھی خدمتِ خلق پر مامور ہیں جو ماشاء اللہ نہایت عمدگی کے ساتھ دینِ متین کا پیغام اللہ کے بندوں تک حسبۃً للہ پہنچا رہے ہیں، اُن کا اسمِ گرامی ہے "الحاج حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم"۔ آپ نے دینی اور روحانی تصانیف کے انبار لگا دیئے ہیں اور مختلف مقامات پر درسِ قرآن اور درسِ حدیث کا مبارک سلسلہ جاری فرما رکھا ہے، ان میں سے واہ کینٹ کے درسِ قرآن اور درسِ حدیث کو اللہ تعالیٰ نے بے حد مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ درسِ قرآن کا پہلا دور اٹھائیس ۲۸ سال میں تکمیل پذیر ہو چکا ہے اور اب دوسرا دور (جون ۱۹۹۲ء سے) نئے انداز میں جاری ہے، ایسے ہی ایک عرصۂ دراز سے احادیثِ نبویہ کی تشریحات بھی ہو رہی ہیں جن سے لوگ بے حد مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ اپنے "ملفوظاتِ طیّبات" ہی میں ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں میں اُن کے لیے اُن کا شکر یہ بھی ادا نہیں کر سکتا، اُن میں ایک نعمت صالح اولاد ہے۔"

اِدھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے محترم بزرگ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کو بھی اللہ رب العزت نے صالح اولاد کی نعمت سے سرفراز فرما رکھا ہے۔ آپ کے تین فرزندانِ جلیل ہیں، تینوں کی تربیت آپ نے ایسے اعلیٰ معیار پر کی ہے کہ تینوں کو حافظِ قرآن بنایا، تینوں کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، تینوں آپ سے مجازِ طریقت ہیں، تینوں علومِ دینیہ کے مستند اور ثقہ عالم ہیں اور تینوں عصری علوم کی یونیورسٹیوں سے ڈبل ایم اے/ ایم اے کے ڈگری یافتہ ہیں لیکن اِن سب کمالات کے باوجود کیا مجال کہ کسی ایک صاحبزادۂ مکرم کے قریب سے بھی ذرّہ برابر فخر و رعونت یا تکبّر کا سایہ تک گذرا ہو۔ تینوں کے تینوں اپنے عالی مقام والدِ محترم کی طرح مجسّم عجز و انکسار ہیں اور فقیرانہ مزاج کے حامل ہیں۔ تینوں صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسا عمدہ اندازِ بیان عطا فرمایا ہے کہ ؏

از دلِ خیزد بر دلِ ریزد

والی بات سچ ثابت ہوتی ہے۔

جب یہ نوجوان درسِ قرآن یا درسِ حدیث دینے کے لیے اپنے والدِ گرامی کی مسند پر اُنہی کے حکم سے بیٹھتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے بیٹھتے ہیں لیکن پھر اللہ تعالیٰ ان کے سینے اِس طرح کھول دیتے ہیں کہ ان کے مُنہ سے پھول جھڑتے ہیں، سُننے والے کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گرنے لگتے ہیں

اور پھر بات کانوں سے دل میں اتر جاتی ہے اور عمل کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ ان سب اوصاف کے باوجود کیا مجال کہ کسی کو بھی اپنے علوم و معارف کا دعویٰ ہو، سب کی زبانوں سے یہی سنتے آرہے ہیں کہ یہ "حضرت والد صاحب" کی دعاؤں اور توجہات کا اثر ہے۔"

ان تینوں صاحبزادوں میں سے سب سے بڑے صاحبزادہ محترم حضرت مولانا الحاج حافظ قاری قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب دامت برکاتہم ہیں جن کو حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم نے ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء کو جامعہ مدنیہ اٹک شہر میں چوٹی کے علماء، صوفیاء، صلحاء، اتقیاء کے ایک عظیم اجتماع میں اپنا نائب اور جانشین مقرر فرمایا ــــ موصوف ۱۹۸۱ء میں سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے دین متین کی بہت خدمت لی۔ سعودی عرب میں آپ مختلف کمپنیوں میں مختلف اوقات میں درس قرآن، درس حدیث اور خطبات جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ بالآخر حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کی علالت کے باعث انہی کے حکم پر ۱۹۹۰ء کے اواخر میں واپس وطن تشریف لے آئے۔ آپ کے دروس قرآن سورۃ فاتحہ پر ایک ضخیم تصنیف منصۂ شہود پر آچکی ہے اور قدر دانوں سے ہدیۂ تحسین وصول کر چکی ہے۔

عزیز گرامی قدر مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے کہ آپ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے اپنے موضوع کی وضاحت فرماتے کے ساتھ ساتھ بزرگان دین اور اہل اللہ حضرات کے نصیحت آموز واقعات برمحل اپنے بیان میں ایسا فٹ کرتے ہیں کہ بیان کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور افادیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، گویا سامعین کے سامنے آپ

ایک حسین گلدستہ بنا کر پیش فرما دیتے ہیں جس سے مشامِ جان معطر ہو جاتا ہے۔
آپ جب درسِ قرآن یا درسِ حدیث شروع فرماتے ہیں تو مضامین کی اِس قدر بھرمار ہوتی ہے کہ آپ مختصر بیان کرنے کے ارادہ کے باوجود بھی بیان کو مختصر نہیں فرما سکتے اور بیان طویل ہو جاتا ہے، لیکن کیا مجال کہ اس سے سامعین بوریّت محسوس کریں بلکہ اس کے برعکس سب حضرات آپ کے ایک ایک لفظ کو ہمہ تن گوش ہو کر پوری توجہ سے سنتے ہیں اور نورِ معرفت سے بہرۂ وافر حاصل کرتے ہیں۔
آپ نے جامع سلیمان مدینۃ الملک خالد العسکریہ، حفر الباطن، المنطقۃ الشمالیہ (سعودی عرب) میں "حدیثِ جبریل" پر مؤرخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۸ء تا ۲۴ ۵ جنوری ۱۹۸۹ء مختلف نشستوں میں درسِ حدیث ارشاد فرمایا جو چوبیس درسوں پر پھیل گیا۔ اِس درس میں تقریباً تمام ضروری دینی مسائل کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔
احقر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے اِن دروسِ حدیث کو زیبِ قرطاس کرنے کی سعادت سے نوازا ہے۔ بندہ نے کوشش کی ہے کہ عزیزم قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کے ارشاد فرمودہ ایک ایک نکتہ کو الگ الگ عنوان کے تحت درج کرتا جاؤں، چنانچہ احقر نے ۲۴ دروس کو ۲۴۶ عنوانات کے تحت قلمبند کر دیا ہے تاکہ قارئین بھرپور استفادہ کر سکیں۔
کتنے خوش قسمت ہیں ہمارے محترم بزرگ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم اور آپ کی واجب الاحترام اہلیہ محترمہ! جن کو اللہ تعالیٰ نے عزیزی محمد ارشد الحسینی جیسا قابلِ صد فخر فرزندِ جلیل عطا فرمایا جو اپنے

والدین الماجدین کے لیے اِنشاء اللہ آخرت کے لیے تو ایک نعمتِ عظمیٰ ہے ہی ہے لیکن اُن کی زندگی میں اِس خوش خصال نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے بامِ عروج پر پہنچا دیا ہے جو واقعی قابلِ صد رشک ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحنِ داؤدی سے نوازا ہے، جب آپ اپنے خصوصی لہجہ میں تلاوتِ آیاتِ قرآنیہ فرماتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ آپ پڑھتے ہی جائیں اور ہم سنتے ہی جائیں۔

اللہ تعالےٰ ایسے باعمل، صالح، باکردار اور فاضل نوجوان کو مزید اپنی رحمتوں سے نوازیں اور خدمتِ دین کی اس سے بھی زیادہ توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

احقر محمد عثمان غنی بی اے
خادم دروسِ قرآن و حدیث
بی/۸۹ لالہ رُخ ولہ کینٹ
۳ ستمبر ۱۹۹۲ء

درسِ حدیث

(۱)

منعقدہ: ۲۴ نومبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ

عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رُعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ۔ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ ـــــ (رواہ مسلم)

حدیثِ جبریل یہ حدیث "حدیثِ جبریل" کے نام سے مشہور ہے اور بہت ہی عظیم الشان حدیث ہے، اس کے اندر ایمان کی بہت سی باتیں آگئیں۔ اگرچہ اس کا ترجمہ اور تشریح میں پہلے بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہوں، مگر کچھ ساتھی نئے بھی ہیں اور پھر یہ کہ دین کی بات محض اس نیت سے عرض کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمادیں ـــــ تو جب بھی بات کہی جائے، اللہ تعالیٰ اس میں اثر پیدا فرمادیں اور عمل کی توفیق ہو جائے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ تو اسی کا پھر میں ترجمہ اور تشریح جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائی میں عرض کر دوں گا۔

ایک اجنبی کی دربارِ رسالت میں حاضری حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ـــــ ایک دن ہم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ـــــ حضرتِ عمر فرماتے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ـــــ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ اچانک ایک مرد آیا ـــــ اُس کی کیفیت ایسی تھی، شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ

کپڑے بہت سفید تھے ــــ سفید رنگ کے کپڑے تھے، شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، اور اس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے، کالے سیاہ رنگ کے بال اور بالکل سفید رنگ کے کپڑے تھے ــــ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ، اس پر کوئی سفر کا اثر بھی نہیں تھا، تھکا ہوا نہیں معلوم ہوتا تھا، کپڑے خراب نہیں تھے، بال پراگندہ نہیں تھے، یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ آدمی کہیں باہر سے آیا ہے، وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ، اور ہم میں سے اُس کو کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا ــــ عجیب بات ہوگئی ؟ یعنی اُس پر سفر کی کوئی تھکاوٹ نہیں تھی، سفر کے کوئی آثار نہیں تھے، اور ہم میں سے اُس کو کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا، معلوم یہ ہوتا تھا کہ باہر سے نہیں آیا یہیں کا ہے، مگر ہم میں سے اس کو کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا ــــ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، آیا اور آکر سیدھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا ــــ حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ میں گھل مل کر بیٹھتے تھے ــــ آیا تو سیدھا حضور کے پاس بیٹھ گیا، فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ، اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے، التحیات پر بیٹھ گیا ــــ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ اور اپنی ہتھیلیوں کو رانوں پر رکھ دیا، اور کہنے لگا: "یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ، اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے کہ اسلام کیا چیز ہے؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حضور نے ارشاد فرمایا:

اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں"۔۔۔ یہ ہے اسلام! اسلام میں پہلی بنیادی بات عقیدے کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ کلمۂ توحید کا اقرار، کلمۂ شہادت پڑھنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنا، یہ ہے ایمان کا سب سے پہلا جزء، اسلام کی اصل بنیاد جو ہے وہ یہ ہوگی، اس کے بعد جو دوسرے اعمال ہوں گے، اُن کا اجر ملے گا۔ اگر یہ ہی شروع سے نہ ہو تو اس کے بعد جتنے اعمال بھی بندہ کرتا رہے اُس کا کوئی بھی اجر نہیں، کوئی فائدہ نہیں۔

کلمۂ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے — ایک مثال

مثلاً دیکھئے! ایک ہندو ہے، سکھ ہے یا مجوسی ہے، کوئی بھی لے لیں، بدھ مت لے لیں، وہ ساری زندگی جھوٹ نہیں بولتا، سچ کہتا ہے، کسی کو دُکھ نہیں دیتا، ہر ایک کے کام کاج کرتا ہے، ہر ایک کی پریشانی کو دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے، بندوں کے سارے حق ادا کرتا ہے، شراب نہیں پیتا، زنا نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا، غیبت نہیں کرتا، مگر کلمہ اُس نے نہیں پڑھا، کیا خیال ہے آپ کا وہ بخشا جائے گا؟ نہیں! کیونکہ کلمہ ہی نہیں پڑھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس نے ایگریمنٹ ہی نہیں کیا، معاہدہ ہی نہیں کیا۔

ایک اور مثال

اور اس کو میں اور آسان لفظوں میں عرض کرتا ہوں اُس کی مثال آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ایک آدمی کمپنی میں کام ہی نہیں کرتا، کسی اور کمپنی میں ملازم ہے اور وہ بس چلاتا ہے یا گاڑی چلاتا ہے، صبح سے شام تک وہ گاڑی چلاتا ہے، پورا مہینہ گاڑی چلاتا ہے، جمعے کو بھی چھٹی نہیں کرتا، آٹھ گھنٹے نہیں بلکہ سولہ گھنٹے ڈیوٹی کرتا ہے، اور

جب مہینہ ختم ہوگیا تو وہ بھی لائن میں آکر کھڑا ہوگیا، قطار میں، کہ "جی مجھے بھی تنخواہ دو"۔ لیکن اُس کمپنی کا ملازم نہیں ہے، اُس کو تنخواہ دیں گے؟ وہ بے شک کہتا رہے "جناب! میں بڑی زبردست گڈی چلائی اے جی! او ایتھوں گھن کے اوتھوں تک گیاں بادشاہو! ایہہ جیہی بہترین گڈی چلائی اے کہ میرے مقابلے ناں ڈرائیور ای کوئی نہیں"۔۔۔ "او بھائی! ساری باتیں ٹھیک ہیں لیکن تمہارا ہمارے ساتھ معاہدہ ہی نہیں ہوا، تمہارا ہمارے ساتھ تعلق ہی نہیں، جس کے ساتھ تعلق ہے اُس کے پاس جاؤ"۔۔۔ اور ایک ایسا آدمی ہے کہ اُس کا ایگریمنٹ ہوا ہے، غیر حاضریاں بھی کرتا رہتا ہے، گاڑی بھی ٹھیک نہیں چلاتا، ایکسیڈنٹ بھی مارتا رہتا ہے، اس کے باوجود مہینے کے بعد اس کو تنخواہ مل جائے گی، کیونکہ اُس کا اُس کمپنی کے ساتھ تعلق ہے۔

بس یہ بات ہوتی ہے تعلق کی۔۔۔ کلمہ پڑھا، اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ تعلق قائم ہوگیا، اب اس کے بعد جو چھوٹی موٹی عبادتیں کرتا رہے گا اللہ کی توفیق کے ساتھ، اس پر اُس کو اجر ملتا رہے گا۔۔۔ لیکن تعلق ہی قائم نہیں کیا، کلمہ ہی نہیں پڑھا، بعد میں جو عمل بھی کرتا رہے وہ اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ اُس کی اساس نہیں، اس کی بنیاد ہی نہیں ہے۔

تو پہلی بنیادی چیز ارشاد فرمائی کہ اسلام یہ ہے اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط زبان سے تو یہ کہے، اور

پانچ ضروری ارکانِ اسلام

وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ نماز قائم کرے، وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دے، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ اور رمضان کے روزے رکھے، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

اور بیت اللہ کا حج کر اگر اس کی طاقت رکھتا ہے — مالی طاقت بھی ہے، بدنی طاقت بھی ہے تو پھر بیت اللہ کا حج فرض ہے ورنہ نہیں۔ باقی چیزیں، تُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ، زکوٰۃ دو، اگر صاحبِ نصاب ہو۔ اور اسی طرح نماز پڑھنی اور روزے رکھنے، یہ پانچ چیزیں ہیں ضروری۔ پہلی کلمہ طیبہ، دوسری نماز، تیسری زکوٰۃ، چوتھے روزے، پانچواں بیت اللہ کا حج۔

سائل سوال بھی کرتا ہے اور پھر تصدیق بھی کرتا ہے

قَالَ صَدَقْتَ، کہنے لگا "آپ نے سچ فرمایا، ٹھیک فرمایا" قَالَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ۔ تو صحابی کہتے ہیں (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں) کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ خود ہی سوال بھی کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ سوال اس نے پہلے کیا، ایک بات پوچھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادی تو پھر کہتا ہے کہ آپ نے ٹھیک کہا، آپ نے سچ کہا۔ تو گویا اس کو پہلے یہ بات معلوم تھی۔

بہرحال آگے اور بھی ایسے سوال جواب ہیں، اس میں بہت سی باتیں ہیں۔ تو انشاء اللہ یہ میں پھر ساتھ عرض کرتا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو، سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

درسِ حدیث

(۲)

منعقدہ ۲۶ نومبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سفید کپڑے اسلام میں پسند کیے گئے ہیں | حضرت عمرؓ ابن الخطاب صحابی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفۃ المسلمین ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت جب ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ــــــ اچانک ایک شخص آیا، شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، اُس کی کیفیت بیان فرمائی کہ اُس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، سفید کپڑے اسلام میں پسند کیے گئے ہیں، سفید رنگ کو پسند کیا گیا ہے، اِس کے متعلق آپ تفصیل سے سُن چکے ہیں۔ احادیث کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سفید کپڑے کو پسند فرمایا اور مَردوں کیلئے سفید کپڑے ہی پہننے کی تعلیم دی، رنگدار کپڑا بھی آدمی پہن سکتا ہے لیکن زیادہ جس کو پسند کیا گیا ہے وہ سفید کپڑا ہے۔ رنگدار کپڑے خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زیبِ تن فرمائے ہیں، حدیث میں تفصیل گذر چکی ہے، تو اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے۔

اوّل کلمہ کی عظمت

شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، اور بال بہت زیادہ سیاہ تھے
لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ، اُس پر سفر کا کوئی گرد و غبار
نہیں تھا، کوئی آثار نہیں تھے، کوئی تھکاوٹ نہیں تھی، کوئی گرانی نہیں تھی، وَلَا یَعْرِفُہٗ
مِنَّا اَحَدٌ اور ہم میں سے اس کو کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا، ہمیں پتہ بھی نہیں تھا کہ
کون ہے؟ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حضور کے سامنے
آکر بیٹھ گیا (صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ
کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ اپنے گھٹنے حضور کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور ہتھیلیاں
رانوں پر رکھ دیں اور کہنے لگا: یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ، اے محمد!
(صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے کہ اسلام کیا چیز ہے؟
حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس
بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، معبود صرف اللہ کی ذات ہے، جس نے
پیدا کیا، جو خالق ہے، جو مالک ہے، جو رازق ہے، جو پالنے والا ہے، وہی
معبود بھی ہے، عبادت صرف اللہ کی ہے، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ـــــ پہلی بات یہ ہے کہ سب
سے پہلے بندہ یہ کلمہ پڑھے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ـــ
اِس لیے حدیث میں فرمایا گیا، حضور نے فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے)
اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ، اِسلام لانے سے پہلے جتنے بھی گناہ
ہوتے ہیں انسان کے وہ سارے کے سارے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
ایک ہزار سال کا کافر، جس نے ہزار سال تک خدا کی نافرمانی کی ہو، خدا کا باغی
رہا ہو، وہ بھی اگر سچے دل سے پڑھ لے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ،

اس کے پہلے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں ـــــ ہزار سال کا کافر بھی سچے دل سے کلمہ طیبہ پڑھ لے، سارے پہلے گناہوں کو اللہ معاف فرما دیتے ہیں، پچھلا سارا حساب صاف ہو جاتا ہے۔ یہ کلمہ شریف اتنی بڑی دولت ہے، اتنی بڑی عبادت ہے اور اتنی بڑی نعمت ہے ـــــ اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اس کرۂ ارضی پر ایک بھی شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ایک شخص بھی اگر ہوگا تو قیامت نہیں آئے گی، یہ نظام درہم برہم نہیں ہوگا۔ گویا اس ساری کائنات سے بھاری چیز، ساری کائنات کو سنبھالنے والی چیز کیا ہے؟ کلمۂ طیبہ ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے تو قیامت بھی قائم نہیں ہوگی، یہ بہت بڑی دولت ہے، بہت بڑی نعمت ہے ـــــ فرمایا سب سے پہلے جو بنیادی اور ضروری چیز ہے وہ یہ ہے کہ شہادت اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

معبود صرف اللہ ہے

اس کا معنیٰ بھی سمجھنا چاہیے کہ معبود کسے کہتے ہیں؟ میری ساری عبادتوں کا مرکز، ساری عبادتوں کا محور اور ساری عبادتیں میری کس کے لیے ہوں؟ اللہ کی ذات کے لیے، میری عبادت میں کوئی بھی شریک نہ ہو، یہ ہے معبود کا معنیٰ۔ یعنی معبود وہ ہے، عبادت اُسی کی کی جائے ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ناجی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت سے پہلے کا جو حال ہے وہ آپ اکثر سنتے ہیں رہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے والے کیا کہتے تھے؟ امین، صادق، جَآءَ الْاَمِيْن، جَآءَ الصَّادِقُ ـــ امین آگئے، صادق آگئے، امانتی آگئے،

سچے آگئے، محمد آگئے (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور کی بڑی تعریف کرتے تھے اور جو حضور فرماتے اُس کو مانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ والوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ "مجھے یہ بتاؤ اگر میں تمہیں یہ کہہ دوں کہ اس صفا پہاڑ کے اِس طرف بہت بڑی فوج ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے....." اگر میں کہہ دوں — کہتا نہیں ہوں — اگر میں کہہ دوں — تمہیں تو اِدھر کچھ نظر نہیں آتا پہاڑ کے اِس طرف، تم تو سارے اِس طرف ہو، یہ جو صفا پہاڑ ہے، (صفا مروہ اب تو درمیان میں آگئے) یہ صفا پہاڑ اُونچا تھا اور یہ شہر تو نیچے نشیب میں تھا، تو اُوپر آدمی چڑھے، جو آدمی اوپر ہے اُس کو تو دونوں طرف نظر آتے ہیں اور جو نیچے ہے اُس کو تو دوسری طرف نظر نہیں آتی — تو فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ اِدھر ایک فوج ہے جو تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ — تو سب نے بیک زبان کہا کہ ہاں ہم آپ کی بات پر ایمان لے آئیں گے — اِس لیے کہ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا وَجَدْنَاكَ عَنْكَ صِدْقًا یَا مُحَمَّدُ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے جب بھی آپ کو آزمایا آپ نے ہمیشہ سچ ہی فرمایا، آپ سچے، آپ کی زبان سے کبھی غلط بات نکل نہیں سکتی — یہ کافر کہہ رہے ہیں، یہ کافروں نے ووٹ دیا کہ آپ سچ کہتے ہیں — پھر آپ نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) جب مجھ پر تمہیں اِتنا اِعتماد ہے کہ میں مخلوق پر جھوٹ نہیں بولتا تو میں خالق پر کس طرح جھوٹ بولوں گا؟ میں اللہ کا رسول ہوں، یَا اَیُّهَا النَّاس قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا اے لوگو! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے تقاضے

اب وہ یہ سمجھتے تھے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مطلب کیا ہے؟ اس لیے نہیں

پڑھتے تھے، اُن کو پتہ تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھیں گے تو یہ سارے بُت توڑنے پڑیں گے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھیں گے، ماں باپ کے رواجوں کو ختم کرنا پڑے گا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھیں گے، قوم اور قبیلے کے رسم و رواج کو توڑنا ہوگا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھیں گے تو صرف اللہ کی مرضی سامنے آئے گی، پھر کسی دوسرے کی مرضی پہ نہیں چل سکیں گے، اِس لیے نہیں پڑھتے تھے۔ اگر صرف یہ ہوتا کہ "چلو جی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ بھی پڑھو لے دِتّوں اپنے کم کری جاؤ" تو پڑھ لیتے، اُن کو کیا تکلیف تھی؟ اُن کو پتہ تھا، چونکہ اہلِ لسان تھے، اُن کو پتہ تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ، کوئی بھی معبود نہیں، کوئی اِس قابل نہیں کہ اُس کی بات کو مانا جائے، کوئی اس قابل نہیں کہ اُس کے حکم کو مانا جائے اللہ کے حکموں کے سوا، کوئی اس قابل نہیں، نہ ماں نہ باپ، نہ قوم نہ قبیلہ، نہ رئیس، نہ چھوٹا نہ بڑا، کوئی بھی اِس قابل نہیں، صرف اللہ کی ذات ہے کہ اُس کے احکام کو مانا جائے اور اللہ ہی کی عبادت کی جائے ——— تو وہ سمجھتے تھے اِس لیے وہ نہیں پڑھتے تھے، کہتے تھے "یہ نہیں پڑھنا" بلکہ یہ کہتے تھے کہ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دو" اور یہ بھی کہتے تھے کہ "کیا ہم تیری بات مان لیں اور اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں؟ ہمارے باپ دادا غلط تھے؟ وہ جو کچھ کر گئے اُن کو پتہ نہیں تھا؟ تم ایک نئی بات آ کر کہتے ہو، ہم اپنے باپ دادا کا "دین" نہیں چھوڑ سکتے۔

حقیقی عظمت اللہ کے لیے ہے

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھو اِسی میں تمہاری کامیابی ہے۔ اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دو، تمہارے دل کے اندر حقیقی عظمت اور حقیقی رحمت اللہ تعالیٰ کی ہو، پھر اُس کے واسطے سے دوسروں

کی ہو تو کوئی حرج نہیں، ماں باپ کا احترام کرو، اُستاد کا احترام کرو، پیر مُرشد کا احترام کرو، بڑے بھائی کا احترام کرو، اہل اللہ کا احترام کرو، وہ الگ باتیں ہیں، وہ اپنی جگہ ہیں، لیکن حقیقی بات جو ہے حقیقی عظمت کس کی ہو؟ اللہ تعالیٰ کی ہو۔ پھر اُس میں بھائی یہ ہوتا ہے کہ اُس کے مقابلے میں جو چیزیں آتی ہیں اُن کو پھر انسان بڑی آسانی سے چھوڑ دیتا ہے، بہت آسانی سے۔

محبت اور عظمت کی ایک عمدہ مثال

میں مثال عرض کروں کہ جس طرح ہمارے دِلوں کے اندر قدر و قیمت ہے دولت کی، مال کی — ہم سب یہاں اس بات کے لیے آئے ہوئے ہیں — تو ہم نے اس کے لیے کس کس کو چھوڑا؟ ماں باپ کو چھوڑا، چھوڑا کہ نہیں چھوڑا؟ ماں باپ کو چھوڑ دیا، ماں باپ کو چھوڑ کے آگئے، بہن بھائیوں کو چھوڑ دیا، چھوٹے بڑوں کو چھوڑ دیا، دوست احباب کو چھوڑ دیا، بڑے بڑے جگری یاروں کو چھوڑ دیا، جن کے بغیر کوئی آدمی کھانا بھی نہیں کھاتا، دونوں دوست اکٹھے کھانا کھاتے ہیں، ایک جیسے کپڑے پہنتے ہیں، ایک ساتھ بازار میں جاتے ہیں، ایک ساتھ دفتر میں جاتے ہیں، اکٹھے رات دن رہتے ہیں — تو دوست نے دوست کو چھوڑ دیا، کس لیے؟ پیسوں کے لیے، قربانی دی نا؟ اِس چیز کی اہمیت تھی، اگر اس چیز کی اہمیت نہ ہوتی، اِس کی عظمت نہ ہوتی تو نہ چھوڑتا کہتا: "نہیں بادشاہو! میں گھر اِی چنگاں"۔ اگر اُس کو کہو کہ بھائی! تم جاؤ گے تو سہی اور تمہیں پیسے بھی تھوڑے بہت مل جائیں گے لیکن ماں باپ کو چھوڑنا پڑے گا، بہن بھائیوں کو چھوڑنا پڑے گا، بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑے گا، عزیز و اقارب کو چھوڑنا پڑے گا، وطن کو چھوڑنا پڑے گا، یہ ٹھنڈا پانی چھوڑنا پڑے گا، چشمے اور یہ اشجار، ساری نعمتیں چھوڑنی پڑیں گی، وہاں ریگستان

میں جاؤ گے اور وہاں ریت اُڑے گی، ریت کے پھکے پھانکو گے، بڑی تکلیف ہوگی"۔ تو آدمی کیا کہتا ہے؟ سوچتا ہے "چلو جی ٹھیک ہے، کچھ پیسے تو مل ہی جائیں گے"۔ یہ محبت ہے اور یہ عظمت ہے۔

تو یہاں بھی فرمایا کہ اللہ کی محبت اور اللہ کے نام کی عظمت اگر تمہارے دل میں ہوگی تو اُس کے مقابلے میں جو بھی آیا تم اُس کو چھوڑ دو گے۔

قوم قبیلے کا رواج اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا تقابل

تمہارے ہاں کوئی تقریب ہے، بچے کی شادی ہے، اُس میں اللہ کا حکم تمہارے سامنے ہے اور قوم قبیلے کا رواج بھی تمہارے سامنے ہے، اب تم دیکھتے ہو کہ میں نے اللہ کی بات مانی تو قوم اور قبیلہ خفا ہوتا ہے، قوم اور قبیلے کی بات مانی تو اللہ ناراض ہوتا ہے۔ تو جس کے دل کے اندر اللہ کی عظمت ہوگی وہ کیا کرے گا؟ کہے گا "میں اللہ کی بات کو مانتا ہوں، میری قوم ناراض ہو جائے کوئی بات نہیں، میرا قبیلہ ناراض ہو جائے کوئی بات نہیں، میری برادری میرے بیٹے کی شادی میں نہ بیٹھے کوئی پرواہ نہیں میرا اللہ تو راضی ہوگا"۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں ہوگی تو پھر وہی بات کرے گا، اللہ کی عظمت نہیں ہوگی تو پھر دوسروں کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور یہ بات یاد رکھیئے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت کا قائل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات کو مانتا ہے تو کائنات پھر خود بخود اُس کے لیے مسخر ہو جاتی ہے، پھر وہی برادری اور قوم جو پہلے ناراض ہوتے ہیں پھر خود بخود دل میں کہتے ہیں "یار! کام تو اُس نے اچھا ہی کیا تھا، غلطی تو ہم نے ہی کی تھی اُس نے جو کچھ کہا تھا ٹھیک کہا تھا"۔

ایک میجر جنرل کی بیٹی کی مسنون شادی

مجھے ایک بات یاد آئی، یہ میجر جنرل ہیں ریٹائرڈ حق نواز صاحب، تبلیغی جماعت کے بڑے لوگوں میں سے ہیں، بہت دردِ دل رکھنے والے انسان ہیں، فوج کے ریٹائرڈ میجر جنرل ہیں۔ اُن کی بیٹی کی شادی تھی، یہ تلہ گنگ کے علاقے کے ہیں۔ اُن کی بیٹی کی شادی ہوئی تو نکاح اور سب کچھ سُنّت کے مطابق، اسلامی شریعت کے مطابق کیا۔۔۔ تو ساری برادری اور رشتہ دار سب اکٹھے ہوئے اور یہ بڑے ناراض ہوئے، اُنہوں نے کہا: "یہ ٹھیک ہے کہ تو صوفی ہو گیا ہے، جماعت کے ساتھ چلتا ہے، لیکن ہماری برادری ہے، ہماری ناک ہے، تو ہماری ناک کیوں نیچی کرتا ہے؟"۔۔۔ تو خیر! یہ اپنا کام کرتے رہے آہستگی کے ساتھ، ساری چیزیں شریعت کے مطابق کیں، اور پھر اُس کے بعد جب بیٹی کی رُخصتی کا وقت آیا تو بیٹی سے فرمایا کہ "میری بچی! تُو پیدل چل کر اپنے خاوند کے گھر جائے گی" (خاوند کا گھر کہیں قریب ہی تھا)۔۔۔ "پیدل چل کے جاؤ گی"۔۔۔ تو سب برادری والے بگڑ گئے، خفا ہو گئے، انہوں نے کہا کہ: "یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، تیری بیٹی ہے تو ہماری بھی بھتیجی ہے، بھانجی لگتی ہے، ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے، ہم جہاز لا سکتے ہیں، ہم ہیلی کاپٹر لا سکتے ہیں"۔ (اور واقعی وہ بہت بڑے مالدار لوگ تھے)۔۔۔ "یہ کیا بات ہوئی کہ پیدل جائے گی"۔۔۔ اب دیکھئے، دل میں قدر و قیمت ہے، تو انہوں نے ایک ہی بات کہی، انہوں نے کہا کہ "مجھے صرف اس ایک بات کا جواب دیدو پھر جو تمہاری مرضی ہے کرنا۔۔۔ مجھے صرف یہ بتاؤ کہ کیا میری یہ بچی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر فاطمۃ الزہراؓ سے بڑی ہے؟"۔۔۔ تو چُپ ہو گئے سارے۔۔۔ فرمایا "جب حضرت فاطمہؓ پیدل چل کر اپنے خاوند حضرت علیؓ کے گھر

جاسکتی ہیں تو میری بیٹی پیدل چل کر اپنے خاوند کے گھر کیوں نہیں جاسکتی ؟ میں تو سنّت کو زندہ کر رہا ہوں، ٹھیک ہے گاڑی پر بھی جاتی رہے گی، آتی رہے گی لیکن اِس وقت جبکہ نکاح کے بعد رُخصتی ہو تو پیدل اپنے خاوند کے گھر جائے، یہ میرے نبی کی سُنّت ہے، میرے نبی نے اپنی بیٹی کو اسی طرح بھیجا تھا میں بھی اپنی بیٹی کو اسی طرح بھیجوں گا"۔ تو وہ پھر خاموش ہو گئے، کیونکہ حضرت فاطمہؓ کے مقابلے میں کون بات کرے؟ کون کہے کہ تیری بیٹی کا مقام حضرتِ فاطمہؓ سے اونچا ہے؟

آج کے درس کا خلاصہ تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فرمایا ــــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط اللہ معبود ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کوئی اِس قابل نہیں کہ اللہ کے حکم کے آگے کسی اور کا حکم مانا جائے۔ اور دوسری بات اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ــــ پہلی بات یہ فرمائی ــــ اُس سائل کو پہلے یہ فرمایا کہ تو یہ کہے کہ اسلام یہ ہے، اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز

درسِ حدیث

(۳)

منعقدہ ۲۷ نومبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اگر کوئی بات کسی کو معلوم نہ ہو تو دُوسرے سے پوچھ بھی سکتا ہے

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا، اُس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، بال بہت زیادہ سیاہ تھے، سفر کا کوئی اثر اُس پر نہیں تھا، کوئی تھکاوٹ نہیں تھی، اور ہم میں سے کوئی اُس کو پہچانتا بھی نہیں تھا، یہاں تک کہ وہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا، اپنے گھٹنے حضور کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیئے اور اپنی ہتھیلیاں رانوں پر رکھ دیں اور کہنے لگا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اِسلام کے بارے میں خبر دیجئے کہ اِسلام کیا چیز ہے؟"

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کوئی بات کسی کو معلوم نہ ہو تو دُوسرے سے پوچھ بھی سکتا ہے، پوچھنے میں کوئی شرم نہ کرنی چاہیئے۔ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانبیاء ۷) فرمایا تم پوچھو ذِکر والوں سے، نصیحت والوں سے، وعظ و نصیحت کرنے والوں سے تم پوچھو، سوال کرو، اگر

تم نہیں جانتے ہو تو کسی بات کا علم نہیں، اس کو پوچھنا ضروری ہے۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ ۔ فرمایا علم طلب کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر تک، یعنی بچپن سے لے کر بڑھاپے تک، موت تک علم حاصل کرتے رہو، یہ علم کبھی ختم نہیں ہوتا۔

مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے علم جتنا پھیلایا جائے بڑھتا ہے

اور علم ایسی چیز ہے میرے بھائیو اور عزیزو! کہ جو انسان جتنا علم طلب کرتا ہے، علم پھیلاتا ہے، علم حاصل کرتا ہے، اُتنا ہی اللہ تعالیٰ اُس کو زیادہ عطا فرماتے ہیں بمقابلہ مال و دولت کے، کہ مال و دولت خرچ کرو تو گھٹ جاتا ہے۔ سو روپے ہیں، پچاس لگاؤ تو پچاس رہ گئے، کم ہو گئے۔ لیکن دین کے مسئلے آپ کو دو آتے ہیں دو بیان کرو تو ساتھ دو تین باتیں اور معلوم ہو جائیں گی۔ یہ علم جتنا پھیلاؤ، جتنا بتاؤ اُتنا بڑھتا ہے۔

لایعنی سوالات سے بچنا چاہیئے

اور اسی طرح جس کو معلوم نہ ہو اُس کو پوچھنا بھی چاہیئے، مگر پوچھنے کا بھی انداز ہے اور سوال بھی صحیح ہونے چاہئیں، یہ بھی ضروری ہے، یہ نہیں کہ آکر غلط قسم کے سوالات یا وقت ضائع کرنے والی بات کی جائے یہ بھی نہیں ہونا چاہیئے اس سے بھی منع فرمایا، سوال صحیح ہو۔ کیونکہ جو آدمی سوال کرتا ہے، سوال کرنے والے کا سوال جو ہوتا ہے اُسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آدمی عقلمند ہے یا بیوقوف ہے۔ جو آدمی سوال کرتا ہے تو اُس کے سوال سے ہی اگلا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اس نے جو سوال کیا ہے، یہ سوال عقلمندی کا ہے یا بیوقوفی کا ہے؟ یہ آدمی کیسا ہے؟ اس کی کئی مثالیں ہیں، آپ روزانہ دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ کئی آدمی لایعنی قسم کے سوال کر دیتے ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، کوئی فائدہ

نہیں ہوتا۔ تو ایسے سوالات سے منع بھی فرمایا۔ قرآنِ مجید میں ہے کہ شروع شروع میں بعض صحابہ کرامؓ نے ایسے سوالات پوچھے جن کا دین کے ساتھ خاص تعلق نہیں تھا۔ چونکہ نئی نئی بات تھی، تعلیم ہو رہی تھی، نیا نیا معاشرہ بن رہا تھا، تو بعض نے پوچھ لیا کہ "حضرت! یہ بتائیں ہمارا باپ کون ہے؟" اور اس قسم کے کئی سوال پوچھ لیے، تو وحی آگئی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ (المائدہ ۱۰۱) ہر بات نہ پوچھا کرو، ایسی بات نہ پوچھا کرو، اگر اُس وقت وحی آرہی ہوگی، یا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا آپؐ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً فرما دیا تو پھر پشیمان ہو جاؤ گے ــــ بھائی ہم سب ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کوئی انسان کھڑے ہو کر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا شجرۂ نسب بالکل صحیح ہے، جب تک کہ اُس کی ماں اُس کو یقین نہ دلائے، باپ کو بھی نہیں پتہ ہوگا، اُسے کیا پتہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ پتہ ہے۔ تو وحی اگر آگئی اور بتا دیا کہ تیرا باپ تو فلاں ہے تو پھر مصیبت بن جائے گی ــــ تو فرمایا ایسے سوال ہی مت کرو ــــ اسی طرح ہمارے ہاں بھی کئی لوگ کئی قسم کے اُلٹے سیدھے سوالات شروع کر دیتے ہیں، اس سے منع فرمایا لیکن دین کی بات پوچھو، علم والی بات پوچھو، عقل و دانش والی بات پوچھو، دین کے مسائل پوچھو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن باقی دوسری لایعنی قسم کی باتیں نہ پوچھو، اس سے منع فرمایا۔

اسلام میں داخل ہونے کیلئے کلمۂ توحید

تو اُس نے آکر سوال کیا ــــ صحابہ کرامؓ بیٹھے ہیں، وہ آکر پوچھتا ہے "حضرت! اسلام کیا چیز ہے؟ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حضور نے ارشاد فرمایا

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ـــ پہلی بات ـــ اسلام کے لیے پہلی بات یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ کلمے کے دو ہی جزء ہیں ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ یہ کوئی آدمی پڑھے تو مسلمان ہو جاتا ہے ـــ کلمۂ اسلام کیا ہے؟ اسلام کا کلمہ کیا ہے؟ کفر سے اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمہ کون سا ہے؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ یہ دو جزء ہیں کلمے کے، توحید اور رسالت۔ اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو، محمد رسول اللہ کی رسالت و نبوت کا قائل ہو، یہ دو باتیں ہیں۔

اصلی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے

اب میرے بھائیو اور عزیزو! آپ سوچیں، غور فرمائیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ "یہ کلمہ پورا نہیں بلکہ ساتھ اور کلمہ بھی ہے" کون سا؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ ۔ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ، جن کا یہ کلمہ ہو، اور جو یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ساتھ ضروری ہے، یہ نہ پڑھو تو مسلمان نہیں ہوتا، میرے بھائیو اور بزرگو! بتائیے کیا یہ دین کے اندر تحریف ہے کہ نہیں؟ یہ ایک نیا دین پیش ہوا کہ نہیں ہوا؟ ہم نے تو یہی پڑھا، باپ دادا نے یہی پڑھا، صحابۂ کرام نے یہی پڑھا، اہلِ بیت عظام نے یہی کلمہ پڑھا، امام حسنؓ، امام حسینؓ، حضرت علیؓ نے یہی پڑھا، ازواجِ مطہراتؓ نے یہی پڑھا، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے یہی پڑھا، ائمہؒ سب نے یہی پڑھا، اولیاء اللہ

نے، مشائخ نے، علماء نے، سب نے، آج تک یہی کلمہ پڑھتے آئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اب جو آدمی یہ کہتا ہے کہ "ساتھ یہ بھی پڑھو ورنہ مسلمان نہیں" تو کیا خیال ہے آپ کا کہ اُس نے یہاں سے لیکر اوپر تک جتنے بھی گذرے ہیں سب کے اسلام کا انکار کر دیا کہ نہیں کر دیا؟ اس کی نظر میں تو پھر وہ پہلے مسلمان ہی نہیں، جنہوں نے عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ نہیں پڑھا تو مسلمان ہی نہ ہوئے۔

تو اس لیے فرمایا کہ اسلام کا کلمہ یہ ہے، مسلمان تب آدمی ہوتا ہے جب صرف اِتنا پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ہے، محمد رَسُوْلُ اللہ کی رسالت اور ختم نبوت ہے، یہ دو چیزیں ہیں، یہ دو جزء ہیں کلمے کے، اِن پر ایمان لانا ضروری ہے۔

کلمے کے آگے دوسرے الفاظ بڑھانا تحریف فی الدین کے مترادف ہے

باقی اس کے علاوہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل کلمہ تو یہی ہے، آگے تو ہم بطور دلیل کے ساتھ یہ کہتے ہیں۔ تو پھر میرے بھائیو اور عزیزو! کل ایک اور آدمی آجائے وہ کہے کہ جی صرف اِتنی دلیل کیوں دیتے ہو؟ ساتھ یہ بھی دلیل دو کہ اَبُوْبَکْرٌ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ، ساتھ یہ بھی پڑھو: وَعُمَرُ خَلِیْفَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ وَھُوَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعُثْمَانُ وَھُوَ اَیْضًا خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ــــ سارے خلیفے ہیں رسول اللہ کے، اِن کا بھی ساتھ نام لو۔ پھر ایک اور آجائے وہ کہے جناب! صرف یہ چار تو نہیں ہیں، عشرہ مبشرہ تو دس ہیں، ساتھ کہو ھُوَ صَحَابِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ فُلَان..... سب کے سب ملاتے جاؤ پھر آگے سارے، پھر کلمہ ہی پڑھتے رہو پھر دُنیا کے دوسرے کام سارے چھوڑ ہی دو،

پھر نماز گئی، سب کچھ گیا، پھر ایک نے کلمہ دو گز بنایا، دوسرے نے آکر چار گز بنایا، تیسرے نے آکر دس گز بنایا، پھر کلمے کو گزوں کے حساب سے بناتے ہی رہو، لمبے کرتے ہی جاؤ، یہ تو دین کے اندر تحریف ہے ـــــ بھائی دیکھئے نا! ایک آدمی اگر یہ کہہ سکتا ہے کہ "جی عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ ساتھ کہو، حضرت علیؓ اللہ کے ولی ہیں، وَخَلِیفَۃُ رَسُوْلُ اللّٰہ اور رسول اللہ کے خلیفہ ہیں وَخَلِیفَتُہٗ بِلَا فَصْل، اور ساتھ یہ کہو کہ خلیفہ بلافصل ہیں۔

خلیفہ بلافصل کا مطلب خلیفہ بلافصل کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر خلیفہ ہیں تو حضرت علیؓ ہیں، پہلے تینوں خلفاء کی خلافت کا انکار کر دیا، ابوبکرؓ خلیفہ نہیں، عمرؓ خلیفہ نہیں، عثمانؓ خلیفہ نہیں، خلیفہ ہیں تو حضرت علیؓ ہیں۔ "بلافصل" کا مطلب ہی یہی ہے۔ آپ "اذانوں" میں تو سنتے رہتے ہیں نا؟ شیعوں کی "اذانوں" میں بھی یہی ہے "کلمہ" بھی یہی ہے، وَخَلِیفَتُہٗ بِلَا فَصْل، یعنی آپ خلیفہ ہیں رسول اللہ کے بلافصل ـــــ اب دوسرے آکر یہ کہتے ہیں کہ "خلیفہ بلافصل تو ابوبکر صدیقؓ ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام لو، پہلے خلیفہ یہ ہیں اور خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ ہیں حضرت عمرؓ کا نام لو، خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ ہیں حضرت علیؓ تو چوتھی جگہ پر ہیں، وہ بھی سارے اللہ کے ولی ہیں، حضرت علیؓ اللہ کے ولی ہیں تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے کون سا گناہ کیا؟ وہ اللہ کے ولی نہیں ہیں؟ جب یہ اللہ کے ولی ہیں تو پھر عشرہ مبشرہ کا نام بھی لو، پھر تین سو تیرہ اصحاب بدر ہیں، اور چودہ سو وہ صحابہؓ ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ پر بیعت کی، جن کا قرآن مجید میں صراحتہً تذکرہ ہے، لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (الفتح ۱۸) اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش صحابہ کرامؓ ہیں، جن

سب کے متعلق فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (البینہ ۸) پھر ان سب کا نام لو، پھر تو بھائی یہ ہی کام کرتے رہو ــــ میں نے عرض کیا پھر تو دین ختم، پھر تو دین کی کوئی سمجھ ہی نہیں آتی۔ اِسی لیے دین کے اندر تحریف، یہ بڑی خطرناک ہوتی ہے، کیونکہ بات کہاں کی کہاں تک پہنچ جاتی ہے اور اصل دین جو ہوتا ہے وہ درمیان میں چھپ جاتا ہے، اصل دین کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ اصل دین کیا ہے؟

ایک مثال سے وضاحت

جس طرح کسی جگہ کوئی آدمی کسی کو مار پیٹ رہا ہو، دوسرا آئے وہ بھی تین چار لگا دے، تیسرا آئے وہ بھی چھ سات مار دے ــــ "او بھائی! بات کیا ہے؟" "جی بات کا تو کوئی پتہ نہیں" ــــ "گل تے کوئی نہیں پتہ، ساریاں ٹھوک دِتیاں نیں" ــــ یہ تو حماقت ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کیلئے واسطہ اور وسیلہ ہیں

تو اِس لیے فرمایا کہ اسلام یہ ہے ــــ رسول اللہ نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ "اسلام یہ ہے اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ــــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ اور ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ" ــــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ کر اللہ کے سوا ہر چیز کی نفی ہو گئی، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، معبود کوئی نہیں، حاجت روا مشکل کشا اور کوئی نہیں سوا اللہ کی ذات کے۔ اور اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچو گے؟ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ آپ واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں، اللہ تعالیٰ کی مرضی کیسے معلوم ہو گی؟ رسول اللہ بتائیں گے، تو آپ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، آپ

اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں، آپ پر وحی آتی ہے، آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی مرضی بندوں کے سامنے رکھی کہ میرا اللہ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے، ان باتوں سے ناراض ہوتا ہے ـــــ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ بات ہے کلمے کے اندر۔

باقی انشاء اللہ العزیز پھر سہی ـــــ اللہ تعالیٰ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

زباں پر مومنوں کے جب ذکرِ تاجدار آئے
تو اس کے بعد لازم آئے کہ ذکرِ چار یار آئے
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ باغباں جب ہوں
تو پھر کیوں کر نہ باغِ مصطفیٰؐ میں اک بہار آئے

درسِ حدیث

(۴)

منعقدہ ۲۸/ نومبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اُمّت کو پڑھایا

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ باہر سے ایک شخص آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا، اُس کی یہ یہ نشانیاں تھیں، اور اُس نے سوال شروع کیا "اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اِسلام کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ اسلام کیا چیز ہے؟" حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں"۔

میرے بھائیو اور عزیزو! یہی کلمہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا جس کی تعلیم صرف حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اسی کلمے کی تعلیم دی۔ گویا اِس دُنیا میں جتنے بھی انسان ہیں، از آدم تا ایں دم، اور آخر تک، قیامت تک کے آنے والے اِنسان، اُن سب کے لیے جو پیغام ہے اور جو بنیادی تعلیم ہے وہ یہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ہے۔

دیکھو نا اسب سے پہلے انسان کون ہیں؟ آدم علیہ السلام، اور سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ آدم علیہ السلام ــــ پہلے انسان بھی آدم علیہ السلام اور پہلے نبی بھی آدم علیہ السلام، حضور تو آخری نبی ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ تو آدم علیہ السلام پہلے نبی بھی ہیں اور آدم علیہ السلام پہلے انسان بھی ہیں۔ تو آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی آپ کو نبوت بھی عطا فرمادی تاکہ کوئی وقت بھی انسان پر ایسا نہ آئے جب انسان وحیِ الٰہی سے محروم ہو، ایسا کوئی وقت بھی نہ ہو ــــ بھائی دیکھئے! اگر آدم علیہ السلام نبی نہ ہوتے، آدم علیہ السلام کے بعد نبوت کا سلسلہ چلتا تو ہو سکتا تھا آدم علیہ السلام کہتے کہ یا اللہ میں تو پہلا انسان تھا، اُس وقت تو نبوت نہیں تھی، مجھے کیا پتہ تھا؟ ــــ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پہلا انسان بھی بنایا اور ساتھ ہی نبوت بھی عطا فرمائی کہ انسان کسی وقت بھی وحیِ الٰہی اور نورِ نبوت سے خالی نہ رہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے یہی کلمہ پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ۔ سب سے پہلا جو جُز ہے وہ ہر نبی نے پڑھایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پڑھایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ۔ ــــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِسْمٰعِیْلُ ذَبِیْحُ اللّٰہِ۔ ہر نبی علیہ السلام نے پہلا جملہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا پڑھایا۔

جب تک روئے زمین پر ایک شخص بھی کلمہ پڑھنے والا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی

پھر یہ اتنا عظیم کلمہ ہے بقاءِ انسانی اور کائنات کی بقاء کے لیے، کہ یہ جملہ ہے تو کائنات باقی ہے، اگر یہ ختم ہو گیا تو کائنات بھی مٹ جائے گی ــــ جیسا کہ

میں نے اُس دن عرض کیا کہ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ جب تک روئے زمین پر ایک شخص بھی کلمہ پڑھنے والا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی۔ اور ایک حدیث میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے ایک انسان کو عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ، لوگوں کے سامنے بلائیں گے، اُس کو پکارا جائے گا، فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اس کا نامۂ اعمال دیکھو کہ اس کے نامۂ اعمال کے اندر کیا چیز ہے؟ تو اُس کے نامۂ اعمال کے اندر کچھ نہیں ہوگا، تو وہ شخص بڑا پریشان ہو جائے گا کہ میرے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا چیز اور کیا عمل پیش کروں گا! اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو اِسکے نامۂ اعمال میں کچھ ہے؟ تو وہ بندہ بڑا پریشان ہوگا ــــ بھائی! ہر ایک کو اپنے اعمال تو پتہ ہیں نا؟ ہر انسان کو پتہ ہے کہ میرے عمل کیا ہیں! میں اپنے گریبان میں دیکھوں، آپ اپنے گریبان میں جھانک کے دیکھیں، ہمارے سامنے صاف صاف سودا آجائے گا، سچا سچا، کھرا کھرا، کہ میرے عمل کیا ہیں؟

ہر شخص کو اپنے اعمال کا علم ہے ایک عمدہ مثال سے اسکی وضاحت

وہ ایک آدمی حجامت بنوا رہا تھا تو حجام سے اس نے پوچھا کہ "میرے سر سے تے کتنے وال ہوں گے؟" نائی کہن لگا "تھوڑی دیر بعد دیکھ گھنی آپے" ــــ تھوڑی دیر کے بعد خود دیکھ لینا، کیونکہ سارے میں اُتار کے تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں ــــ اُس نے اُسترا رکھا تو اُس نے پہلے پوچھا کہ "بال کتنے ہیں سر پہ؟" اُس نے کہا "تھوڑی دیر صبر کرو جی، ابھی سب آپ کے سامنے آجائیں گے" ــــ تو یہ ہے انسان کا حال! کہ جب انسان اپنے گریبان میں دیکھے اُس کو اپنا نامۂ اعمال نظر آجائے گا کہ میرے

کیا عمل ہیں؟ میں نے کیا کیا؟ میں نے کیا کمایا؟ میں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

میزانِ عدل میں کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا وزن سب سے زیادہ ہوگا

تو اُس بندے کو جب پکارا جائے گا تو وہ پریشان ہو جائے گا کہ میرے پاس تو نیکی ہے ہی کوئی نہیں، میں اللہ کے سامنے کیسے جاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے "ڈھونڈو، ڈھونڈو! اس کے نامۂ اعمال میں شاید کچھ ہو؟" — پہلے گناہ دیکھے جائیں گے — حدیث میں فرمایا گیا کہ اُس کے گناہوں کے ننانوے ۹۹ دفتر ہوں گے — ایک کم سو فائلیں ہوں گی — فائلیں — اور فرمایا وہ ایک ایک فائل اتنی بڑی ہو گی، اتنی لمبی ہوگی کہ حدِ نگاہ تک — جہاں تک اِنسان کی نگاہ کام کرتی ہے، وہاں تک ہوگی — پھر دیکھا ہوگا آپ نے کہ جس طرح نقشے لپیٹے جاتے ہیں یا جس طرح رولز گول لپیٹے جاتے ہیں، پھر جب اُن کو کھولا جاتا ہے تو وہ کتنے لمبے ہو جاتے ہیں — یہ مطلب ہے، کہ وہ لپیٹے ہوں گے، تو جب اُن کو کھولا جائے گا تو وہ اتنے لمبے لمبے دفتر ہوں گے کہ جہاں تک اِنسان کی نگاہ کام کر رہی ہے اتنے لمبے دفتر ہوں گے — تو کتنے ہوں گے جی؟ ایک، دو، تین، چار نہیں — ننانوے — ایک کم سو دفتر ہوں گے — اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ "یہ تو اِدھر رکھو نا، یہ تو اِس کے گناہ ہیں۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "کوئی نیکی ڈھونڈو" — نیکی ڈھونڈیں گے تو ایک چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا ملے گا جس کے اوپر لکھا ہوگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — اب یہ آدمی لائن بنتی ہے، تھوڑی سی تو جگہ گھیرتا ہے، کتنا ہوتا ہے؟ — اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "چلو اِسی کو دُوسرے پلڑے میں ڈال دو" — تو وہ بندہ دِل میں کہے گا کہ ننانوے دفتر گناہوں کے اور ایک چھوٹا سا پُرزہ، اِس سے کیا

ہوگا؟ لیکن جب وہ پرزہ کاغذ کا، جس پر اللہ کا نام ہوگا، اللہ کے نبی کا نام ہوگا، کلمۂ توحید ہوگا، کلمۂ طیب ہوگا ــــ وہ جب دوسرے پلڑے میں ڈالا جائے گا تو وہ پلڑا جھک جائے گا اور گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ "اِس بندے کو جنت میں بھیجدو، اس کی نیکی کا پلڑا جھک گیا، وہ بھاری ہو گیا، گناہ اس کے تھوڑے ہیں، نیکیاں اس کی زیادہ ہیں" ــــ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ "میرے بندے! یہ ایک کلمہ ایسا ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں اس کو رکھا جائے اور ترازو کے دوسرے پلڑے میں ساری کائنات کو رکھا جائے پھر بھی یہ بھاری ہوگا" کیونکہ یہ اللہ کا نام ہے ناجی! اور اللہ سب پر غالب ہے ــــ ہے کہ نہیں؟ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی اللہ کی ذات باقی رہے گی، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن ۲۶، ۲۷) اللہ ہے، اللہ رہے گا، باقی ہر چیز ختم ہو جائے گی، ساری چیزیں فنا ہو جائیں گی، تباہ و برباد ہو جائیں گی، اللہ کا نام ہمیشہ رہے گا، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، اللہ کے نام کو زوال نہیں۔

سابقہ امتوں کے لوگ بھی کلمۂ اسلام پڑھنے کے باعث "مسلمان" ہی کہلائے

تو اِس کلمۂ اسلام کی ہر نبی علیہ السلام نے تعلیم دی، پہلے بھی جتنے لوگ آئے اُن سب نے اسلام قبول کیا تو اُن کو "مسلمان" ہی کہا گیا مسلمان صرف امتِ محمدیہ کے لوگ ہی نہیں بلکہ پہلے جو لوگ ہیں اُن کو بھی مسلمان کہا گیا۔ دیکھئے ابراہیم علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ (الانعام ۱۶۳) میں سب سے پہلا مسلمان ہوں، یہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۝ (الحج ۳۴) ــــ حکم دیا گیا ــــ تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے،

اَسْلِمُوْا اُس کے مطیع ہو جاؤ ــــ اَسْلَمَ ، یُسْلِمُ ، اِسْلَامًا ،
اِسلام کہتے ہیں تسلیم کرنا کسی چیز کو، کسی کے لیے اپنے آپ کو مطیع کر دینا، اُس کے تابع کر دینا، اُس کا فرمانبردار ہو جانا۔ بس جو حکم ہُوا اُس کو اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا سر تسلیم خم کر دیا، جو حکم ہے ہمارا اُس پر ایمان ہے، اِسے کہتے ہیں اِسلام۔
تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ، میں پہلا پہلا مسلمان ہوں۔
تو اسی طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں کے اندر بھی جو لوگ تھے، جنہوں نے کلمہ پڑھا اور اپنے وقت کے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کی، وہ سچے مسلمان تھے ــــ تو اس لیے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو مطیع کر دینا، اپنے آپ کو تابعدار رکھنا، اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لینا۔ تو بس جیسا حکم ہے، جیسا جیسا ارشاد ہے اُسی طرح عمل کرنا۔

اسلام میں ماسوی اللہ کا سجدہ حرام ہے

فرمایا: اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اسلام یہ ہے کہ تُو گواہی دے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ــــ میرے بھائیو اور عزیزو! ہر وہ چیز جس کے اندر انتہائی خشوع، خضوع، تذلل ہو، وہ عبادت ہی ہوتی ہے۔ رکوع، یہ عبادت ہے، سجدہ، یہ عبادت ہے۔ اِسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ "حضرت! یہ جو عجمی اُمراء ہیں، عجم کے جو لوگ ہیں، عجمی بادشاہ، وہ اپنے سامنے اپنی رعایا کو جُھکاتے ہیں، اُن کی رعایا، اُن کی رعیت، اُن کے لوگ جب آتے ہیں تو بادشاہ کے حضور جُھکتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں، وَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ،

حضرت! آپ تو اِس کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے اُن لوگوں کی محبت تو بادشاہوں سے اُوپر اُوپر ہوتی ہے ہمارے تو دلوں کے اندر آپ کی محبت ہے، آپ تو ہمیں سب سے زیادہ محبوب ہیں، ہم تو آپ پر دِل وجان سے فدا ہیں، ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں ـــــ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "سجدہ میری اُمت میں سوائے اللہ کے سب کو حرام ہے" ـــ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "اگر سجدہ اللہ کے سوا کسی اور کو جائز ہوتا تو لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِھِنَّ، فرمایا میں ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں" ـــ لیکن سجدہ میری اُمت میں ماسوٰی اللہ کیلئے حرام ہے، کوئی کسی کو سجدہ نہیں کرسکتا، کوئی مُرید پیر کو سجدہ نہیں کرسکتا، شاگرد اُستاد کو سجدہ نہیں کرسکتا، بیوی خاوند کو سجدہ نہیں کرسکتی، بیٹا باپ کو سجدہ نہیں کرسکتا، اور صحابیؓ نبیؐ کو سجدہ نہیں کرسکتا۔ صحابہؓ نے کوئی سجدہ کیا؟ صحابہؓ سے بڑا مُرید کون تھا؟ حضور سے بڑا پیر کوئی ہوسکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ نے سجدہ نہیں کیا، حضور نے منع فرمایا ـــ تو جو بھی عبادت کیجئے، مثلاً رکوع جھکنا، یہ بھی عبادت کے زُمرے میں آتا ہے، یہ بھی اللہ کے لیے خاص ہے۔ اِس لیے ایک شاعر نے ایک شعر کہا ہے، بڑا عجیب شعر ہے ؎

ہو جس پہ عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعظیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہو بندوں میں اُسے تقسیم نہ کر

یہ تو اللہ کا حق ہے، عبادت اللہ کے لیے ہے ـــ جتنی بھی عبادتیں ہیں۔

ہر قسم کی عبادت فقط اللہ تعالیٰ کا حق ہے | مَنّت، یہ بھی عبادت ہے، نذر، یہ بھی عبادت ہے،

یہ سب اللہ کے لیے ہونی چاہئیں غیر اللہ کے لیے نہیں، اگر غیر اللہ کے لیے ہوگئیں تو شرک ہوگا اور شرک سے سارے عمل برباد ہوجاتے ہیں، یاد رکھئے ــــ

تو اس لیے فرمایا کہ "اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سیدھی سیدھی بات ہے کہ معبود صرف اللہ ہے، ساری عبادتیں اُسی کے لیے ہیں ــ بس اعبادت کا حقدار کون ہے؟ اللہ ــ اور دوسری بات! مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی مرضی کون بتائے گا؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں گے ــــ باقی انشاء اللہ پھر ــ اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

عصیاں سے ہم نے کنارا نہ کیا
پر تُو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنّم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارہ نہ کیا

درسِ حدیث

⑤

منعقدہ ۲۹ر نومبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہر عبادت خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دن بیٹھے تھے کہ ایک شخص جو مسافر تھا، حاضرِ خدمت ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے بیٹھ گیا، اور کچھ سوال جواب شروع کیے، کہنے لگا: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے کہ اسلام کیا چیز ہے؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ، حضور نے ارشاد فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اَلْإِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں ـــــ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عبادت ساری اللہ کے لیے، جو چیزیں بھی عبادت کے زمرے میں آتی ہیں وہ سب خاص اللہ کے لیے ہیں۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز میں نیت کیا کرتے ہیں؟ "خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے" ـــــ

بیت اللہ کا ہم طواف کرتے ہیں، طواف سے پہلے کیا نیت کرتے ہیں؟ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ ط اے اللہ! میں تیرے اس گھر کا طواف کرتا ہوں، سات چکر لگاتا ہوں خاص تیرے لیے، تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں خاص تیرے لیے۔ قربانی کرتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہوں، قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ (الانعام ۱۶۳) میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت، میرا سب کچھ اللہ کے لیے ہے، لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج اس کا کوئی شریک نہیں، ہم نماز پڑھتے ہیں تو بیت اللہ کی طرف ہمارا منہ ضرور ہوتا ہے مگر یہ جو مکان ہے اس مکان کو نہیں پوجتے، عبادت رب کی کرتے ہیں، یہ جہت ہے۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ ہ (القریش ۳) عبادت اس گھر کے رب کی کرو، رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ ہ یہ بیت اللہ ہے، اس کا جو رب ہے وہ ساری کائنات کا رب ہے اس کی عبادت کرو، تو ہمارا سجدہ اللہ کو ہوتا ہے، جہت یہ ہوتی ہے، اگر بیت اللہ نہ ہو تو بھی ہمارا سجدہ اُدھر ہی ہو کیونکہ ہماری جہت ہے اُدھر، وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ ۱۴۹) تو ہمارا چہرہ اُدھر ہوتا ہے مگر عبادت جو ہے وہ ہم اللہ کی کرتے ہیں۔ فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط یہ اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تمہاری ساری عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ تو اب صرف اللہ کی عبادت کرو، اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، اللہ کا کوئی شریک نہیں، اللہ رازق ہے، اللہ خالق ہے، اللہ مالک ہے، یہ ساری باتیں کون بتائے گا؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بتائیں گے۔

ساری باتیں کون بتائیں گے؟ اللہ کے رسول بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں، ان کاموں میں اللہ کی رضامندی ہے اور ان کاموں میں اللہ کی ناراضگی ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی سے براہِ راست کلام نہیں فرماتے

بھائی! اللہ تعالیٰ تو کسی کے ساتھ کلام نہیں فرماتے؛ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (الشوریٰ ۵۱) اللہ تعالیٰ تو کسی کے ساتھ براہِ راست کلام نہیں کرتے، انبیاء علیہم السلام پر بھی جو وحی آئی ہے اُس کی بھی تین شکلیں فرمائی ہیں قرآنِ مجید میں۔ تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ جو کلام فرماتے ہیں وہ بھی بلاحجاب کے نہیں ہے بلکہ (۱) مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (۲) اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا، (۳) فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ، اُس کی شکلیں ہیں مختلف۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی نبی علیہ السلام بتاتے ہیں

تو پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی کون بتاتا ہے؟ نبی علیہ السلام بتاتے ہیں ــــ نبی علیہ السلام اُمت کو بتاتے ہیں کہ "دیکھو! تم اس طریقے پر چلو گے، اِس لائن کو اختیار کرو گے تمہیں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے گی، اِس لائن کو اختیار نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں چلے جاؤ گے"۔ اِسی لیے قرآن مجید میں ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۸۰) جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی فَقَدْ، پس یقیناً اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے رسول اللہ کے طریقے کو اپنایا اُس نے صحیح راستہ اپنایا اور اس نے اللہ کی اطاعت کی، اس لیے کہ اللہ کی جتنی بھی مرضی ہے،

اللہ تعالیٰ جو بھی فرماتے ہیں وہ سب کون بتاتا ہے؟ وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں، ورنہ پہلے حالات کیا تھے؟

اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے

یہ جو مشرکین عرب تھے یہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میرے لیے بیٹیاں پسند کرتے ہو اور اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو"؟ تمہیں اگر یہ کہا جائے کہ تمہارے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے: وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (النحل ۵۸) تمہارے چہرے پر جھائی مل جاتی ہے، چہرے پر سیاہی آجاتی ہے، تمہارا حال یہ ہوتا ہے بیٹی کا سنکر، تو تم اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اللہ کے لیے بیٹیاں پسند کرتے ہو؟ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں؟ اللہ پاک ہے اولاد سے، اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (الانعام ۱۰۱) سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (النساء ۱۷۱) جگہ جگہ فرمایا۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ (الاخلاص ۲) وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ (محمد ۳۸) اللہ بے نیاز ہے، اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۝ (البقرہ ۲۵۵) نیند تو نیند اُس کو اُونگھ بھی نہیں آتی، نہ وہ تھکتا ہے، اُس کو کسی سہارے کی ضرورت ہی نہیں، جب ضرورت نہیں تو اُس کا شریک کوئی کیوں ہو؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکام کے شارح ہیں

تو اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کون بتائے گا؟ اُس کے پیغمبر بتلائیں گے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو فرشتوں کو وہ خدا کی

بیٹیاں کہتے تھے ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر بتایا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اللہ کا کوئی بیٹا نہیں، اللہ کی کوئی بیٹیاں نہیں، لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۚ (الاخلاص ۱۱۲) یہ کس نے بتایا؟ حضورِ انور نے بتایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) ـــ کس نے کہا کہ یوں نماز پڑھو؟ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (بقرہ ۴۳) نماز قائم کرو ـــ بس! اب کیسی نماز پڑھیں؟ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ اور اُس کے اندر کیا کیا پڑھیں؟ رکوع ہو، سجدہ ہو، یہ کیفیت کون بتائے گا؟ نبی بتائیں گے (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ نمازیوں پڑھو، اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھو سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھو، فَاتِحَۃُ الْکِتٰب پڑھو، قرآن حکیم کی تلاوت کرو، اس کے بعد رکوع کرو، اس کے بعد سجدہ کرو، یہ ساری کیفیت ..... اور فجر کی نماز پڑھو، ظہر کی، عصر کی، مغرب کی، عشاء کی، یہ فرض ہیں، یہ ساری باتیں کون بتائے گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (البقرہ ۴۳) نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو ـــ اوجی کتنی زکوٰۃ دیں؟ مال کے اندر عُشر ہے؟ اور بکریوں کی کتنی زکوٰۃ ہے؟ بھیڑوں کی کتنی زکوٰۃ ہے؟ اونٹوں کی کیا زکوٰۃ ہے؟ گندم ہو تو اُس پہ کیا دیں؟ اور دوسرا مال ہو سونے کا چاندی کا، یہ باتیں کون بتائے گا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتے

تو اس لیے فرمایا کہ اسلام کی پہلی بات یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ کی مرضی کون بتائے گا؟ اللہ کے رسول بتائیں گے، (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جب تم اللہ کے رسول کی اطاعت کرنے لگو گے،

تو پھر شک میں نہ پڑنا کہ پتہ نہیں اللہ کی اطاعت ہوئی ہے کہ نہیں؟ فرمایا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ تم نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی ـــــ اللہ کے رسول کے طریقے پر چلے، یقیناً اللہ کی اطاعت کرلی۔ اس لیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہی راستہ، وہی طریقہ ارشاد فرماتے ہیں جو منجانب اللہ ہو۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم ۳، ۴) فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ (النجم ۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے بولتے بھی نہیں جب تک کہ اللہ کی رضا نہ ہو ـــــ ہمیں آپ کو کھلی چھٹی ہے جو مرضی ہے کہتے رہیں! لیکن نبی علیہ السلام اپنی مرضی سے بولتے نہیں، اپنی مرضی سے کہیں جاتے نہیں۔

جس بات میں اللہ تعالیٰ نے ترمیم کرنا چاہی تو فوراً ترمیم فرمادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے

قرآنِ مجید میں ہے کہ نہیں؟ منع فرمادیا: وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ (توبہ ۱۰۷، ۱۰۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جانے سے پہلے منافقوں سے وعدہ کرلیا کہ "میں جب تبوک سے واپس آؤں گا تو تمہاری "مسجد" کا افتتاح کروں گا"۔ مدینہ منورہ میں منافقوں نے بھی ایک "مسجد" بنوائی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا کہ میں جب غزوۂ تبوک سے واپس آؤں گا تو تمہاری "مسجد" کا افتتاح

کروں گا، کیونکہ انہوں نے دعوت دی تھی۔ جب حضور واپس تشریف لا رہے تھے وحی نازل ہوگئی: "حضرت! وہ جو "مسجد" ہے وہ "مسجدِ ضرار" ہے، دُکھ دینے والی ہے، وہاں تشریف نہ لے جانا"۔ نبی نے تو وعدہ فرمایا، اللہ نے فرمایا "نہ جانا"۔ روک دیا۔ نبی کو روک دیا اللہ تعالیٰ نے۔ جو بات بھی ایسی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں ترمیم کرنا چاہی تو فوراً اللہ نے ترمیم فرما دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے میں بذریعہ وحی ترمیم کا واقعہ

اِس پر مَیں ایک مثال عرض کرتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ایک صحابی حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا "اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر مَیں جہاد کروں اور جہاد فی سبیل اللہ میں مَیں پُرزے پُرزے ہو جاؤں، مارا جاؤں، شہید ہو جاؤں تو کیا میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے؟" حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "ہاں تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے، بہت بڑی بات ہے کہ تُو جہاد کرے"۔ وہ اٹھ کر چلا گیا، ابھی دروازے تک ہی گیا تھا کہ حضور نے واپس بلایا، قریب آیا تو پوچھا "تُو نے مجھ سے کیا سوال کیا؟"۔ "حضرت! مَیں نے یہ سوال عرض کیا تھا کہ مَیں اگر میدانِ جہاد میں مارا جاؤں تو کیا میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے کہ نہیں؟"۔ حضور نے فرمایا "ہاں! تیرے سارے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے، اِلَّا الدَّیْن مگر قرضہ معاف نہیں ہوگا جہاد فی سبیل اللہ کے بعد بھی، تُو جب اللہ کے راستے میں مارا جائے، شہید ہو جائے، تیرا بدن ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے، تیرے سارے گناہوں کو اللہ معاف کر دیں گے لیکن قرضہ اللہ معاف نہیں کریں گے"۔ اور فرمایا کہ یہ ابھی جبریل آ کے مجھے بتا گئے ہیں۔ مَیں نے جو تجھے پہلے کہہ دیا کہ سب معاف!

اللہ تعالیٰ تو سُن رہے ہیں، اللہ نے فرمایا: "اے میرے نبی! تھوڑی سی ترمیم فرمائیں کہ قرضہ میں معاف نہیں کروں گا اور تو معاف کردوں گا قرضہ نہیں معاف کروں گا"۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات، ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تحت انجام دیتے ہیں، اللہ کی مرضی ہوتی ہے تو کام ہوتا ہے، جہاں اللہ کی مرضی نہ ہو اللہ تعالیٰ فرمادیتے ہیں کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ ایسے کرنا چاہیئے تھا۔ جیسے میں نے ابھی مثال عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تھوڑی سی ترمیم فرمائیں کہ باقی ساری چیزیں تو معاف ہوجائیں گی مگر پرایا جو قرضہ دینا ہے وہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائیں گے، قرضہ دینا ہوگا بہرحال، قرضے کی کئی صورتیں ہیں۔

بیگانہ قرض کسی حالت میں معاف نہیں ہوسکتا

میرے بھائیو اور عزیزو! یہ مسئلے کی بات آگئی، سُن لیجئے کبھی انسان پر کیسا وقت ہوتا ہے، کبھی کیسا وقت ہوتا ہے، انسان کسی سے کچھ رقم اُدھار لے لیتا ہے، یا بعض لوگ چھپا بھی لیتے ہیں، پیسے اُٹھالیے کسی کی جیب سے نکال لیے، کسی سے اُدھار مانگے پھر واپس نہ کیے، تو پہلے تو وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ انسان کے پاس پیسے نہیں ہوتے کہ دے، پھر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں اور کچھ پیسے پاس آجاتے ہیں تو اُس کا دل کرتا ہے کہ میں اُس کو دوں ــــ مثلاً کسی دوکاندار کے ساتھ دھوکا کیا تھا اور کسی بھائی کے ساتھ دھوکا کیا تھا، کسی پر غلط چیز بیچی تھی یا کسی سے دھوکے سے چیز لے کر پیسے پورے نہ دیئے تھے یعنی کسی طور پر بھی اُس کا قرضہ اس کے ذمہ تھا، اُس کو پتہ ہو یا نہ ہو، تو وہ صورت یہ

ہوتی ہے کہ انسان کو پہلے تو یہ چاہیئے کہ پیسے آجائیں تو اس کا قرضہ جاکر کے خود اتارے، اُس کو کہے کہ "میرے بھائی! آج سے تیس سال پہلے، چالیس سال پہلے میں نے تیرے پیسے لے لیے تھے، یا تجھ سے اتنے پیسے میں نے اُدھار لیے تھے پھر واپس نہ کر سکا، اب مجھ پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی، میرے پاس پیسے ہیں، یہ تم پیسے لے لو اور تم مجھ سے راضی ہو جاؤ" اُس کو راضی کرنے کی کوشش کرے، اگر وہ زیادہ مانگے تو اُس کو کہے کہ "میں تجھے زیادہ خوشی کے ساتھ بطور انعام کے یا بطور مہربانی کے میں تجھے دے دیتا ہوں"۔ بہرحال اُس کو راضی کرنے کی کوشش کرے اور اُس کا قرضہ ہے وہ بھی اتارے۔ اگر اس آدمی کو نہیں جانتا یا وہ آدمی کہیں چلا گیا، اُس سے گُم ہو گیا، وہ کسی اور ملک کا تھا یہ کسی اور ملک کا تھا، یا مر گیا، یا نامعلوم تھا، لاپتہ تھا تو پھر اُس کی طرف سے اتنی رقم صدقہ فی سبیل اللہ کر دے۔ کسی کے پچاس روپے دینے تھے اور وہ آدمی مر گیا یا لاپتہ ہو گیا، دوسرے مُلک کا تھا، چلا گیا، اب یہ چاہتا ہے کہ میں اُسکے پچاس روپے لوٹاؤں، لوٹا نہیں سکتا، اب یہ پچاس روپے اللہ کے نام پر صدقہ کر دے اور نیت یہ کرے، دُعاء یہ کرے کہ "اے اللہ! میں نے اُس بندے کے پچاس روپے دینے تھے، میں اُس بندے کو نہیں دے سکا، نہیں پہنچا سکا، اے اللہ! میں صدقہ کرتا ہوں تُو قبول فرما، اِس کا ثواب اُس کو پہنچا"۔ اُس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔ تو پرایا قرضہ معاف کرانے کا یا پرایا قرضہ دینے کا یہ طریقہ ہے۔

تو پرایا قرض اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتے باقی ہر چیز معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں پرایا قرض بھی ادا کرنے

کی توفیق نصیب فرمائے۔

خلاصۂ درس | تو بات اِس پر ہو رہی تھی کہ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ کی رسالت کی گواہی دینا، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینا، یہ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

درِ فیضِ محمدی وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضانِ گنہ کو دو خبر فیضِ پیمبر کی
بلا قیمت ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

درسِ حدیث

(۶)

منعقدہ یکم دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس کی یہ نشانیاں تھیں، اُس نے آکر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور سوال عرض کیا "اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے خبر دیجئے کہ اسلام کیا چیز ہے؟ جس کے ماننے کا اللہ نے حکم دیا وہ کیا چیز ہے؟ اسلام کسے کہتے ہیں؟" حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اسلام یہ ہے کہ تُو اس چیز کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ـــــ اور اسی اسلام کو میرے بھائیو اور عزیزو! قرآنِ مجید میں فرمایا وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ (آلِ عمران ۸۵) یہی اسلام ہمارے لیے دین مقرر کیا گیا، ہمارا مذہب ہے، ہمارا دین ہے، ہمارا دستور ہے، ہمارا نظامِ حیات ہے، یہی ہمارا مقصدِ زندگی ہے، یہ ہمارے لیے مقرر کیا گیا۔ فرمایا اس کے علاوہ اگر آدمی کوئی اور راستہ تلاش کرے گا

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج ہرگز اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا، وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (آلِ عمران ۸۵) اور وہ شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا ــــ جو اسلام کے خلاف چلے گا، اِسلام کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا، اِسلام دین ہے، اس کو اللہ نے ہمارے لیے پسند کر لیا، قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (المائدہ ۳) آج مَیں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور دین کامل کر دیا اور تمہارے لیے مَیں نے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا، یہ اِسلام تمہارا دین ہے ــــ یہ آیت ۹ ذی الحجہ، یوم عرفہ کو میدانِ عرفات میں نازل ہوئی تھی، آخری آیت ہے، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دین فرما دیا۔ اَلْاِسْلَامُ دِيْنُنَا، اِسلام ہمارا دِین ہے۔

زبان سے اقرار کرنے اور دل سے تصدیق کرنے کا نام اِسلام ہے

اب ایک آدمی کہتا ہے "جی ہمارا دین کیا ہے؟" "جی اسلام" "بھائی اِسلام کسے کہتے ہیں؟" ــــ "پہلی بات تو یہ ہے کہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ــــ یہ گواہی زبان کے ساتھ بھی ہو اور دل کے ساتھ بھی ہو ــــ دِل سے تصدیق ہو اور زبان سے اقرار ہو، تب ہوتا ہے مومن، تب ہوتا ہے مسلمان، اور اگر صرف زبان سے کلمہ پڑھے، دِل سے نہ ہو تو وہ آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔

قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا، اٹھائیسویں پارے میں سورۃ ہے اَلْمُنَافِقُوْنَ، اس میں منافقوں کے حالات ہیں، اس سورۃ کے شروع میں فرمایا اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ (المنافقون ۱) آپ کے پاس جب منافق آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں — یعنی وہ کلمہ پڑھتے ہیں، گواہی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ آپ اُس کے رسول ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ساتھ اور باتیں بھی جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ یہ منافق بڑے جھوٹے ہیں، کذّاب ہیں — وہ زبان سے تو کہتے ہیں نا بھائی! جھوٹ کیا ہوا! یعنی زبان سے تو کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر دل سے نہیں مانتے، زبان سے کہتے ہیں لیکن دل سے نہیں مانتے۔ تو زبان سے آدمی کہے اور دل سے نہ مانے یہ منافق ہوتا ہے۔

منافق دو قسم کے ہوتے ہیں اِعتقادی اور عملی

اور پھر منافق جو ہے میرے بھائیو اور عزیزو! یاد رکھیے! منافق، یہ کافر سے بدتر ہوتا ہے جو کافر ہوتا ہے نا! منافق اِس سے بدتر ہوتا ہے، فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (النساء ۱۴۵) منافق جو ہوں گے وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے، بہت سخت عذاب ہوگا منافقوں کو۔ منافق کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ منافق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک منافق ہوتا ہے اعتقادی اور ایک ہوتا ہے منافقِ عملی — یہ مسئلے یاد رکھا کرو — اب دیکھئے نا! اُدھر تو قرآن مجید نے فرمایا کہ جو منافق ہیں وہ

جہنم کے نچلے درجے میں ہوں گے، اور اُدھر حدیث میں ہے حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، منافق کی تین نشانیاں ہیں — اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ۔ (اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) بعض روایتوں میں چار بھی آتی ہیں — کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، اُس کے پاس امانت رکھو تو خیانت کرتا ہے، اور جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرتا ہے، وعدے کا پاس نہیں کرتا — اب ایک آدمی نماز بھی پڑھتا ہے، اور بھی نیک کام کرتا ہے، دل سے مسلمان بھی ہے مگر جھوٹ بھی بول لیتا ہے، وعدہ خلافی بھی کر لیتا ہے اور کسی سے بات ہو تو بدتمیزی بھی کر دیتا ہے — تو بھائی! یہ تو پھر اُدھر قرآن مجید میں فرمایا کہ منافق جو ہیں وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور کافروں سے بدتر ہیں اور اِدھر فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں — تو علماء حدیث نے لکھا ہے کہ منافق دو قسم کے ہیں، ایک منافق اعتقادی اور ایک منافق عملی، منافق اعتقادی وہ ہے جس کے عقیدے کے اندر نفاق ہے، دل سے نہیں مانتا، یہ وہ منافق ہیں جو جہنم کے نچلے درجے میں ہوں گے اور جن کی نجات بالکل نہیں، یہ وہ منافق ہیں — اور منافق عملی وہ ہیں جن کے عمل میں نفاق ہے، دل سے مانتا ہے اور ظاہری اعمال بھی کرتا ہے، جھوٹ کبھی کبھی بول لیا — ہو جاتا ہے — انسان سے گناہ ہو جاتا ہے، غلطی ہو جاتی ہے، انسان خطا کار ہے — اسی طرح وعدہ خلافی بھی ہو گئی اور امانت رکھی گئی تو اُس کے اندر خیانت بھی ہو گئی، یہ عملی منافق ہے، یہ وہ نہیں ہے جو کافر سے بدتر ہے بلکہ یہ منافق عملی ہے، عمل کا منافق ہے، اِس کو اللہ تعالیٰ بخش دیں گے، اگر توبہ کریگا

تو یقیناً بخشا جائے گا، ویسے بھی اللہ تعالیٰ بخشنے پر قادر ہیں۔

منافق اعتقادی کیلئے بخشش نہیں جبکہ منافق عملی کیلئے بخشش ہے

تو یہاں دو قسمیں ہوگئیں منافقوں کی، تو میرے بھائیو اور عزیزو! جو آدمی زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق بھی کرتا ہے اور پھر ظاہری اعمال بھی کرتا ہے، یہ ہے مومن — ایک آدمی دل سے یقین کرتا ہے کہ اللہ پر میرا ایمان ہے، رسول اللہ پر میرا ایمان ہے، ختم نبوت پر میرا ایمان ہے، دل سے ایمان رکھتا ہے، زبان سے اقرار بھی کیا اور پھر انہوں نے جو فرمایا اس پر عمل بھی کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، قرآن مجید کی تلاوت کی، اللہ کے حق ادا کیے، اللہ کے بندوں کے حق ادا کیے، یہ پکا مسلمان ہے۔ اور ایک ایسا آدمی ہے جو زبان سے اقرار نہیں کرتا، دل میں یقین نہیں رکھتا، اعمال بھی نہیں کرتا، یہ پکا کافر ہے۔ نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، خدا نہیں، رسول نہیں، کلمہ بھی نہیں پڑھتا اور دل سے مانتا بھی نہیں، کہتا ہے "کوئی خدا نہیں، کوئی رسول نہیں"۔ (العیاذ باللہ) جس طرح سکھ ہیں، کرا ڑ ہیں، ہندو ہیں، مجوسی ہیں، یہ سب کافر ہیں نا! یہودی ہیں، عیسائی ہیں، یہ سب کافر ہیں، خدا کو نہیں مانتے، رسول کو نہیں مانتے، جنت دوزخ کو نہیں مانتے اور اسی طرح اعمال بھی نہیں کرتے، نہ دل سے مانتے ہیں، نہ زبان سے اقرار کرتے ہیں، نہ کلمہ پڑھتے ہیں، یہ ہیں پکے کافر، لیکن ایک آدمی زبان سے اقرار کرتا ہے، تھوڑے بہت اعمال بھی کرتا ہے، لیکن دل سے نہیں مانتا، دل سے دشمن ہے، یہ منافق ہے، وہی منافق اعتقادی آگیا، یہ منافق ہے، ان کے متعلق فرمایا یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ فِیْ

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۰،۹) ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے ــــ اور پہلے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (البقرہ ۸) زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخری دن پر ایمان لائے، اللہ فرماتے ہیں یہ مومن نہیں ہیں، ایمان والے نہیں ہیں، یہ مومن نہیں ہیں، جھوٹ کہتے ہیں، یہ مومن نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مومن نہیں ہیں، زبان سے کہتے رہیں۔

چوتھی قسم: فاسق تو یہ وہ ہیں جو منافق اعتقادی ہیں ــــ تو تین قسمیں ہوگئیں۔ ایک پکے مومن، ایک پکے کافر اور ایک منافق۔ اور چوتھی قسم ایک اور ہے ــــ کہ دل سے اس کا یقین پکا ہے، اعتقاد ٹھیک ہے، زبان سے اقرار بھی کرتا ہے، اعمال کے اندر کوتاہی ہو جاتی ہے، نماز رہ گئی: "اوجی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، غلطی ہوگئی میں گنہگار ہوں جی، دعا فرمائیں، اللہ توفیق دے، انشاء اللہ نماز پڑھوں گا، واقعی مجھ سے بڑی سستی ہوتی ہے" ــــ یہ فاسق ہے، گنہگار ہے، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا ــــ ایک پکے مومن، ایک پکے کافر اور ایک وہ ہے جو منافق ہے اور ایک وہ ہے جو فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پکا مومن بنائے کہ دل سے بھی اعتقاد صحیح ہو، زبان سے بھی اقرار ہو اور اعمال بھی پورے ہوں۔

میرے بھائیو اور عزیزو! اگر دل سے یقین ہو اور زبان سے اقرار ہو اور اعمال نہ ہوں تو بات نہیں بنتی نا؟ یہ فاسق ہے، یہ پکا مسلمان نہیں، پکا مومن نہیں، پکے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح زبان سے کہتا ہے اس کے مطابق پھر عمل بھی کرے، دل میں یقین ہو، زبان سے اقرار ہو،

تَصْدِیْقٌ بِالْجَنَانِ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ، یہ ہے پکا مسلمان۔

عمل ہی اصل مقصود ہے

تو فرمایا اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی کلمہ پڑھ، پہلے کلمہ پڑھو گے، اللہ کی وحدانیت کا اقرار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و ختم نبوت و رسالت کا اقرار، یہ ہو جائے گا مسلمان، یہ تو ہو گئی بھائی بات دل کی، دل سے اقرار، دل سے یقین رکھا، دل میں ایمان پختہ رکھا اور زبان سے اقرار کیا۔ یہ تو دل اور زبان کی بات ہو گئی۔ آگے پھر اعمال شروع ہو جاتے ہیں، اسلام کے اندر پھر اعمال بھی ضروری ہیں، بھائی ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے، پھر اس دعوے کے ساتھ آگے دلیلیں چلتی ہیں نا؟ ایک آدمی کہتا ہے "میں جی بڑا پکا مستری ہوں" میں جی بڑا پکا کارپینٹر ہوں، جدی پشتی ہمارا کام ہی یہی ہے جی!" "اچھا بھائی ذرا یہ رندہ تو چلا دو" "او ہو! رندے میں کدے نہیں چلایا جی" "بھائی تم کیسے کارپینٹر ہو؟ تم کیسے ترکھان ہو کہ رندہ بھی نہیں چلا سکتے؟" "اچھا بھائی! یہ ذرا چٹنی ٹھیک کر دو" "او جی میں تو بیچ کس نہیں پکڑ سکتا، میں تیسہ نہیں چلا سکتا" تو بھائی پھر تم کیا خاک کارپینٹر ہو؟ تمہیں کیا کام آتا ہے؟ زبان سے کہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا بھائی! جبتک کہ اس کے ساتھ عملی نمونہ نہ ہو۔ ہم زبان سے کہتے رہیں اور ساتھ عمل نہ ہو، نماز نہیں، خدا نہیں، رسول نہیں، حج نہیں، زکوٰۃ نہیں، اللہ کا حکم نہیں، اللہ کے نبی کی اطاعت نہیں، پھر ہمارا اسلام کس کام کا؟ اسلئے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ کلمہ پڑھے، کلمہ پڑھنے کے بعد پھر آگے اعمال شروع کرے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

درسِ حدیث

(۷)

منعقدہ ۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اِسلام کا عقیدۂ توحید و رسالت حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اچانک ایک شخص آیا، بہت سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا، اُس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے، اُس پر سفر کا کوئی اثر بھی نہیں تھا اور ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا بھی نہیں تھا، وہ آیا اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیئے، اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک پر رکھ دیئے اور سوال جواب شروع ہو گئے، کہنے لگا "یَا مُحَمَّدُ! (صلی اللہ علیک وسلم) اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ، اے اللہ کے نبی! اسلام کے بارے میں مجھے خبر دیجئے کہ اسلام کیا ہے؟" وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حضور نے ارشاد فرمایا "اسلام یہ ہے کہ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں"۔ پہلی بات یہ ہے۔

عقیدے کی بات ہے کہ عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، اللہ کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں، نہ اُس کی ذات میں، نہ اُس کی صفات میں، نہ اُسکے افعال میں، کسی چیز میں بھی کوئی شریک نہیں، اللہ وحدہٗ لاشریک ہے لَا نِدَّ لَہٗ وَلَا ضِدَّ لَہٗ وَلَا کُفُوَ لَہٗ، لَا مُعَانِدَ لَہٗ وَلَا مُجَالِسَ لَہٗ وَلَا مُقَابِلَ لَہٗ، اُس کا کوئی جلیس نہیں، اُس کا کوئی مقابل نہیں، اس کا کوئی مثیل نہیں، اُس کی کوئی مثال نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں ــــ کوئی بھی اُس کے ساتھ شریک نہیں، اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ ــــ پہلی بات ــــ کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں۔

شرک سب سے بڑا گناہ ہے

میرے بھائیو اور عزیزو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا حدیثِ قدسی بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا، اِسلام کے اندر اِس چیز پر بہت زیادہ زور دیا گیا جو اکبرُ الکبائر، بڑے گناہوں میں سے بڑے ہیں، وہ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ ط اللہ کے ساتھ شریک کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور مُشرک کو اللہ نہیں بخشتا۔ قرآنِ مجید میں فرمایا لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ (الزمر ۶۵) اگر ذرا بھی شرک کیا تو سارے عمل برباد کردوں گا ــــ سب ــــ حج گیا، نماز گئی، روزہ گیا، زکوٰۃ گئی، سارے عمل برباد ہو گئے، اگر شرک کیا ــــ چونکہ میرے بھائیو اور عزیزو! اللہ تعالیٰ اپنا شریک برداشت نہیں کرتے ــــ کوئی بھی نہیں کرتا، کوئی آدمی بھی اپنا شریک برداشت نہیں کرتا۔ اگر کسی عورت کے دو خاوند ہوں، کوئی برداشت کرسکتا ہے؟ کوئی برداشت کرسکتا ہے کہ ایک عورت کے دو خاوند ہوں؟ کوئی برداشت کرسکتا ہے کہ اُس کے دو باپ ہوں؟

کوئی نہیں برداشت کرسکتا۔ اسی طرح کسی مُلک کے دو حاکم نہیں ہوسکتے، کسی سکول کے دو پرنسپل نہیں ہوسکتے، کسی ادارے کے دو سربراہ نہیں ہوسکتے، کسی گاڑی کے دو ڈرائیور بیک وقت نہیں ہوسکتے جو بیک اُس کو چلائیں، سیکنڈ ہوگا، اُس کا نائب ہوگا، مگر پورا پورا اُس کے ساتھ شریک ہو؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایک کہے گاڑی میں بریک لگاتا ہوں، دوسرا کہے گاڑی ایکسیلیٹر دباتا ہوں، ایک کہے گاڑی دائیں مُڑتا ہوں، دوسرا کہے گاڑی بائیں مُڑتا ہوں، گاڑی چلے گی؟ نہیں چلے گی، ہو ہی نہیں سکتا۔

دُوسری شادی کرنے کا مسئلہ

حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ اہلُ اللہ میں سے گذرے ہیں، اُن کی خدمت میں ایک عورت آئی مسئلہ پُوچھنے کے لیے اور کہنے لگی "حضرت! میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے آپ اُس کو سمجھائیں کہ دوسری شادی نہ کرے" حضرتؒ نے فرمایا کہ "اسلام نے اجازت دی ہے میں کیسے اُس کو سمجھاؤں کہ نہ کرے؟ جب اسلام نے اُس کو اجازت دی ہے، خدا و رسولؐ نے اجازت دی ہے تو میں کیسے اُس کو روکوں کہ تُو دوسری شادی نہ کر"؟ ـــــ اِس میں اِتنی بات سمجھ لیجئے کہ اسلام میں دوسری شادی کرنے کی اجازت ہے حکم نہیں ـــ اجازت اور چیز ہے حکم اور چیز ہے ـــ آپ کو صاف پانی نہیں ملتا، پاک پانی نہیں ملتا تو تیمم کر لینے کی اجازت ہے، ناپاک پانی پی لینے کی اجازت ہے، حلال نہیں ملتا اور جان پر بنی ہوئی ہے، موت قریب ہے، پریشانی میں ہے، تکلیف میں ہے، حالتِ اضطراری کو پہنچ گئے تو حرام کھانے کی اجازت ہے حکم نہیں ـــ اجازت اور چیز ہوتی ہے حکم اور چیز ہوتا ہے ـــ قرآنِ مجید میں فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی ضرورت ہے، تمہاری خانگی کوئی ضرورت ہے،

اولاد نہیں ہے، بیوی بیمار ہے یا اور کوئی ایسی ضرورت ہے تو پھر تم دوسری شادی کر سکتے ہو، اجازت ہے۔ اور آگے فرمایا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ تم عدل نہیں کر سکو گے فَوَاحِدَةً (النساء ۳) پھر ایک ہی کی اجازت ہے دوسری شادی کرنے کی اجازت بھی نہیں، اگر عدل نہیں کر سکتے تو پھر اجازت بھی ختم۔ ایسا آدمی جو یہ سمجھتا ہو کہ میں دو بیویوں کو خرچہ نہیں دے سکوں گا، ہم تو ایک کا بھی نہیں پورا کر سکتے۔ کر سکتے ہیں؟) کہ میں دو بیویوں کو خرچہ نہیں دے سکوں گا، دو بیویوں کو ایک جیسا مکان بنا کے نہیں دے سکوں گا، دو بیویوں کے حقوق پورے نہیں کر سکوں گا، پھر اُس کو دوسری شادی کرنے کی شریعت نے اجازت بھی نہیں دی، منع فرمایا۔

ایک سے زیادہ بیویوں میں انصاف کرنے کا حکم

بلکہ حدیث میں ہے، حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ کسی شخص نے دو شادیاں تو کر لیں مگر دونوں بیویوں کے حقوق پورے نہ کر سکا، قیامت کے دن اللہ کے دربار میں اس طرح پیش ہوگا کہ اُس کا آدھا بدن فالج زدہ ہوگا، اُس کے آدھے بدن پر فالج گرا ہوگا، اِس لیے کہ اُس نے ایک کے حقوق پورے کیے دوسری کو نہ پوچھا، ایک کو "مسز" بنا کے ساتھ ساتھ پھراتا ہے اور دوسری جو ماں باپ نے کرائی ہے اُس کو پوچھتا ہی نہیں۔ اکھے جی "کتنی بیویاں ہیں؟" — "میری جی دو بیویاں ہیں، ایک تو "بیگم صاحبہ" ہے نا جی؟ دوسری جناب! میں اوس ویلے کو ایہہ جیا اِی حال ایہا، میں گراں ای رہنا ہیاں، تے میرے ماؤ پیو کرا دِتّی، تے میں بھی آکھیا چلو، ماں پیو آں بھی خفا نہیں کیتا، تے میں اوہ بھی ٹنگ گھدی، تے پھر میں دوئی بھی ٹنگ گھدی" — اُس کو دو دو سال، دس دس سال ایسے

بھی ظالم لوگ ہیں جو مڑ کر پوچھتے بھی نہیں، تو اُس کی جو آہ ہے، اُس کے دل سے جو آہ نکلتی ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کے عرش تک پہنچتی ہوگی کہ نہیں پہنچتی ہوگی؟ — حضور نے فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) قیامت کے دن آئے گا تو بدن پر فالج گرا ہوگا۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواجِ مطہرات تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے یہ ضروری بھی نہیں تھا لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زوجۂ مطہرہ کے گھر ایک ایک رات رہتے تھے — ہر زوجۂ مطہرہ کے ہاں — آج اس کی باری ہے، کل اِس کی باری ہے، پرسوں اِس کی باری ہے، ہر ایک کے گھر ایک رات، اور جب باہر تشریف لے جاتے تو پھر قرعہ اندازی فرماتے قُرعہ ڈالتے، جس کے نام کا قُرعہ نکلتا اُس کو ساتھ لے کر جاتے۔ سب سے زیادہ محبت آپ کو اُمّ المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز تقسیم فرماتے تو سب کے گھر برابر حصہ بھیجتے اور پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کرتے کہ "یا اللہ! جو ظاہری تقسیم ہے وہ میں نے کر دی لیکن دلوں کا مالک تُو ہے" — یعنی میرا دِل، اُس میں محبت زیادہ عائشہ صدیقہؓ کی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی) — یہ فطری چیز ہے۔

آپ دیکھیں ایک ماں باپ کی اولاد ہوتی ہے، چار پانچ بیٹے ہیں، مگر بعض بیٹوں سے محبت زیادہ ہوتی ہے بعض سے کم ہوتی ہے، یہ فطری چیز ہے اور عموماً جو بچہ آخری ہوتا ہے اُس سے ماں باپ کو زیادہ محبت ہوتی ہے — تو یہ ایک فطری چیز ہے۔ اب کوئی کہہ دے کہ "دیکھو جی! وہ اس کے بیٹے نہیں؟" وہ بھی بیٹے ہیں، وہ بھی بیٹیاں ہیں، مگر کسی سے محبت زیادہ،

کسی سے محبت کم، تو یہ ہوتا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ تھی، مگر یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر میں زیادہ رہیں اور دوسریوں کے گھر میں نہ جائیں، نہ! ایسا نہیں ہے، ہر ایک کے گھر میں ایک رات حضور قیام فرماتے تھے ـــــ اور حدیث میں آتا ہے کہ آخری وقت میں، آخری عمر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض نے، بیماری نے غلبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس حالت میں بھی سب کے گھر تشریف لے جاتے تھے، مگر ازواجِ مطہرات سمجھتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ قلبی میلان جو ہے وہ عائشہ صدیقہؓ کے گھر کی طرف ہے، تو سب ازواجِ مطہراتؓ نے جمع ہو کر فَاَذِنَّ لَہٗ حضور کے لیے اجازت دے دی کہ "حضرت! ہماری طرف سے اجازت ہے، ہم اپنی خوشی سے اپنی باری حضرتِ عائشہؓ کو دیتی ہیں، آپ باقی ایام اُنہی کے گھر میں گذاریں" ـــــ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر میں رہتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرماتے کہ "میں یہاں زیادہ رہوں گا"، کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روک سکتا تھا؟ یا ازواجِ مطہراتؓ (العیاذ باللہ) وہ ناراض ہوتیں؟ کبھی بھی نہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف فرمایا، عملی طور پر بھی بتایا اور حکم بھی فرمایا ـــــ بھائی اُمت میں سے اگر کوئی شخص دو بیویاں کرلے اور ایک کے حقوق پورے کرے اور دوسری کو پوچھے بھی نہیں تو قیامت کے دن پھر اللہ تعالےٰ کے دربار میں کیسے حاضر ہوگا؟

پردہ اسلامی شعائر میں سے ہے

تو خیر میں عرض یہ کر رہا تھا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اُس عورت نے کہا کہ حضرت! میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے آپ اُس کو روکیں۔ فرمایا:

"میں کیسے روکوں؟ میں تو روک نہیں سکتا"، تو اُس عورت نے کہا کہ "حضرت! میں اِس لیے کہتی ہوں کہ اگر مجھے شریعت اجازت دیتی اور میں اپنا بُرقعہ اٹھاتی آپ میرا حُسن دیکھتے"۔۔۔۔ ولیٔ وقت کے سامنے کھڑی ہے۔۔۔۔ حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی گذرے ہیں۔۔۔۔ ولیٔ وقت کے سامنے کھڑی ہے اور بُرقعہ پہن کے کھڑی ہے، پردہ کر کے کھڑی ہے۔۔۔۔ شریعت اجازت نہیں دیتی کہ پردہ اٹھائے۔۔۔۔ ہم کیا کچھ کرتے ہیں؟ اور پھر نام "اسلام" کا اور "قرآن" کا ہے۔۔۔ نام "مسلمانی" کا ہے۔۔۔ کیا "مسلمانی" رہ گئی؟ شریعت نے اجازت نہیں دی کہ تم کسی کے سامنے پردہ کھولو، شریعت نے حکم دیا تم عورت ہو۔ "عورت" کا معنیٰ ہی "پردہ" ہے، سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سارا جسم پردہ ہے عورت کا، اجازت نہیں پردہ کھولنے کی، اجازت نہیں ہے چہرہ دکھانے کی۔۔۔۔ تو وہ کہنے لگی "حضرت! اگر مجھے شریعت اجازت دیتی اور میں پردہ ہٹاتی، آپ میرا چہرہ دیکھتے اور میرا حُسن دیکھتے، تو میرے حُسن کو دیکھ کر آپ بھی یہ فیصلہ فرماتے کہ اِتنی خوبصورت، اتنی حسین وجمیل بیوی کے ہوتے ہوئے سوکن نہیں کرنی چاہیئے، میرے اوپر سوکن ڈالتا ہے؟ میں اِتنی خوبصورت ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا حُسن دیا ہے، میرے ہوتے ہوئے اُسے دوسری بیوی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

ایک عورت سوکن برداشت نہیں کر سکتی تو اللہ تعالیٰ اپنا شریک کیسے گوارا کر سکتا ہے؟

یہ تو خیر ایک بات تھی۔۔۔ جب اُس نے اتنا کہا تو بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حال آگیا، تو آپؒ نے فرمایا اِلَّا اللہ، اِلَّا اللہ۔۔۔ مریدوں نے عرض کیا "حضرت! اِس میں کونسی بات تھی؟"۔۔۔ فرمایا "اُس نے ایک مسئلہ پوچھا،

اور ایک بات کی، جس بات کی وجہ سے میرے کئی مقامات طے ہو گئے، مجھے اللہ نے بہت نواز دیا، میں بڑی باتیں سمجھ گیا۔" حضرت! کونسی؟" فرمایا: "یہ عورت، اس نے بات کی تھی کہ حسن کے ہوتے ہوئے یہ اپنا شریک گوارا نہیں کر سکتی، حالانکہ اس کا حسن ذاتی نہیں عطائی ہے، اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ باقی نہیں فانی ہے، کل بوڑھی ہو جائے گی، اس کے دانت گر جائیں گے، چہرے پر جھریاں پڑ جائیں گی، پھر اس کو دیکھے گا بھی کوئی نہیں، اس کا حسن باقی نہیں فانی ہے، ذاتی نہیں عطائی ہے اور اس کا حسن مستقل نہیں عارضی ہے، مگر یہ عارضی اور فانی حسن کے ہوتے ہوئے اپنا شریک برداشت نہیں کرتی تو جو حسن کا خالق ہے وہ کیسے اپنا شریک گوارا کرے؟" بھائی! اللہ گوارا کر سکتا ہے؟ اللہ نے حسن کو پیدا کیا ہے، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝ (المومنون ع۱۴) حسن کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے پیدا کیا، جب اللہ نے حسن پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ کیسے اپنا شریک گوارا کرے بھائی؟ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (لقمٰن ع۱۳) اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔

حاجت روا، مشکل کشا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلی بات یہ فرمائی: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں، یہاں پہلے نفی فرمائی لَآ اِلٰهَ پہلے فرمایا، کوئی بھی معبود نہیں، بیٹا نہیں، باپ نہیں، بیوی نہیں، خاوند نہیں، پیر و مرشد نہیں، نبی نہیں، فرشتے نہیں — کوئی بھی نہیں، لَآ اِلٰہ، کوئی معبود نہیں — کون ہے اِلَّا اللّٰهُ ۔ سوائے اللہ کے، یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، ایسے نہیں فرمایا کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — لَآ اِلٰهَ پہلے فرمایا، اِلَّا اللّٰهُ ۔ بعد

میں فرمایا۔ کوئی بھی شریک نہیں ہے، کوئی بھی معبود نہیں، کوئی اس قابل نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے، کوئی اِس قابل نہیں کہ اُس کو مقصود سمجھا جائے، کوئی اس قابل نہیں کہ اُس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے اِلَّا اللّٰہُ سوائے اللہ کے۔ جب اللہ ہے، ہر چیز پر قادر ہے، ہر چیز کر سکتا ہے، مُحْیِی ہے، مُمِیْت ہے، حیّ ہے، قیوم ہے۔ جب اللہ کی سب صفتیں ہیں تو پھر بھائی! دوسری طرف دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ــــ بھائی! اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتے ہیں کہ نہیں کر سکتے؟ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (البقرہ ع۲) یہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ (البروج ع۱) رب کی ذات ہے تو پھر دوسری طرف کیوں دیکھیں؟

ہر شاہ و گدا کو دینے والا اللہ تعالیٰ ہے

کوئی شخص کسی بادشاہ کے پاس گیا (کوئی حاجت تھی اُسے) تو اُس نے کہا کہ دوسرے وقت میں آنا ــــ وہ گیا تو دیکھا کہ بادشاہ سلامت دعا کر رہے تھے اللہ تعالیٰ سے کہ "یا اللہ! تو مجھ پر فضل کر، یا اللہ! مجھ کو فلاں چیز دے، یا اللہ! تو یہ مہربانی کر۔۔۔" اللہ سے کچھ مانگ رہا تھا ــــ تو وہ شخص یہ سُنکر مُڑ گیا، بادشاہ دعا سے فارغ ہوئے تو اُس کو بُلا کے کہا کہ بھائی! آ، میں فارغ ہو گیا ہوں" اُس نے کہا "میں بھی "فارغ" ہو گیا ہوں" ــــ "کیسے"؟ کہ "میں نے سُن لیا کہ جب تو اُس سے مانگ رہا ہے تو میں بھی سیدھا اُسی سے کیوں نہ مانگوں؟ جب تو بادشاہ ہو کر، مالک ہو کر، گورنر، حاکم ہو کر اُس سے مانگ رہا ہے تو میں بھی سیدھا اُسی سے کیوں نہ مانگوں؟ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (البقرہ ع۲۳) نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ

حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (قٓ ۱۶) میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں مجھے پکار کے تو دیکھو! اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، فرمایا جو بھی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے میں اُس کی پکار کو سُنتا ہوں، قبول کرتا ہوں، بشرطیکہ صمیمِ قلب سے، اخلاص سے مجھے پکارے، میں اُس کی پکار کو سُنتا ہوں رَدّ نہیں کرتا ــــ تو بھائی جب وہ سب کچھ کرسکتا ہے تو پھر دوسرے کی طرف انسان کیوں دیکھے؟

اللہ کے رسول کی رسالت پر ایمان لانا، یہ بھی ضروری ہے

تو اس لیے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اللہ کی مرضی، اللہ کی عبادت کا طریقہ، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی باتیں، اللہ تعالیٰ کی رضامندی والے اصول، یہ ساری باتیں کون بتائیں گے؟ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے رسول کی رسالت پر ایمان لانا یہ بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو، سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

وسیلہ کا مسئلہ

نوٹ: درس کے اختتام پر سامعین میں سے کسی نے وسیلہ کے متعلق پوچھا تو حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل جواب ارشاد فرمایا۔ (مرتب)

وسیلے کی اور بات ہے، وسیلہ انسان اختیار کرسکتا ہے لیکن وسیلے کو

مؤثر بالذات نہیں سمجھنا چاہیئے، دیکھئے نا! ماں باپ ہیں، انسان ویسے بھی پیدا ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں، لیکن وسیلہ کون ہیں؟ ماں باپ ہیں۔ تو ماں باپ کے احترام کا حکم دیا۔ اس لیے فرمایا یہ تمہاری ماں ہے، یہ تمہارا باپ ہے، مانگنا اللہ تعالیٰ سے چاہیئے۔ کسی بزرگ کی قبر پر جاکر بھی یوں کہنا جائز ہے کہ "یا اللہ! تیرے نیک بندے ہیں، یہ بزرگ ہیں، ان پر تیری مہربانیاں ہیں، یا اللہ! ہم پر بھی اپنا فضل و کرم فرما"۔ مانگے اللہ تعالیٰ سے۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! قبرستان پر کیسے جائیں؟ تو پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم قبرستان پر جاؤ، اِذَا زُرْتَ قَبْرًا، جب قبر کی زیارت کرو تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤ، اس کو لتاڑو نہیں، اس کو چومو نہیں، اس کے اوپر نہ چڑھ جاؤ بلکہ آکر کھڑے ہو جاؤ، جو کھڑے ہونے کی جگہ ہے، اور وہاں قُلْ اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّشَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھو اور قرآن مجید کے کچھ حصہ کی تلاوت کرو، پھر اس کا ثواب قبر والے کی رُوح پر پہنچاؤ، ثُمَّ يَسْئَلُ اللّٰهَ حَاجَتَهٗ پھر جو مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو"۔ تو اس چیز کی نفی نہیں ہے، یہ وہ نفی ہے کہ جو لوگ مؤثر بالذات اُسی کو مانتے ہیں۔ بعض لوگ تو جاکر کے بیٹھ جاتے ہیں کہ "بس جو کچھ دینا اے تُوں ای دینا اے، جو کچھ لینا اے انھوں ای لینا اے"۔ اور بعض ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "حضرت جی! ہماری تو خدا سنتا نہیں، آپ کی رَدّ کرتا نہیں"۔ یہ بھی غلط ہے، اللہ تعالیٰ سب کی سنتے ہیں، اللہ تعالیٰ

سے مانگنا چاہیئے۔ ہاں! اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں سے دُعا کرانا جائز ہے کہ "حضرت! دُعا فرمائیں ہمارے لیے"۔

قرآنِ مجید میں ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء ع ۱۰) اس کی نفی نہیں ہے — یہ جو اُسی کو مؤثر بالذات سمجھتے ہیں یا یہی سمجھتے ہیں کہ انہی کے واسطے سے ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، یہ بات غلط ہے۔

سوزِ دروں سے ظلم کو فی النار کر دیا
ہر وار کو یزید کے بے کار کر دیا
نیند آگئی تلوار کے سائے میں لیٹ کر
خود سو گئے حیات[1] کو بیدار کر دیا

[1] امام حسین عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

درسِ حدیث

(۸)

مُنعقدہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چالیس احادیث یاد کرنیوالے کو داخلۂ جنّت کا مژدۂ جانفزا

حضرت عمر ابن الخطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت جب کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے تھے ایک دن، اچانک ایک شخص آیا، اُس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، بال بہت زیادہ سیاہ تھے، اُس پر سفر کا اثر نہیں تھا، کوئی تھکان، کوئی گرد و غبار نہیں تھی اور ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا بھی نہیں تھا، یہاں تک کہ وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آکر بیٹھ گیا، اپنے گھٹنے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور ہاتھ رانوں پر رکھ دیئے وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ، اور کہنے لگا "اے محمدؐ! (صلی اللہ علیک وسلّم) مجھے خبر دیجئے اسلام کے بارے میں کہ اسلام کیا چیز ہے؟"

میرے بھائیو! آپ خوش نصیب ہیں اور آپ کی وجہ سے میں بھی اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ہم اس سرزمینِ پاک پر جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث پڑھ لیتے ہیں ——— سُنا لیتے ہیں، اس کو

یاد رکھنے کی بھی کوشش کیا کیجئے ـــ اب کافی دنوں سے یہ حدیث چل رہی ہے اس کا ترجمہ اور مفہوم تو کم از کم ہر ایک آدمی کو یاد ہونا ہی چاہیئے۔ جو بات ایک دفعہ کہی جائے، دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ، یاد ہو ہی جاتی ہے ـــ تو الحمد للہ دو ہفتوں سے تقریباً حدیث چل رہی ہے، اور اس کا ترجمہ موٹا موٹا تو وہی ہوتا ہے جو میں عرض کرتا ہوں، تشریح البتہ کچھ زیادہ ہو جاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ سکھاتے ہیں وہ میں عرض کر دیتا ہوں۔ کم از کم اس کا کچھ نہ کچھ ترجمہ تو بھائی یاد ہونا چاہیئے نا؟ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اقوال، کچھ باتیں اُمت کو یاد ہونی چاہئیں کہ نہیں یاد ہونی چاہئیں؟ آج اگر ہم سے کوئی کہے کہ "بھائی آپ کون ہیں؟" ہم کہیں گے "جی الحمد للہ ہم مسلمان ہیں"۔ "بھائی کس کا کلمہ پڑھتے ہو؟" "جی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں"۔ "بھائی! اپنے نبی کی کچھ باتیں تمہیں آتی ہیں؟" ـــ پھر؟..... "بھائی! جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اُس نبی نے کیا فرمایا؟ کچھ باتیں تمہیں یاد ہیں کہ حضور نے کیا فرمایا؟ (صلی اللہ علیہ وسلم نے)" ـــ کچھ نہ کچھ تو یاد ہونا چاہیئے نا؟ ـــ ایک حدیث میں ہے حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "جو میرا اُمتی چالیس حدیثوں کو یاد کرے گا یا اُن کو پڑھے گا تو جنت میں چلا جائے گا ـــ چالیس میری باتوں کو یاد رکھے گا" ـــ تو بھائی کچھ نہ کچھ تو آنا چاہیئے نا؟۔

اِلّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنم | ہمیں ساری باتیں آتی ہیں ـــ ساری باتیں ـــ صبح سے شام تک ہم بولتے ہیں، بے تکے بولتے ہیں، بلا تھکان بولتے ہیں، رُکتے نہیں ہیں ـــ سیاست پہ بولو تو دو دو گھنٹے بولتے ہیں، کاروبار پہ بولتے ہیں، کام کاج پہ بولتے ہیں، ہر بات پہ ہم بولتے ہیں، کوئی چُپ رہتا ہے؟ کوئی نہیں چپ رہتا،

سارے بولتے ہیں، اور بعض تو رات کو خواب میں بھی بولتے رہتے ہیں، سوئے ہوئے بھی باتیں کرتے رہتے ہیں، کوئی شور مچاتے ہیں، کوئی کیا کرتے ہیں؟ اتنی باتیں ہم کرتے ہیں بھائی تو اُس میں کم از کم ایک دو باتیں تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہونی چاہئیں نا؟ اور اتنی مشکل نہیں ہیں، بڑی آسان ہیں، بس تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، انسان ذرا توجہ سے سُنے اور پھر سُننے کے بعد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تکرار کیا کریں کہ "جی آج مولوی صاحب نے کیا کہا؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟" دو تین بھائی مل کے بیٹھ جایا کریں، راستے میں چلتے چلتے یہ باتیں آپ کیا کریں کہ "دیکھو جی ایک شخص آیا حضور کے پاس (صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس)" ـــــ "حدیث کس سے روایت ہے؟" "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جی" ـــــ اتنا تو یاد ہو ہی جائے گا نا؟ "حضرت عمرؓ سے روایت ہے جی" ـــــ دوسرا کہے "او جی سارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، یہ اُس وقت کی بات ہے" ـــــ تیسرا کہے کہ "ہاں بھائی وہ جو آدمی آیا تھا اُس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے، کپڑے بہت زیادہ سفید تھے" ـــــ عربی میں نہ یاد ہو تو اُردو یا پنجابی، پشتو میں، اپنی زبان میں تو کم از کم اس کا مفہوم اور اُس کا ترجمہ کچھ تھوڑا بہت آنا چاہیئے۔

حضور کے ارشادات مختصر ہوتے ہیں مگر اُن کے معانی اور مطالب بہت ہوتے ہیں

اور یہ برکت ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات مختصر فرماتے ہیں مگر اُس کے معانی اور مطالب بہت ہوتے ہیں ـــــ اور یہ مجھ جیسا ناکارہ کافی دنوں سے یہ

عرض کر رہا ہے کہ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۙ تو جتنا آدمی بیان کرتا ہے بات کھلتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس شخص نے عرض کیا کہ "حضرت! اسلام کیا چیز ہے؟" تو آپ نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "اسلام یہ ہے کہ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۙ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اِس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اِس بات کی گواہی دینا، دِل سے بھی گواہی دینا، زبان سے بھی اقرار کرنا، یعنی جو زبان سے کہہ رہے ہو تمہارا دِل اُس کی تصدیق کرے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح کہہ رہا ہوں، دل کی تصدیق بھی ساتھ ضروری ہے۔

عمل تھوڑا کیا، اجر زیادہ پایا ایک صحابیؓ کا واقعہ

ایک بات تو ہو گئی — اب یہ بات تو بھائی عقیدے کی بات ہے، یہ جو چیز ہے نا! یہ عقیدے کی ہے۔ اِس کے بعد پھر اعمال شروع ہوتے ہیں۔ اور یہ کلمہ طیبہ ایسی چیز ہے، جیسا کہ میں نے گذشتہ درس میں عرض کیا، حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ جو آدمی کلمہ طیبہ صدقِ دل سے پڑھ لے اُس کے پہلے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں، نماز اُس نے نہیں پڑھی، روزہ اُس نے نہیں رکھا، حج اُس نے نہیں کیا، اور کوئی بات بھی نہیں کی، کلمہ طیبہ پڑھا، موت آگئی، سیدھا جنت میں چلا گیا۔

حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ جہاد میں تشریف فرما ہیں ایک شخص آیا کہنے لگا "حضرت! یہ کیا ہے؟" فرمایا "یہ کفر اور اِسلام کی لڑائی ہے" — "حضرت! میں بھی شریک ہونا چاہتا ہوں"۔ فرمایا "پہلے کلمہ

تو پڑھ! کلمہ پڑھ لے"۔۔۔ اُس نے کلمہ پڑھا، کلمہ پڑھنے کے بعد کہنے لگا "حضرت!۔۔۔۔۔" (وہ کھجوریں کھا رہا تھا، وہاں کھجوریں تو بہت ہوتی ہیں نا؟) کہنے لگا "حضرت! یہ میری کھجوریں آپ پاس رکھیں، اگر میں اس جنگ سے واپس آگیا تو کھالوں گا ورنہ تقسیم کر دینا"۔۔۔ وہ جناب گیا، جاتے ہی اُس کو تلوار کا وار لگا، دو ٹکڑے ہو گیا، شہید ہو گیا، حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا عَمِلَ قَلِیْلًا وَّ اُجِرَ کَثِیْرًا ۔ عمل تو بہت تھوڑا کیا مگر اُجرت اور مزدوری بہت پا گیا" بڑی مزدوری لے لی، سیدھا جنت میں چلا گیا۔ کوئی نماز نہیں پڑھی، کوئی روزہ نہیں رکھا، وقت ہی نہیں ملا، کلمہ پڑھا۔۔۔ اور کوئی عمل نہیں کیا۔۔۔ دل مسلمان ہو گیا، عقیدہ صحیح ہو گیا، توحید و رسالت کا اقرار کیا، اُس کے بعد اُس کو کسی نیک عمل کا وقت نہیں ملا، مر گیا، سیدھا جنت میں چلا گیا۔ تو یہ کلمہ طیبہ ایسی چیز ہے میرے بھائیو اور عزیزو! کہ انسان اگر پڑھ لے صدقِ دل کے ساتھ، تو پہلے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔

کلمۂ طیبہ جس کا آخری کلام ہو وہ جنتی ہے

اور اسی طرح ایک حدیث میں ہے حضورِ انور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "جس آدمی کی آخری کلام یہ ہو، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ۔ جنت میں داخل ہو جائے گا"۔۔۔ آخری کلام جس کا یہ ہو، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ۔۔۔ اور آج سے کچھ عرصہ پہلے تک۔۔۔ اب بھی دیہات میں۔۔۔ اور جن کو اللہ نصیب کرے۔۔۔ اُن کے ہاں یہ بات ہے کہ جب آخری

وقت ہوتا ہے تو اُس سے کچھ پہلے کسی کو بلایا، محلّے کے بزرگوں کو، امام مسجد کو، کسی اور کو، معتبر آدمی کو بُلایا، پاس بٹھایا، اُس سے کہنے لگے کہ "جناب! مَیں دُنیا سے جا رہا ہوں آپ میرے کلمے کے گواہ ہیں"۔۔۔ اس طرح لوگ کہتے تھے دُنیا سے رُخصت ہونے سے پہلے..... اُن کو پتہ چل جاتا تھا کیونکہ حالات ایسے ہوتے تھے۔ اب بھائی جس آدمی کی ساٹھ ستر سال عمر ہو جائے، بیماری زیادہ زور پکڑ جائے تو اُس کو پتہ ہوتا ہے کہ مَیں نے اِس کے بعد مرنا ہی ہے، آگے تو پھر گڑھا ہی ہے ناجی؟ اور آگے کیا ہے؟ پھر مُڑ کے جوان تو نہیں ہوتا؟۔۔۔ تو وہ پھر بلا لیتے تھے کہ "جی آپ میرے کلمے کے گواہ ہیں، مَیں آپ کے سامنے کلمہ پڑھ کے دُنیا سے جا رہا ہوں"۔ وہ کلمہ پڑھتے رہتے تھے، اِس طرح پھر اللہ تعالیٰ اُن کی موت کرتے تھے کہ بڑے آرام کے ساتھ کلمہ پڑھا اور دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔ آخری وقت اُن کی کلام کیا ہوتی تھی؟ کلمۂ طیبہ۔

ایک صالح نوجوان کی قابلِ رشک موت کا واقعہ

ابھی مجھے خط آیا، ہمارے محلّے کا ایک نوجوان لڑکا تھا بہت اچھا، نمازی۔۔۔ پکّا نمازی تھا، درس میں بیٹھنے والا تھا، اُس کے متعلق لکھا کہ وہ..... پچھلے ہفتے کی بات ہے..... صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی مسجد میں، قرآنِ مجید کا درس سُنا۔۔۔ (میرے والد صاحب روزانہ صبح کی نماز کے بعد قرآنِ مجید کا درس دیتے ہیں الحمدللہ) تو درسِ قرآن سُنا، اُس کے بعد تلاوت وغیرہ کی، گھر گیا ناشتے کی میز پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا کہ مر گیا۔ ایک نماز بھی نہیں رہی۔۔۔ ایک نماز بھی۔۔۔ یہ کتنی اچھی موت ہے جی! مرنا تو بھائی سب نے ہے ناں، سب نے مرنا ہے)

ایک نماز بھی اُس کی نہ رہی، صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گیا، آرام سے مرگیا ــــ تو یہ اچھی موتیں ہوتی ہیں میرے بھائیو اور عزیزو! ورنہ آجکل آپ کو پتہ ہے کہ کس کس حالت میں لوگ مرتے ہیں؟ کیا کیا دُنیا میں بن رہا ہے؟

رُوس میں قیامت خیز زلزلہ

ابھی روس میں زلزلہ آیا، کئی انسان تباہ ہوگئے، تقریباً پینتالیس ہزار، پچاس ہزار تو کہہ رہے ہیں نا؟ ابھی تو لاشیں مل رہی ہیں، لاکھ کے قریب، کتنے آدمی مارے گئے؟ ــــ لاکھ کے قریب ــــ آناً فاناً زلزلہ آیا، تباہ و برباد ہوگئے، ملیامیٹ ہوگئے، شہروں کے شہر مٹ گئے، اُن کے اندر کئی مسلمان بھی ہوں گے، کیونکہ رُوس کے اندر آبادی ہے مسلمانوں کی بھی، جو مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے درجات کو بلند فرمائیں، وہ تو یقیناً شہید ہیں جو مسلمان ہیں، ویسے دُکھ ہے، اِتنا بڑا نقصان ہوگیا آناً فاناً ــــ تو میرے بھائیو! یہ تو دُنیا میں چلتا ہے سلسلہ! اب رُوس کتنی بڑی طاقت ہے؟ (الحمدللہ جہادِ افغانستان کی برکت سے اب رُوس تباہ و برباد ہوگیا ہے اور دُنیا کے نقشے سے سوویت یونین کا نام و نشان مٹ گیا) یہ اللہ تعالیٰ نظام ہوتا ہے۔

مرنے والوں کو کلمے کی تلقین کرنے کا حکم

تو اس لیے فرمایا کہ جس آدمی کی آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وہ آدمی جنّت میں چلا جائے گا ــــ لیکن میرے بھائیو اور عزیزو! یہ تب نصیب ہوتا ہے جب دُنیا میں اِس کے ساتھ اِنسان کا تعلق ہو، یہ بات ضروری ہے ــــ ایک دوکاندار بھائی تھا وہ جب مرنے لگا تو اُس کو کہتے تھے کہ "کلمہ پڑھ" ــــ تو وہ کہتا تھا

"نون، تیل، ادرک" ــــ وہی بیچتا رہا نا؟ نمک، تیل، ادرک ــــ دوکان میں یہی چیزیں ہوتی تھیں ــــ اس کو کہتے "او کلمہ پڑھ"! کہتا "نون، تیل، ادرک"۔ یہی کہتے کہتے مر گیا دُنیا سے، اُس کو کلمہ نصیب نہ ہوا۔ کئی واقعات ایسے ہیں کہ لوگ کہتے بھی ہیں، اُن کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں، انکار کر دیتے ہیں۔

اِس لیے حدیث میں فرمایا کہ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط جو تمہارے مرنے والے ہوں اُن کو کلمۂ شہادت کی تلقین کرو۔ یہ نہ کہو کہ "تو پڑھ" ــــ تلقین کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے پاس بیٹھ کر تم خود پڑھو، اگر اُس کی قسمت میں ہوا تو وہ پڑھ لے گا ورنہ کم از کم "نہ" تو نہیں کرے گا نا؟ اگر تم نے اُس کو کہا کہ "کلمہ پڑھ" ــــ اور وہ وقت بڑا سختی کا ہوتا ہے ــــ ہو سکتا ہے وہ کہے "نہیں پڑھتا"، تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ کلمے کا انکار کافر کر دیتا ہے اِنسان کو۔ اُس کو کہو "کلمہ پڑھ، کلمہ پڑھ کے تیرا روح نکلے"، کہے "میں نہیں پڑھتا کلمہ" وہ کافر ہو جائے گا، سارے عمل برباد ہو جائیں گے، جلتے جاتے کافر ہو کے مرے گا ــــ اس لیے اُس کے سامنے بیٹھ کر تم خود کلمہ شریف پڑھتے رہو، اُس کو نہ کہو کہ "تو پڑھ" ــــ کلمہ پڑھو، اگر اللہ تعالیٰ نے اُس کی قسمت میں، اُس کے نصیب میں کیا، تو وہ بھی پڑھ لے گا۔

قبر سے آواز آئی "ہم میں کوئی بدبخت نہیں ہے"

تو یہ خوش قسمتی کی باتیں ہوتی ہیں جی! ہماری فقہ کی کتاب ہے "فتح القدیر"[1] اُسکے مصنف ہیں کمال ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

[1] اِکمال الشیم کے مقدمہ میں مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ نے یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

ابن ہمام بہت بڑا شخص گذرا ہے — امام ہیں — لمبا قصہ ہے، میں مختصر عرض کرتا ہوں — وہ گئے اسکندریہ، مصر کے اندر اسکندریہ شہر میں قبرستان ہے وہاں علامہ اسکندرانی گذرے ہیں، بہت بڑے اللہ کے ولی تھے، ان کی قبر پر گئے، تو وہاں انہوں نے جاکر سورۂ ہود کی تلاوت شروع کی، قرآنِ مجید پڑھ رہے تھے، تلاوت کر رہے تھے سورۂ ہود کی، تو جب وہ سورۂ ہود پڑھتے پڑھتے اِس مقام پر پہنچے، فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ (ھود ۱۰۵) (ان قبروں میں کوئی نیک بخت ہوتے ہیں کوئی بدبخت ہوتے ہیں۔ ترجمہ) تو قبر سے جواب آیا: "لَيْسَ فِيْنَا شَقِيٌّ" ہم میں کوئی بھی شقی نہیں" — یعنی سب نیک بخت ہیں، کوئی بدبخت نہیں ہے — تو ہوتا ہے، جس جس کو اللہ تعالیٰ نصیب فرمادیں، عطا فرمادیں۔

دو محدّث بھائی غسلِ میت کے وقت تختے پر ہنس پڑے

دو محدّث[1] گذرے ہیں ایک کا نام تھا رَبِیعَہ، ایک کا نام تھا رِبعی، اِن کے والد کا نام تھا حراش۔ یہ دونوں محدّث تھے، حدیث پڑھاتے تھے۔ اِن کے متعلق آتا ہے کہ ساری زندگی انہوں نے قہقہہ نہیں لگایا، زور سے نہیں ہنسے جس طرح ہم لوگ ہنستے ہیں نا؟ اور ایسے ہنستے ہیں کہ سارا وجود ہلتا ہے، چارپائی پہ بیٹھے ہوں تو چارپائی ٹوٹنے لگتی ہے، ایسا ہم ہنستے ہیں زور سے — اِنہوں نے ساری زندگی قہقہہ نہیں لگایا یعنی زور سے نہیں ہنسے۔ کسی نے پوچھا تو کہا کہ "بھائی جب تک خاتمہ کا پتہ نہ ہو، یہ پتہ نہ ہو کہ امتحان میں نتیجہ کیا نکلے گا ہم کیسے ہنسیں؟ اور آگے

---

[1] علامہ نوویؒ نے مسلم کی شرح میں جلد ۲ صـ سائز کلاں میں یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

ہم حدیث میں پڑھتے ہیں کہ آگے کیا کیا مناظر ہیں؟ سکرات کس طرح ہیں؟ برزخ کیا ہے؟ قبر کیا ہے؟ کیا کیا عذاب ہوں گے؟ اِتنی چیزیں سننے والا، پڑھنے والا، سمجھنے والا، جاننے والا کیسے ہنس سکتا ہے؟" ـــــ جس طرح یہاں سے ہم اگر جائیں سفر پہ اور کسی کا پاسپورٹ ساتھ نہ ہو، شُرطہ کارڈ نہ ہو تو وہ ہنستا ہے؟ سارے بُسان والے مل کے بھی اوساں آکھن کہ "ہَس اوئے ہَس" اوہ آکھنا اے "اوئے تُسی ہَسو، میرے کول تے شُرطہ کارڈ ای نہیں، ماں تے نیندرای نہیں آئی، تے ہساں کتھوں؟" ـــ وہ ہنستا ہے؟ ذرا تکلیف ہو تو آدمی نہیں ہنستا، ہنسی بھول جاتا ہے۔ تو جس آدمی کو یہ یقین ہو، یقین کی آنکھوں سے وہ دیکھ رہا ہو، وہ کیسے ہنسے؟ ـــ تو انہوں نے کہا: "ہم اسلئے نہیں ہنستے کہ ہمارے سامنے وہ سارے مناظر ہیں"۔

تو محدثِ ربیعی بعد از وفات ہنس پڑے۔ اِسی طرح ان کے بھائی ربیعہ بھی بعد از وفات بوقتِ غسل تبسم فرما رہے تھے۔ معلوم ہوا ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا۔

زندگی میں کلمے کے ساتھ تعلق ہونا ضروری ہے

تو میرے بھائیو اور عزیزو! اصل بات یہ ہوتی ہے کہ خاتمہ صحیح ہو جائے ـــ تو فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے آخر وقت میں یہ کلمہ نصیب کر دیا وہ آدمی سیدھا جنت میں چلا گیا، اُس کے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور یہ کلمہ میرے بھائیو اور عزیزو! تب نصیب ہوتا ہے جب زندگی میں اِس کے ساتھ تعلق ہو، زندگی میں اِس کے ساتھ تعلق ہو تو پھر یہ نصیب ہوتا ہے۔ اگر زندگی میں اس کے ساتھ تعلق نہ ہو تو پھر یہ نہیں نصیب ہوتا۔

ایک سفید ریش محدّث کو پروانۂ بخشش مل گیا

یحییٰؒ بن اکثم ایک محدّث گذرے ہیں جب اُن کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا، پوچھا کیا گذری؟ فرمانے لگے میری پیشی ہوئی، مجھ سے فرمایا او گنہگار بوڑھے تُو نے فلاں فلاں کام کیے؟ میرے گناہ گنوائے گئے، میں نے عرض کیا یا اللہ! کیا مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی؟ پوچھا کون سی حدیث؟ عرض کیا مجھ سے بیان فرمایا عبدالرزاقؒ نے اُن سے معمرؒ نے معمرؒ سے زہریؒ نے زہریؒ سے عروہؒ نے عروہؒ نے حضرت عائشہؓ سے حضرت عائشہؓ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریلِ امین نے جبریلِ امین سے خود خداوندِ ذوالجلال نے کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا اور میں اُسے اگر اس کے اس کے اعمال کی وجہ سے عذاب دینے کا ارادہ کروں تب بھی بڑھاپے سے شرما جاتا ہوں اور اس کی بخشش کر دیتا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ میں بھی اسلام میں بوڑھا ہو گیا ہوں، آواز آئی عبدالرزاقؒ نے سچ کہا، معمرؒ نے بھی سچ کہا، زہریؒ نے بھی سچ کہا، عروہؒ نے بھی سچ کہا، عائشہؓ نے بھی سچ کہا میرے محبوب نے بھی سچ فرمایا، جبریل نے بھی سچ کہا اور میں اللہ نے بھی سچ کہا۔ حضرت یحییٰؒ فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ مل گیا۔ (فضائلِ ذکر: از حضرتِ اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

لیکن میرے بھائیو اور عزیزو! یہ تب ہوتا ہے کہ ساری زندگی قرآن اور حدیث کے ساتھ تعلق ہو۔ میں آپ نہیں کہہ سکتے ـــــ میں آپ یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ ہم یہ سوچ سکتے ہیں، یہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں جنہوں نے ساری زندگی قرآن و حدیث کی ورق گردانی کی ہو، قرآن و حدیث کے

موتی لٹائے ہوں، قرآن وحدیث بیان کیا ہو، اُس پر عمل کیا ہو، یہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں ہم جیسے لوگ نہیں کہہ سکتے۔

درس کا خلاصہ تو خیر — فرمایا جس خوش نصیب کو آخری وقت یہ کلمہ نصیب ہوگیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا —

تو میرے بھائیو اور عزیزو! یہ بات ہے اسلام کی کہ انسان گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ تو عقیدے کی بات ہوئی — آگے اعمال ہیں، نماز ہے، زکوٰۃ ہے، وہ انشاء اللہ پھر عرض کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

درود شریف کے فضائل

درود شریف کے بارے میں موٹی فضیلت یہ ہے کہ جو بھی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کو کم از کم دس رحمتوں سے نوازے گا — ہر دعا سے پہلے اور آخر میں درود شریف ضرور پڑھیں۔

درسِ حدیث

(۹)

منعقدہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے ایک دن کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے، کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، اس پر سفر کا کوئی اثر نہیں تھا اور ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ آیا اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ گیا، اپنے گھٹنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک پر رکھ دیئے اور کہا یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ، اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اسلام کے بارے میں مجھے خبر دیجئے۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضور نے ارشاد فرمایا: اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول

ہیں۔ عقیدے کی بات ہے۔

میرے بھائیو اور عزیزو! انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو بڑی عزت عطا فرمائی۔ قرآنِ مجید میں ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل منہ) ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ بہت بڑی فضیلت ہم نے اس کو دی ہے، بڑی عزت عطا کی ہم نے، ساری کائنات کو اس کا مسخر کیا، اس کو عقل عطا کیا، نُطق (بولنا) اس کو عطا کیا اور بہت نعمتیں عطا فرمائیں اور انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا، کتنی عزت کی بات ہے؟ بہت عزت اللہ تعالیٰ نے عطا کی انسان کو۔

اس وقت میرے بھائیو اور عزیزو! آپ دیکھتے ہیں کہ پوری کائنات کو انسان مسخر کر رہا ہے، چاند تک لوگ پہنچ گئے ہیں، دریاؤں میں، سمندروں کی تہہ میں لوگ جا رہے ہیں، فضاء میں پھر رہے ہیں، خلائی سٹیشن قائم ہیں، کہاں کہاں تک پہنچ گئے؟ یہ کس نے دماغ دیا؟ اللہ نے دیا اور اس ساری کائنات کو انسان کے لیے کس نے مسخر کیا؟ اللہ نے مسخر کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو عزت عطا فرمائی۔

حقیقی عزت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

حقیقی عزت جو ہے میرے بھائیو اور عزیزو! وہ بھی اللہ تعالیٰ نے بواسطۂ انبیاء علیہم السلام عطا فرمائی، حقیقی عزت یہ ہے کہ انسان صرف اور صرف ایک کا ہو کر رہے اور غیر سے تعلق نہ ہو، یہ عزت کی بات ہے کہ انسان کا صحیح تعلق ہو اور ایک ذات کے ساتھ ہو، عبد اور

معبود کا تعلق ہو، خالق اور مخلوق کا، مالک اور مملوک کا، رازق اور مرزوق کا ایک ذات سے یعنی اللہ کے ساتھ تعلق ہو انسان کا، بندہ مرزوق ہے اللہ رازق ہے، اللہ معبود ہے بندے عابد ہیں، اللہ رب العالمین معبود ہے، یہ تعلق ایک کے ساتھ ہو تو انسان کی عزت رہتی ہے ورنہ نہیں رہتی ـــ بھائی اچھا بھلا انسان ہو اور وہ آگ کے آگے جھکے تو اس کی عزت رہے گی؟ عزت نہیں رہے گی۔ آگ کو اگر معبود سمجھ لیا، آگ کے آگے سر جھکایا تو کیا عزت رہی اس کی؟ اس کی عزت تو خاک میں مل گئی ـــ اسی طرح کسی اچھے درخت کو دیکھا اس درخت کے آگے سجدہ کرنا شروع کر دیا تو کوئی عزت رہے گی؟ کسی پتھر کو دیکھا اس پتھر کو معبود بنا لیا، اس پتھر کو الٰہ اور خدا بنا لیا، کوئی عزت نہ رہی ـــ پانی کو.... یہ گنگا جمنا کو پوجتے ہیں کہ نہیں؟ کیا عزت رہ گئی؟ کوئی عزت نہیں رہی ـــ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس ساری کائنات کو میں نے تیرے لیے مسخر کیا اور تو میرے لیے ہے، ساری کائنات تیرے لیے اور تو میرے لیے، ساری کائنات پر تو حکمرانی کر مگر اپنی ذات کو میرا مطیع کر دے، اور کسی کا مطیع نہ بن صرف میرا مطیع بن۔ اور جب بندہ اللہ کا مطیع ہو جاتا ہے، فرمانبردار ہو جاتا ہے، پھر ساری کائنات کی غلامی سے بچ جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کو کہیں بھی ذلیل نہیں کرتے ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ایک سجدہ جو خالق کے سامنے ہوتا ہے نا؟ وہ سجدہ آدمی صحیح کرے اللہ کے سامنے تو ہزار سجدوں سے آدمی کو نجات مل جاتی ہے، پھر کوئی ادھر ادھر بھاگنے کی ضرورت نہیں، بھائی اللہ کے ساتھ تعلق ہو گیا مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

جس کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ ہو گیا اُس کو پھر بھائی اِدھر اُدھر دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اُس کو اِدھر اُدھر جھکنے کی، سجدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو اللہ کو سجدہ کرتا ہے پھر وہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتا اِس لیے کہ اللہ کے سامنے جو جھک گیا اُسے اللہ نے عزت عطا فرما دی اور سربلند کر دیا۔

خدا کو چھوڑ کر بُتوں کی پُوجا کرنے والے

اور باقی جو لوگ اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں اُنکے حالات آپ دیکھیں، کسی نے پانی کو خدا سمجھا (گنگا جمنا، جل دیوتا) کسی نے آگ کو خدا سمجھا، کسی نے ابر کو خدا سمجھا، کسی نے بیل کو خدا سمجھا، کسی نے سانپ کو خدا سمجھا، کسی نے کوئی اچھا پتھر دیکھا تو اُس کو اٹھا کے پوجنا شروع کر دیا۔ خود مشرکینِ عرب پتھروں کو پوجتے تھے، بیت اللہ شریف کے اندر تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے (۳۶۰) ــــ بیت اللہ شریف کے اندر ۳۶۰ بُت تھے ــــ صفا پہ بُت تھا، مروہ پہ بُت تھا، بڑے بڑے بُت تھے۔ ہُبل، لات، منات، عُزّیٰ، بڑے بڑے بُت تھے، طائف میں بُت تھا، ہر جگہ انہوں نے بُت رکھے ہوئے تھے، کسی جگہ کوئی پتھر اچھا سا مل گیا اُس کو اُٹھا کے پُوجنا شروع کر دیا، راستے میں چلتے چلتے کوئی پتھر دیکھا اس کو اُٹھا کے جیب میں ڈال لیا، جب ضرورت پڑی سامنے رکھ کے ماتھا ٹیکنا شروع کر دیا، جیب میں ہاتھ ڈالا تو "خدا" نکل آیا، جیب میں جو ڈال لیتے تھے بھائی! جیب میں ہاتھ مارا "خدا" نکل آیا، سامنے رکھ کے اُس کو پوجنا شروع کر دیا۔

خود ہی "خدا" تراشے اور خود ہی ان کو پوجنا شروع کر دیا، فیاللعجب

تو انسان کو صحیح اور حقیقی جو عزت عطا کی ہے میرے بھائیو اور عزیزو! وہ اسلام نے عطا کی

ہے، اسلام نے یہ بتایا کہ صرف اس کے آگے جھکو جو تمہارا خالق ہے جو تمہارا مالک ہے، جو تمہارا رازق ہے، اس کے آگے ماتھا ٹیکو، باقی ہر چیز سے بچ جاؤ گے۔ پھر یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے مورتیاں بنائے، اپنے ہاتھ سے پتھر کو تراشے اور اس کی آنکھیں بنائے، اس کے ہونٹ بنائے، اس کے بازو بنائے، پھر جب وہ پورا تیار ہو جائے، پھر اس کے آگے جھکنا شروع کر دے۔ عقل میں کوئی بات آتی ہے؟ پھر ایسے "خدا" بھی ہیں (العیاذ باللہ) جو آثارِ قدیمہ کی کھدائی ہوتی ہے تو ملتے ہیں، کسی "خدا" کا ناک نہیں ہوتا، کسی "خدا" کا بازو ٹوٹا ہوتا ہے۔ یہ "خدا" تھے۔ انہی کو لوگ پوجتے تھے ناجی؟ ان کو سامنے رکھ پوجتے تھے۔

محمود بُت فروش نہیں بُت شکن ہے

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، جس نے سترہ حملے کیے ہندوستان پر، اور سومنات، جو بہت بڑا بُت تھا، سومنات کے اندر مندر تھا بہت بڑا، وہاں بُت تھا ہندوؤں کا۔ اس کو بھی توڑا ہے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ تو اس کے اندر بڑے ہیرے جواہرات، کئی من سونا، اور بہت کچھ تھا۔ سلطان نے جب اس کو توڑنے کا ارادہ کیا، تو یہ ساری ہندو قوم اس کے سامنے آئی اور اس سے کہنے لگی کہ ہم آپ کو اس سے بھی زیادہ سونا دیتے ہیں، اور بھی بہت کچھ دیتے ہیں، آپ ہمارے "خدا" کو کچھ نہ کہیں۔ "خدا" کو قوم بچا رہی ہے۔ "آپ ہمارے خدا" کو کچھ نہ کہیں"۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا پیارا جواب دیا، فرمایا "محمود بُت فروش نہیں بُت شکن ہے"۔ میں بُت بیچتا نہیں ہوں، میں بُت توڑنے والا ہوں میں اس کو توڑوں گا۔

تلوار ماری، توڑ کے رکھ دیا ـــــ تو ہندو اُس کے آگے ماتھا ٹیکتے تھے ـــ
مَیں نے عرض کیا نا! اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور پھر اُس کے آگے جُھکتے
تھے ـــ تو انسان کی عزّت تو نہ رہی جی؟

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا بُتوں کو پاش پاش کرنا

ابراہیم علیہ السّلام کا والد ہے، وہ اپنے ہاتھوں سے بُت بناتا تھا اور پھر اُن کو پُوجتا تھا، ابراہیم علیہ السّلام نے کہا:۔

یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝
(مریم ۴۲) اے اَبا! یہ کیا کرتے ہو؟ لِمَ تَعْبُدُ، کیوں اُس چیز کو پوجتے ہو
جو دیکھتی نہیں، جو سُنتی نہیں، جو تیرے کسی کام نہیں آتا، اس کو کس لیے
پوجتے ہو؟ ـــ اور قرآنِ مجید میں ہے، ابراہیم علیہ السّلام نے دیکھا کہ یہ قوم
عجیب ہے؟ ـــ بھائی دیکھو نا! جس کی فطرت مسخ نہ ہو چکی ہو وہ سمجھتا ہے
ـــ ابھی یہیں مجھے ایک آدمی نے اُس دن بتایا کہ یہاں ایک ہندو نے
اُس سے کہا کہ "مَیں اپنے مذہب سے متنفّر ہوں"۔ ہندو نے کہا ـــ
اُس نے کہا "کیوں"؟ کہتا ہے "مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے مورتیوں
کو بناتے ہیں پھر ان کو پوجنا شروع کر دیتے ہیں، یہ تو عجیب بات ہے"۔
"خدا" بھی کبھی بندوں نے بنائے ہیں؟ ـــ بھائی بندے "خدا" کو بناتے ہیں یا خدا
بندوں کو پیدا کرتا ہے؟ وہ کیا خدا ہوا جس کو بندے بنائیں؟ تو کہتا ہے "مَیں
اس مذہب سے متنفّر ہوں" ـــ تو جس کو اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم عطا کرتے ہیں،
فہم صحیح ہو، عقل صحیح ہو، وہ اِن باتوں کو سمجھتا ہے کہ مَیں یہ غلط کر رہا ہوں، یا
فلاں آدمی یہ غلط کر رہا ہے، یہ صحیح نہیں ہے ـــ اب ساری قوم، بادشاہ
بھی، باپ بھی ـــ سارے ـــ ابراہیم علیہ السّلام کی قوم، وہ بُتوں کو پوجتی تھی،

ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ غلط ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے، جس کو تم ہاتھوں سے بناتے ہو پھر اسی کو پوجتے ہو؟" ـــــ ساری قوم میلے پر چلی گئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں سارے بُت رکھے ہوئے تھے، ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑا لیا اور سارے بُتوں کا صفایا کر دیا، گردنیں مارنی شروع کر دیں، ایک کی دُوسرے کی، تیسرے کی، اور بیچ میں سب سے بڑا تھا نا؟ "چیئرمین" وہ کلہاڑا اُس کے گلے میں ڈال دیا اور واپس آ گئے، قوم جب میلے سے واپس آئی تو انہوں نے دیکھا کہ اُن کے "خدا" تو سارے اوندھے پڑے ہیں، کسی کا ناک کٹا ہوا ہے کسی کا گلا کٹا ہوا ہے کسی کا سر نہیں، کسی کی آنکھیں نہیں، کسی کے بازو نہیں، بڑے پریشان ہو گئے! ـــــ میٹنگ بلائی، اکٹھے ہوئے کہ "خداؤں" کو بچانے کی کوشش کرو، ہمارے "خدا" تو گئے! پوچھا "بھائی کیا ہوا؟ کس نے کیا؟ اُس کو تلاش کرو، تفتیش کرو" ـــــ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ (الانبیاء ۶۰) کہنے لگے "ہم سنتے تھے کہ ایک نوجوان ہے وہ اِن کا اکثر تذکرہ کرتا رہتا ہے" ـــــ ہو نہ ہو وہ ابراہیم ابراہیم جس کو کہتے ہیں نا؟ ـــــ حقارت سے کہا ـــــ ہو نہ ہو وہ ابراہیم ابراہیم جو ہے اُس نے یہ کیا ہو گا، وہ جس کو ابراہیم ابراہیم لوگ نہیں کہتے اُسی نے یہ کیا ہو گا؟ ـــــ چنانچہ میں خلاصہ عرض کر رہا ہوں ـــــ ابراہیم علیہ السلام کو پکڑا گیا، بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، پہلے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ "مجھے کیا پوچھتے ہو؟ اسی سے پوچھو، وہ جو بڑا کھڑا ہے تمہارا "خدا" اس سے پوچھو" ـــــ تو وہ کہنے لگے "ابراہیم! تجھے پتہ بھی ہے کہ یہ نہیں بولتے" ـــــ تو آپ نے فرمایا: اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانبیاء ۶۷) ـــــ تو ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ "اُف ہے تمہارے

عقلوں پر کہ تمہیں اتنا عقل نہیں، تم اتنا نہیں سمجھتے کہ تم اُن کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو، وہ کھاتے نہیں، وہ پیتے نہیں، اُن کے آگے مٹھائیاں تم رکھ دیتے ہو وہ نہیں کھا سکتے، خود کھا جاتے ہو، شیرینیاں رکھتے ہو وہ نہیں کھا سکتے، وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ ہلتے ہیں نہ جلتے ہیں، نہ بولتے ہیں نہ سنتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں، اور اُن کو تم "خدا" سمجھتے ہو؟ تف ہے تمہاری عقلوں پر"۔

مشرکانہ عقائد کی مذمت تو میرے بھائیو اور عزیزو! یہ انسان کی انتہائی پستی اور ذلالت ہوتی ہے کہ بندہ مختلف جگہوں پہ جھکے، جھکنے کے لائق صرف ایک ذات ہے، اور وہ ہے اللہ رب العالمین کی ذات ــــ بس! ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اور ایک شعر ہے، غالباً سلطان باہو کا ہے (رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں ؎

کُتیا! در در پھردا تینوں در در در در ہو
اِک در دا ہو رہ تینوں در در کرنے نہ کو

کہ تم ہر دروازے پر جھکتے ہو، ہر دروازے پر جاتے ہو تو ہر دروازے سے تمہاری ذلت ہوتی، ذلت اُٹھانی پڑتی ہے، تو ایک اللہ کے دربار میں آ جاؤ، ساری باتوں سے چھٹ جاؤ گے ــــ بھائی! اللہ تعالیٰ اولاد دینے پر قادر ہے کہ نہیں؟ اللہ سے اولاد مانگو "یا اللہ! اولاد دے" اللہ کے نیک بندوں سے دُعا کراؤ، دُعا کرانے میں کوئی حرج نہیں، اللہ کے نیک بندوں سے دُعا کراؤ، جو چیزیں اسباب کے درجے میں ہیں، جیسے حکیم سے دوائی لیتے ہو، اللہ کے نیک بندوں کے پاس جاؤ، اُن سے دُعا کراؤ، مشورہ لو۔

بات پختہ کرو، اِس سے کوئی منع نہیں کرتا لیکن یہ عقیدہ کہ فلاں جگہ سے مجھے بیٹا ملے گا، اُس جگہ مَیں نہ گیا تو شاید بیٹا نہ ملے، یہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ بھائی بیٹا تو اللہ نے دینا ہے، اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو بیٹا ملے گا، اللہ نہ چاہیں تو اولاد کوئی بھی نہیں دے سکتا۔

درس کا خُلاصہ تو مانگے انسان اللہ کی ذات سے "اے اللہ! تو ہی سارے کام بنائے گا، اے اللہ! روٹی تُو دے گا، اے اللہ! ملازمت تُو دے گا، اے اللہ! سارے کام تُو کرے گا"۔ جب اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہو جائے تو پھر سارے کام ٹھیک ہو جاتے ہیں اور اسی کے اندر عزت ہے ــــ مَیں نے عرض کیا کہ اِسی کلمۂ توحید کو سمجھ لینے کے اندر ہی اِنسان کی حقیقی عزت ہے کہ وہ کسی اور کے سامنے پھر سر نہیں جُھکاتا، ورنہ بھائی! ہر ایک کے سامنے ماتھا ٹیکے تو کوئی عزت رہ جائے گی؟ کوئی عزت نہیں رہے گی۔

اس لیے فرمایا کہ اسلام کی پہلی بات یہ ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط کہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

میرا خیال تھا کہ آج مَیں کچھ آگے ترجمہ کرتا مگر بات آگئی، الحمدللہ یہ بھی دین ہے، حدیث ہے، درس ہے سارا، اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے۔

درسِ حدیث

(۱۰)

مُنعقدہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تین سو پندرہ رسُول اور ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش نبی گذرے ہیں ——

وہی حدیث ہے کہ اُس شخص نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت! اسلام کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں، اللہ کے رسول ہیں"۔

رسول تین سو پندرہ (۳۱۵) ہیں، انبیاء علیہم السلام —— دو قسمیں آپ سمجھ لیجئے آسانی کے لیے —— کچھ نبی ہیں کچھ رسول ہیں، تین سو پندرہ رسول گذرے ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کے لیے مستقل شریعت کا ہونا ضروری نہیں تھا بلکہ پہلے انبیاء علیہم السلام اِس اُمت کے علماء کی طرح تھے اور ایسے کہ اِس علاقے میں بھی نبی، اُس علاقے میں بھی نبی، اُس علاقے میں بھی نبی، ہر علاقے کے لیے الگ الگ نبی علیہ السلام مبعوث ہوتے تھے اور پہلے نبی علیہ السلام نے جو تعلیم

دی ہوتی تھی، جو شریعت دی ہوتی تھی اُسی کے مطابق، اُسی کو آگے بڑھانے کے لیے، نئی کوئی بات نہیں ہوتی تھی ـــ مثلاً آپ دیکھیں ایک ہی وقت میں موسیٰ علیہ السلام بھی نبی ہیں، ہارون علیہ السلام بھی نبی ہیں، اور آپ مدین گئے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس، حضرت شعیب علیہ السلام بھی نبی ہیں، ایک ہی وقت میں نبی ـــ تو صاحبِ کتاب اور صاحبِ شریعت نبی تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور دوسرے جو ہیں اُن کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام اور خسر حضرت شعیب علیہ السلام صاحبِ کتاب نبی نہ تھے۔

تو اسی طرح آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ چار کتابیں نازل ہوئی ہیں، (۱) قرآن مجید (۲) تورات (۳) زبور اور (۴) انجیل ـــ توراۃ کس پر نازل ہوئی؟ ..... بولا کرو بھائی تُسی بھی ..... توراۃ کس پر؟ موسیٰ علیہ السلام پر، اور زبور؟ حضرت داؤد علیہ السلام پر، اور انجیل؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، اور قرآنِ حکیم؟ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ـــ چار پوری کتابیں ـــ پوری کتاب جس کو کہتے ہیں وہ چار کتابیں نازل ہوئی ہیں، ویسے صحیفے، سیپارے تو بہت ہیں، صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ (الاعلیٰ ۱۹) ابراہیم علیہ السلام پر اور موسیٰ علیہ السلام پر، اور دوسرے انبیاء علیہم السلام پر بھی صحیفے نازل ہوئے ہیں، لیکن جو چار کتابیں مکمل نازل ہوئی ہیں وہ اِن انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں ـــ تو ہر وہ نبی جس کو صاحبِ شریعت بنایا گیا، جس نے بعض احکام کو منسوخ کیا بعض نئے احکام لایا اللہ کی طرف سے، اُسے کہتے ہیں رسول، اور نبی سارے ہیں، رسول اُن کے اندر تین سو چند سو کے قریب گذرے ہیں۔

(عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)

پہلے نبیوں کی نبوت زمان و مکان کے لحاظ سے محدود تھی

اور پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں، ہر نبی کی نبوت محدود تھی، زمانی بھی، مکانی بھی، یعنی بعض علاقوں کے لیے نبی تھے اور بعض زمانے کے لیے۔ مثلاً ایک نبی علیہ السلام نے اپنی نبوت اور رسالت کا جو پیغام تھا وہ دنیا کے سامنے پیش کیا، تو جب تک دوسرا نبی نہیں آیا اس کی نبوت چلتی رہی، دوسرا نبی آیا اس کے کچھ احکام تو منسوخ ہو گئے کچھ اسی طرح باقی رہنے دیئے گئے۔ بہر حال دوسرا نبی اللہ نے بھیجدیا، اور ہر نبی اپنے اپنے علاقے کے لیے، وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (الاعراف ۸۵) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو اللہ نے بھیجا، اور وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (الاعراف ۷۳) وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (الاعراف ۶۵) قومِ عاد کی طرف ہود علیہ السلام، قومِ ثمود کی طرف صالح علیہ السلام۔ اسی طرح ہر قوم اور ہر زمانے کے لیے نبی تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے اور ساری دنیا کے لیے ہے

مگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لیے نبی بنایا اور ہر ایک کے لیے نبی بنایا، آپ نبیُّ الثقلین ہیں، جنات کے لیے بھی نبی ہیں اور انسانوں کے لیے بھی آپ نبی ہیں، آپ نبیُّ الانس والجنات ہیں، انسانوں کے لیے بھی آپ نبی ہیں اور جنات کے لیے بھی آپ نبی ہیں۔ اور فرمایا کہ "آپ اعلان کر دیجئے یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف ۱۵۸) میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (السباء ۲۸) پوری روئے زمین کے انسانوں کے لیے، جہاں تک انسان ہیں اُن کے لیے

نبی ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور کب تک؟ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اب کوئی نبی نہیں آئے گا حضور نے فرمادیا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ، فرمایا میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تم آخری اُمت ہو تمہارے بعد اُمت کوئی نہیں۔ اُمت تو نبی سے بنتی ہے ناجی؟ جب نبی ہی نہیں تو اُمت کیسے بنے گی؟ بس آخری نبی آگئے، آخری اُمت آگئی۔

ختمِ نبوّت کی ایک عمدہ مثال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال ارشاد فرمائی کہ ایک محل ہو، جو بڑا شاندار اور بہت خوبصورت ہو، اُس میں ساری چیزیں موجود ہوں مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو، تو دیکھنے والا یہ کہے کہ محل تو بہت اچھا ہے، ہر لحاظ سے کامل ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے، اور جب اُس اینٹ کو بھی لگا دیا جائے تو محل پورا مکمل ہو جاتا ہے، اب اُس کے اندر کسی چیز کی گنجائش نہیں رہی، پورا ہو گیا، مکمل ہو گیا۔ اِسی طرح فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام آتے رہے، آتے رہے، محلِ نبوت کا بنتا رہا، ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اَنَا لَبِنَۃٌ، وہ اینٹ میں ہوں، میں آیا تو نبوت کا محل مکمل ہو گیا، اب اس کے اندر جو بھی آئے گا، وہ یوں سمجھو کہ گویا نقب لگانے کی کوشش کرتا ہے وہ چور ہو گا، نبوت کا محل مکمل ہو گیا۔

نماز قائم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی بھی ہیں، اللہ کے رسول بھی ہیں، ــــ خیر یہ بات رسول پر آگئی ــــ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

یہ تو بھائی عقیدے کی بات ہے ـــــ آگے فرمایا وَاَقِیْمُ الصَّلٰوۃَ۔ صرف اس بات پر بیٹھ نہ جانا کہ جی کلمہ پڑھ لیا، بس کافی ہے! فرمایا نہ! اب نماز قائم کر" ـــــ سب سے پہلی بات مسلمان ہونے کے بعد، وہ نماز کا قائم کرنا ہے۔ ایک آدمی مسلمان ہوتا ہے، اُس کو نماز نہیں آتی، شریعت کیا کہتی ہے؟ کہ جب تک نماز اُس کو نہیں آتی، نہ پڑھے؟ نہ! شریعت کیا کہتی ہے، آگے کھڑا ہو جائے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھتا ہے، بِسْمِ اللّٰہ پڑھتا رہے، کچھ نہیں آتا تو ایسے ہی کھڑا رہے۔ نماز ضرور پڑھے گا، اور اس کو سیکھے، جلد سے جلد سیکھنے کی کوشش کرے، کیونکہ یہ تو نیا نیا مسلمان ہوا ناجی؟ اس کو پتہ تو نہیں لیکن فرمایا وہ بھی نماز میں ضرور شریک ہو، یہ نہیں کہ وہ کہے کہ "جی مَیں تے بادشاہو! ابھی ابھی مسلمان ہوا ہوں، مجھے تو الحمد للہ، ثناء اور فاتحہ اور تسبیحات، یہ مجھے نہیں آتیں"، فرمایا نہیں آتیں پھر بھی ساتھ شامل ہو، جو نیا مسلمان ہو، جس کو نماز نہ آتی ہو اُس کے لیے بھی چھٹی نہیں۔

بے نمازوں کی منطق اور میرے بھائیو اور عزیزو! پھر جو پیدائشی مسلمان ہیں ـــ ہم الحمد للہ اللہ کے فضل و کرم سے ـــ تو مسلمان نماز نہ پڑھے تو اُس کا کیا حال ہے؟ جُمعے جُمعے کی پڑھتے ہیں ـــ "مَیں جی جُمعے نی نماز کدے بھی نہیں چھوڑی جی"۔ اکھے "مَیں بڑی پکّی نماز پڑھناں" ـــ "اچھا بھائی بڑی پکّی نماز پڑھنا ایں"؟ "ہاں جی مَیں بڑی پکّی نماز پڑھناں، جُمعے نی پڑھتے مَیں کدی وی ونجن نہیں دِتّی" ـــ "اور باقی ہر روز کی نمازوں کا"؟ "باقی جی بس مَیں تو مصروف رہتا ہوں، بڑی ہو گیا ہوں، مصروف ہو گیا ہوں، اِس لیے باقی نمازیں بس اللہ ہی معاف کرے جی"۔ اللہ ایسے معاف نہیں کرتا ـــ اگر کوئی یہ کہے کہ "جی مَیں تے دو دن سے کھانا نہیں کھایا، اللہ ای

رجاوے"۔۔۔ ایسے کوئی کہتا ہے؟ ایسے کوئی نہیں کہتا" اوجی دو دن سے کھانا نہیں کھایا، بس اللہ ہی پیٹ بھرے جی"۔ ایسے کوئی نہیں کہتا۔۔۔ میں ( ) کی طرف سارے دوڑتے ہیں، دیر سے آئیں تب بھی دوڑتے ہیں، میں میں کچھ نہ ملے تو مارکیٹ سے لے آتے ہیں، دوکانوں سے لیتے ہیں، ضرور کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔۔۔ وہاں یہ نہیں کہتے کہ "خدا پیٹ بھر دے گا جی"۔۔۔ نہ! لیکن جب نماز کا وقت ہو "خدا غفورٌ رحیم ہے جی، خدا بخش دے گا"۔۔۔ خدا ایسے نہیں بخشتا۔ اللہ تعالیٰ ٹھگوں کو، بے ایمانوں کو خوب پہچانتے ہیں، یہ ٹھگی کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ غفورٌ رحیم ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ بہت ہی غفورٌ رحیم ہیں لیکن جب بندہ اپنے اعمال سارے پورے کرے، پھر اس کے بعد کہے کہ "جی میں نے نماز تو پڑھی، میں نے روزہ تو رکھا، میں اللہ کا حکم پورا تو کیا، لیکن میری کیا حیثیت ہے کہ میں اللہ کا حکم صحیح طور پر پورا کر سکوں؟ جیسے اللہ نے نماز کا کہا میں اس طرح سے کہاں پڑھ سکتا ہوں جی؟ جیسے اللہ نے روزہ رکھنے کا کہا میں اس طرح کہاں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ میں نے اپنی حیثیت کے مطابق، ..... میں بندہ ہوں، گنہگار ہوں، ضعیف ہوں، کمزور و ناتواں ہوں، اپنی حیثیت کے مطابق جو مجھ سے ہو سکتا تھا اتنا میں نے کیا، باقی اللہ تعالیٰ غفورٌ رحیم ہے، اللہ مہربان ہے، شاید اللہ قبول کرلے اور اسی کو اللہ قبول فرما کے بخشش کر دے"۔ پھر تو کہتے ہوئے بندہ اچھا لگتا ہے نا جی! لیکن ویسے ہی ٹھگوں اور بے ایمانوں کی طرح کہے، نماز نہ پڑھے، خدا نہیں، رسول نہیں، روزہ نہیں، قرآن مجید کی تلاوت نہیں اور حرام سے بچنا نہیں، حلال کی جستجو نہیں اور کہتا پھرے "اللہ غفورٌ رحیم ہے جی، اللہ غفورٌ رحیم ہے"۔۔۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ غفورٌ رحیم ہے، لیکن ان جیسے انسانوں کی اللہ تعالیٰ ہڈیاں توڑنے پر

بھی قادر ہے، یہ بھی ساتھ بتایا اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ (البروج ۱۲)۔ تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ یہ کوئی نہیں پڑھتا۔ قرآنِ مجید میں فرمایا نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (الحجر ۴۹) میرے بندوں کو خبر کر دو کہ میں غفور رحیم ہوں، میں بخشنے والا بڑا مہربان ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ تو بھائی سب کچھ جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہی تو ہم کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کو تو پتہ تھا کہ بعض ایسے بھی آئیں گے جو اسی آیت کو پڑھتے رہیں گے، اس لیے ساتھ فوراً ہی دوسری آیت میں فرمایا وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ (الحجر ۵۰) اور یہ بھی یاد رکھو کہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے ـــــ ساتھ یہ آیت بھی پڑھنا، صرف پہلی پڑھ کے نہ کھڑے ہو جانا، نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ اور ساتھ؛ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے ـــــ میں غفور رحیم ہوں، لیکن اُن کے لیے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور جو اطاعت نہیں کرتے بے ایمانی کرتے ہیں، ٹھگی کرتے ہیں اُن کے لیے میرا عذاب بڑا دردناک ہے، اللہ تعالیٰ ٹھگوں کو پکڑ لیتے ہیں بھائی۔

اندرونی کیفیت کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے

تو یہاں فرمایا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ کلمہ پڑھا، کلمہ پڑھنے کے بعد سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اب نماز قائم کر ـــــ بھائی الحمدللہ ہم نے کلمہ پڑھا، ہم نے اس چیز کا اقرار کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید مانتے ہیں، نبی رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مانتے ہیں۔" او بھائی! کیسے مانتے ہیں؟ ـــ اس کا اظہار ہو گا اعمال سے۔ دیکھو ناجی! اندرونی جو چیز ہوتی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے اعمال سے ـــــ عربی کا مقولہ ہے حُبُّ الْقَلْبِ يَظْهَرُ بِالْيَدِ، دل کی محبت ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ ایک آدمی کو دوسرے سے

سے محبت ہے، والد صاحب سے محبت ہے، والدہ کا احترام کرتا ہے اُس سے محبت ہے، بیوی بچوں سے محبت ہے، دوست احباب سے محبت ہے، استاد سے محبت ہے، کہتا ہے "جی مجھے آپ سے بڑی محبت ہے" وہ کہتا ہے "اچھا! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے بہت اچھی بات ہے، ذرا ایک گلاس پانی کا لے آؤ" وہ کہتا ہے "ایہہ کم تے میرے کولوں نہیں ہوندا"۔۔۔ اس کیلئے کسی اور کو ڈھونڈو، مجھے محبت آپ سے بڑی ہے"۔۔۔ آپ کیا فیصلہ کریں گے؟ سچ کہتا ہے کہ جھوٹ کہتا ہے؟ جھوٹ کہتا ہے۔۔۔ اگر محبت ہے تو پانی کا گلاس نہیں پلا سکتے ہو؟ اگر محبت ہے تو کھانا نہیں کھلا سکتے ہو؟ اگر محبت ہے تو چھوٹے سے چھوٹا کام نہیں کر سکتے؟ جب کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے تو اُس کے لیے جان تک قربان کرنے کے لیے انسان تیار ہو جاتا ہے بھائی! اور باتیں تو چھوڑیں جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اُس کے لیے وہ جان بھی قربان کرتا ہے پانی پلانا کون سی بڑی بات ہے؟

تو جب ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اللہ کے رسول سے محبت ہے، اور ہم اس چیز کو مانتے ہیں، یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، تو اُن کا حکم کیا ہے؟ کہ اب نماز پڑھو، پھر اپنی ذات کو میرا مطیع کرو، ذرا میرے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ باندھو اور میری کبریائی بیان کرو، میری تحمید، میری تمجید، میری تقدیس اور تسبیح پڑھو۔۔۔ جب کوئی بندہ کھڑے ہو کے پڑھتا ہے پھر تو الحمد للہ یہ مانتا ہے، اور اگر اُس طرف نہیں آتا تو پھر سمجھ لیجئے کہ اُس نے جو کلمہ پڑھا ہے وہ بس اُوپر اُوپر سے ہی پڑھا ہے اندر سے نہیں پڑھا، اگر اندر گیا ہوتا تو پھر اُس کے ثمرات نکلتے۔

اسلام اور ایمان کا بیج اور اس کے برگ و بار

یہ تو بھائی ایک بیج ہے، جس طرح کوئی بیج زمین میں بویا جائے تو پھر اُس بیج کی شاخیں نکلتی ہیں کہ نہیں نکلتیں؟ آپ گندم کا بیج بوئیں تو تھوڑے عرصے کے بعد گندم کا بُوٹا نکل آتا ہے، انگور کا بیج ڈالیں تو انگور کی بیل نکل آتی ہے، آم کی گٹھلی زمین میں دبائیں آم کا پودا نکل آتا ہے، آرڑو کا لگاؤ آڑو نکل آتا ہے، جو چیز بھی آپ لگائیں، جو بیج بھی آپ ڈالیں، اُس کا پھل آگے نکلتا ہے — تو ہم نے جب اِسلام کا اور ایمان کا بیج دِل میں ڈالا تو پھر بھائی اُس کے ثمرات، اُس کے فوائد، اس کا پھل، اُس کی شاخیں اُس کے برگ و بار، اُس کے پتے کیا ہیں؟ وہ یہ اعمال ہیں۔ اگر تو اعمال ہو رہے ہیں تو الحمد للہ ٹھیک ہے، اور اگر اعمال نہیں ہو رہے تو سمجھ لو وہ جو بیج ڈالا تھا مگر زمین خراب تھی اُس زمین نے اُس میں کچھ بھی نہیں کیا، زمین میں ڈالا مگر زمین خراب تھی بیج سارا خراب ہو گیا، لیکن اگر زمین ٹھیک ہے تو وہ بیج آتے ہی پھر نمازیں شروع ہو گئیں، قرآنِ مجید کی تلاوت شروع ہو گئی، پھر زکوٰۃ دینے والا بن گیا — دیکھئے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کلمہ پڑھا، کلمہ پڑھتے ہی جو جو حکم آتا گیا وہ مانتے گئے۔ آپ حدیث میں سُن چکے ہیں کہ جب شراب کی حُرمت کا اِعلان ہُوا، فرمایا "خبردار! فَاجْتَنِبُوْهُ (المائدہ ۹۰) بچ جاؤ اِس سے" جب اِجتناب کا حکمِ قطعی آگیا، تو صحابۂ کرامؓ فرماتے ہیں مدینے کی گلیوں میں شراب اِس طرح بہہ رہی تھی جس طرح نالیوں میں پانی بہتا ہے — گلیوں کے اندر — گرادی ساری — یہ نہیں کہ اب اِس کو بیچ دیں، یہ نہیں کہ اب اس کو سنبھال کے رکھیں، کہ وقت کل پھر کچھ لگا لیں گے، سُوٹا شُوٹا لگا لیں گے، نہ اُسی وقت بہادی — روایات میں

آتا ہے کہ جس نے گلاس میں ڈالی تھی گلاس ہونٹوں کو نہیں لگایا، جس نے ہونٹوں کو لگایا وہ اندر نہیں گئی، جس کے منہ میں پہنچ چکی تھی اُس نے حلق سے نیچے نہیں جانے دی وہیں گرادی۔ تو یہ ہوتا ہے ایمان کا بیج صحیح، جب زمین صحیح ہو جائے، بیج آئے تو پھر فوراً اُس کی شاخیں اور اس کے ثمرات نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو رب کے ساتھ باتیں کر رہا ہوتا ہے

یہاں فرمایا کہ اسلام قبول کرو، کلمہ طیبہ پڑھو، جب تم کلمہ طیبہ پڑھو گے، ایمان کا بیج تمہارے دل میں آجائے گا تو اُس کے فوراً بعد کیا ہوگا؟ تُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، پھر تم نماز قائم کرنے والے بن جاؤ گے، پھر تم نماز پڑھنے والے بن جاؤ گے ـــــ نماز کیا ہے؟ نماز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے نا بھائی! اَلْمُصَلِّیْ اِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّہٗ۔ فرمایا جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو رب کے ساتھ باتیں کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ٹیلیفون نمبر!

ایک دن ایک بھائی نے بڑی پیاری بات کہی، تبلیغی جماعت کا آدمی تھا، وہ کہنے لگا کہ کسی نے پوچھا کہ "جی بتاؤ اللہ تعالیٰ کا جو ٹیلیفون ہے اس کا نمبر کیا ہے؟" اُس نے کہا "میں بتاتا ہوں، خدا کے ساتھ بات اگر کرنی چاہو تو نمبر مجھ سے لو، خدا کا ٹیلیفون نمبر ہے: ٹو، فور، فور، تھری، فور (۲۴۴۳۴)، یہ ہے ٹیلیفون نمبر" ـــــ ٹو (۲) دو رکعت صبح کی ـــــ دو رکعتیں صبح کی (فرضوں کا کہہ رہا ہے) دو صبح کے فرض پڑھو، چار ظہر کے فرض پڑھو، چار عصر کے فرض پڑھو، تین مغرب کے پڑھو، چار عشاء کے پڑھو، تمہاری خدا سے ملاقات ہو جائے گی، خدا کا نمبر ہے یہ، کسی ڈکشنری یا ڈائریکٹری میں نہیں ملے گا، یہ ہماری اپنی

ڈائریکٹری ہے، اس میں ہے یہ نمبر، اسلام نے دیا ہے ہمیں، کہ خدا سے جب باتیں کرنی ہوں، خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرنا چاہو تو کیا کرو؟ اس نمبر پہ چلو، دو فرض صبح کے پڑھو، چار ظہر کے پڑھو، چار عصر کے پڑھو، تین مغرب کے پڑھو اور چار عشاء کے پڑھو۔ یہ تو فرض ہیں، باقی جو اس کے ساتھ ہیں وہ ضروریات میں سے ہیں سنتیں ہوگئیں، وتر ہوگئے، وہ پڑھو تو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں کہ نہیں ہوتیں؟ اَلْمُصَلِّیْ اِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّہٗ۔

درس کا خلاصہ تو یہاں فرمایا کہ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ، کلمہ پڑھنے کے بعد پھر کیا کرو؟ اب نماز قائم کرو۔

باقی اِنشاءاللہ کل، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بیس لاکھ نیکیاں کمائیں

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ پڑھے اُس کے نامۂ اعمال میں بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۸۵)

درسِ حدیث

(۱۱)

منعقدہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نجات کیلئے اعمال ضروری ہیں

میرے بھائیو اور عزیزو! یاد رکھئے اعمال بہت ضروری ہیں نجات کیلئے، اللہ تعالیٰ بخشے تو اللہ اس پر قادر ہے مگر جو طریقہ سمجھایا، جو تعلیم دی وہ یہ ہے کہ اعمال ضرور ہونے چاہئیں۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا فَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ اپنی لختِ جگر اپنی بیٹی کو، حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو حضور نے فرمایا کہ "اے میری بچی! عمل کر کے اپنے آپ کو سرخرو کرنا، یہ نہ سمجھنا کہ میں پیغمبر کی بیٹی ہوں تو بخشی جاؤں گی، بلکہ عمل کرنا۔ اللہ یہ نہیں پوچھیں گے کہ "تو ہے کون؟" اللہ تعالیٰ پوچھیں گے مَنْ رَّبُّکِ مَنْ نَّبِیُّکِ وَمَا دِیْنُکِ ۔ سوال جواب تو یہ ہوگا ناجی؟ وہاں یہ تو نہیں پوچھا جائے گا کہ تو کون تھا؟ یا تیرا کس سے تعلق تھا؟ نہ! وہاں تو پوچھا جائیگا "عمل کیا کرتا رہا؟" جو عمل کرتے رہے اُسی کے متعلق پھر پوچھا جائے گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہلے حکم دیا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء ع ۱۲ ۲۱۴) اور آپ کے جتنے قریبی ہیں اُن کو میرے عذاب سے ڈرائیں ـــــ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور نام بنام سب کو پکارا، او میرے چچا! او میری پھوپھیو! او فلاں! او فلاں! سب قریشی تھے نا؟ سب بنو ہاشم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے دار تھے، بعض آپ کے چچا ہیں، بعض آپ کی پھوپھیاں ہیں، بعض چچازاد ہیں، سب اپنا خاندان ہی تو ہے، سب کو حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ "عمل کرنا" یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ "تمہارا تعلق کس سے تھا؟" تمہارے عمل کے متعلق پوچھا جائے گا۔

تو اعمال پر بڑا زور دیا گیا، قرآن مجید کو اُٹھا کے دیکھیں، احادیثِ نبویہ کو دیکھیں، عمل عمل، عمل عمل، بغیر عمل کے کچھ نہیں بنتا ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

عمل کرو اچھے تو جنت مل گئی، عمل اچھے نہیں تو پھر معاملہ خراب ہے، اعمال ضروری ہیں۔

داخلۂ جنت کیلئے آسان اعمال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا: دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ ط حضرت! ایسا کام بتائیں، ایسا عمل بتائیں جس پر میں عمل کروں تو سیدھا جنت میں چلا جاؤں، وہ عمل مجھے جنت میں داخل کرادے" ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَقِیْمِ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَاَدِّ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ ط پانچ نمازیں پڑھا کر، سال کے بعد مال میں سے زکوٰۃ دیا کر" (غالباً اُس وقت

حج فرض نہیں ہوا ہوگا، روزے فرض نہیں ہوئے ہوں گے) یہ دو چیزیں آپ نے ارشاد فرمائیں (صلی اللہ علیہ وسلم نے) ــــ عرض کرنے لگا "حضرت! اور بھی کچھ ہے؟" فرمایا "بس! ــــ یہی دو چیزیں ہیں، یہ تو کرتا رہ" ــــ کھڑا ہو کے کہنے لگا "وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ ــــ اللہ کے نبی! مجھے اللہ کی قسم ہے نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ اس سے گھٹاؤں گا" بس یہی جو آپ نے فرمادیا اس پر عمل کروں گا ــــ پانچ نمازیں آپ نے فرمائی ہیں، حضرت! پانچ پوری پڑھتا رہوں گا، کم یا زیادہ نہیں کروں گا، آپ نے فرمایا سال کے بعد زکوٰۃ دو، زکوٰۃ باقاعدہ دوں گا ــــ فرض چیزیں تو یہ ہیں ناجی؟ یہی ضروری ہیں ــــ تو جب وہ واپس ہوا تو حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا" ــــ جس آدمی نے جنتی شخص دیکھنا ہو آؤ میں تمہیں زیارت کراتا ہوں، یہ جو جا رہا ہے یہ جنتی ہے، یہ شخص سیدھا جنت میں ہے" یہ جو کہہ رہا ہے نا کہ میں صحیح صحیح عمل کروں گا۔

اسلام کا ایک عجیب مبلغ میرے بھائیو اور عزیزو! پہلی بات، ضروری بات جو ہے وہ عمل ہے، عقیدہ تو ہو گیا الحمد للہ، کلمہ تو پڑھ لیا، کلمہ تو دل کی بات ہے ناجی؟ زبان سے پڑھا دل سے اقرار کیا، یہ تو ہو گیا ــــ اب اس کے بعد اعمال شروع ہوں گے ــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، کلمہ پڑھا، سبق سیکھا پھر چلا گیا ــــ ایک سال تک نہیں آیا، ایک سال کے بعد آیا تو جسم کمزور ہو گیا اور ہڈیاں نکل آئیں، نقاہت بہت زیادہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "او خدا کے بندے! تو پہلے آیا اور پھر ایک سال کیلئے غائب

ہو گیا تو کہاں چلا گیا؟"۔ عرض کی "حضور! آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے سبق دیا کہ دوسروں کو دین کی بات پہنچاؤ، دوسروں کو تعلیم کرو، دوسروں کو تبلیغ کرو، حضرت! آپ سے سبق لیا، اُس دن سے لیکر آج تک روزے سے ہوں اور مدینہ منورہ کے قُرب وجوار کے پہاڑوں میں تبلیغ کر کے آیا ہوں"۔۔۔ اسلام قبول کیا پھر گھر نہیں گیا، پھر چلا گیا تبلیغ کے لیے، سال پورا تبلیغ کر کے پھر آیا۔۔۔ "حضرت! اب اور سبق ارشاد فرمائیں تو پھر اُس پر بھی میں عمل شروع کروں"۔۔۔ وہاں عمل ہوتا تھا۔

نماز ایسا عمل ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق آتا ہے کہ بعض صحابہؓ نے کتنے کتنے سالوں میں ایک سُورۃ پڑھی تھی۔ وہ تو اہلِ لسان تھے، وہ تو ایک دن میں بھی پڑھ سکتے تھے۔۔۔ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس پر عمل کرتے تھے، کتنا کتنا عرصہ اُس کو پڑھ کر اُس پر پورا عمل جماتے تھے، اُس کو عملی زندگی میں لاتے تھے۔۔۔ یعنی جتنا بھائی انسان کو پتہ ہو اُس پر عمل کرنا، یہ ضروری ہوتا ہے۔۔۔ تو پہلی چیز عمل کی بتادی وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اب تم نماز قائم کرو۔ اور اعمال کے اندر سب سے بڑا عمل جو سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے، جو بندے کو خدا تک ملاتا ہے وہ کیا ہے؟ نماز!۔ فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اسلام یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد اب نماز قائم کر۔

نماز کسی حال میں بھی معاف نہیں ہے

نماز کسی حال میں بھی معاف نہیں، سفر میں ہو تب بھی نماز پڑھو، بیمار ہو تب بھی نماز پڑھو، وضو نہیں کر سکتے ہو تو تیمم، مسجد میں نہیں

پہنچ سکتے ہو تو جس جگہ ہو وہیں نماز پڑھو، ریل گاڑی میں ہو تب بھی تمہیں نماز پڑھنی پڑے گی، اگر تمہاری جنگ ہو رہی ہے کافروں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میدانِ جہاد میں جنگ بھی کرتے رہو، چلتے بھی رہو، آتے جاتے بھی رہو، تمہاری نماز بھی ہوتی رہے گی، ایک گروہ آئے، نماز شروع کرے، دوسرا جائے جہاد کرے، پھر دوسرا آئے کھڑا ہو جائے امام کے ساتھ، پہلے والا جائے وہ جہاد کرے، ساری صورت قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ تو فرمایا آتے جاتے بھی رہو تمہاری نماز بھی ہوتی رہے گی، نماز میدانِ جہاد میں بھی معاف نہیں۔

ساٹھ سال کے "نابالغ"

فرمایا مسلمان کو کہ تمہارا بچہ جب سات سال کا ہو، مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جبکہ وہ سات سال کے ہوں ـــــ سات سال کا بچہ چھوٹا سا ہوتا ہے ـــــ سات سال کا بچہ ہو تو اُس کو نماز کا حکم کرو، نماز پڑھاؤ اُس کو، اور وَاضْرِبُوْهُمْ پھر اُن کو مارو، اگر نماز نہ پڑھیں تو اُن کو مارو جبکہ وہ دس سال کے ہو جائیں ـــــ دس سال کا بچہ، دس سال کی بچی نماز نہ پڑھے تو رحمۃٌ للعالمین فرماتے ہیں کہ ماں باپ اُن کو ماریں ـــــ مارو کہ نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ دس سال کا ہو گیا اور نماز نہیں پڑھتا؟ ـــــ یہاں جناب دیکھو ذرا؟ ـــــ یہاں دیکھو! ساٹھ ساٹھ سال کے "نابالغ" پھر رہے ہیں ـــــ ساٹھ سال کا لڑکے "نابالغ" بھائی نماز جو نہیں پڑھتے تو "نابالغ" ہوئے نا؟ ساٹھ سال کے "نابالغ" نماز نہیں پڑھتے۔

کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے

پہلی پہلی بات تو نماز ہے۔ جو نماز نہیں

پڑھتا اُس کا کلمہ کیا ہے؟ اُس کا اسلام کیا ہے؟ ـــــ فرمایا گیا کہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، نماز پڑھتا ہے سمجھو مسلمان ہے، نماز نہیں پڑھتا سمجھو اسلام پر نہیں ہے ـــــ اسی لیے بعض ائمہ کے نزدیک جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہو جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ائمہ فرماتے ہیں کہ "جو آدمی نماز نہ پڑھے اُس کو قتل کر دو، بے نماز کو قتل کر دو" ـــــ فرمایا جو آدمی نماز چھوڑ دیتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، نماز چھوڑنا کفر ہے، ہُوا؟ ـــــ غالباً امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی نماز جماعت سے نہ پڑھے، رہ جائے، تو اب نماز ہی اُس کی نہیں ہوتی ـــــ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی اُن کے نزدیک واجب ہے۔ ہمارے امام صاحب، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی نماز نہ پڑھے وہ کافر تو نہیں ہوتا لیکن حد درجے کا گنہگار ہے، حاکمِ وقت کو چاہیئے کہ اُس کو قید کر دے، اُس کو گرفتار کرے، جو آدمی نماز نہیں پڑھتا اُس کو قید میں ڈال دے تا آنکہ اُس کی پکی عادت بن جائے۔ جو نماز نہ پڑھے اُس کو گرفتار کر لو، بے نمازی کو کلا بوش کر لو کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

نماز قائم کرنے کا مطلب کیا ہے؟

میرے بھائیو اور عزیزو! فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہ پڑھ لینے کے بعد، اسلام قبول کر لینے کے بعد، اسلام کا سب سے پہلا جو عمل ہے وہ نماز کا قائم کرنا ہے، وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ، اور پھر نماز کو قائم کرو ـــــ نماز بھائی "پڑھنا" نہیں فرمایا ـــــ یہ نہیں فرمایا وَتُقْرِءُ الصَّلٰوةَ (تُو نماز پڑھ) نہیں، وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ نماز قائم کرو، نماز کو کھڑا کرو، نماز کو رواج دو، خود نماز پڑھو، ساتھ

دوستوں کو بھی پکڑ کر لاؤ، خود نماز پڑھو ساتھ بیٹے کو بھی نماز پڑھاؤ، خود نماز پڑھو ساتھ تمہاری بیوی بھی نماز پڑھنے والی ہو ــــ یہ نہیں کہ گھر کے اندر ایک آدمی نماز پڑھتا ہے باقی تیرہ آدمی نماز نہیں پڑھتے "او بھائی اور؟" ــــ "میں ای جی ہک پڑھ چھوڑناں، میں اکھناں چلو تسی اپنے کماں وچ لگے رہو، میں جو پڑھ چھوڑی اے" ــــ ایسے بھی لوگ کرتے ہیں، بیٹوں سے پوچھو "او بھائی تسی نماز نہیں پڑھنے او؟" ــــ "ابا جی نے اساں نمازاں آسطے فارغ کر دِتا اے، اساں ابا جی نوں آکھیا اے کہ تسی ویسے بھی ریٹائر ہو گئے ہو، تسی ہن کوئی بھی کم نہ کریا کرو، تسی مَیئت سنبھالو تے دُنیا دے کم اسی آپے پئے کرساں" یہ نماز قائم کرنا نہیں ہے، یہ نماز نہیں ہے ــــ نماز یہ ہے کہ نماز کو قائم کرو، نماز کو رواج دو، ایک نماز پڑھتا ہے اُس کے ساتھ سارے نماز پڑھ رہے ہیں۔

اہل وعیال کو بھی نمازی بناؤ

قرآن مجید میں دعا سکھائی ناں؟ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ (الفرقان ۷۴)

اے اللہ! مجھے متقیوں کا امام بنا ــــ اس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ اے اللہ! میں مسجد میں جاؤں پیچھے پیچھے میرے بچے ہیں، چھ کے چھ مسجد میں آرہے ہوں ــــ یہ تو مزا آتا ہے ناجی؟ ویسے پوچھو "کتنی اولاد ہے؟ اللہ نے کتنے بیٹے دیئے ہیں؟" ــــ "جی پانچ بچے ہیں" ــــ "مَیئتی تے ہک بھی نہیں آیا؟" ــــ اکھے "بس جی کوئی ایف اے میں ہے، کوئی بی اے میں ہے، کوئی ماسٹر ہے، کوئی پٹواری ہے، وہ اپنا کام کرتے ہیں، مسجد کی طرف وہ کم ہی آتے ہیں، میں ہی مسجد میں آجاتا ہوں" ــــ باپ پڑھتا ہے، بیٹا ایک نماز نہیں پڑھتا، اُس کی نماز کا کیا فائدہ؟ بیوی نماز نہیں پڑھتی۔ اگر

بیوی نماز پڑھتی ہے تو خاوند نماز نہیں پڑھتا۔

تبلیغی جماعت کی محنت کا ایک شاہکار

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، نماز کو قائم کرو، نماز کو رواج دو، تم پڑھ رہے ہو، تمہارے گھر والے بھی نماز پڑھیں، تمہارے گھر والے پڑھ رہے ہیں ساتھ دوسروں کو نمازی بناؤ۔

الحمدللہ تبلیغی جماعت کی برکت سے ہمیں ایسے علاقے بھی پتہ ہیں کہ جہاں سو فیصدی نمازی ہیں۔ اس محلے کے اندر انہوں نے محنت کی، محلے کا محلہ پورا نمازی ہے، مرد عورتیں سب نماز پڑھتے ہیں، ایک بھی بے نماز نہیں ــــ ایک بھی ــــ مزا آیا نا جی؟ ــــ ہمارے علاقے میں ایک گاؤں ہے، وہاں کے محلے کے جتنے بھی لوگ ہیں سب نمازی ہیں، ایک آدمی اندھا ہے بیچارہ، تو انہوں نے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ "تم ہر نماز میں اس کو لے کر آجایا کرو"۔ اس کو وہ گھر سے ہر نماز میں لے آتا ہے مسجد میں، کھڑا کر دیتا ہے ــــ اندھا بھی پانچ وقت کی نماز مسجد میں پڑھتا ہے ــــ پھر بھائی اللہ کی رحمت آئے گی کہ نہیں آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر اطمینان نازل ہوگا کہ نہیں ہوگا؟

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

یہاں اتنی بڑی مسجد ہوتی ہے، محلے کی مسجد ہوتی ہے اس مسجد کے اندر دیکھو کہ کتنے نمازی ہیں؟ کبھی چھ نمازی ہیں، کبھی پانچ نمازی ہیں کبھی چار نمازی ہیں ــــ اور اگر کبھی بارش ہو جائے تو ایک بھی نہیں ہوتا بس ایک بے چارہ امام صاحب ہوتا ہے اور جس نے بانگ دی ہوتی ہے وہ ہوتا ہے۔ مؤذن اور پیش امام اِدھر اُدھر پھر دیکھتے ہیں دروازے کھول

کے کہ کوئی آجائے تاکہ اسی بھی نماز پڑھالواں ـــ یہ ہوتا ہے ـــ اکثر آپ کے ہاں بھی ہوتا ہے، سب کے ہاں یہی حال ہے ـــ تو دیکھتے رہتے ہیں کہ کوئی محلے والا آئے تو نماز پڑھیں، محلے والے نہیں آتے۔

جمعہ وہاں پڑھتے ہیں جہاں جلدی نماز ہو جاتی ہے، وعظ کی ضرورت نہیں

آپ تو شاید اچھے علاقے کے ہوں۔۔ ہم اپنے علاقے میں جب نظر اٹھاتے ہیں بھائی، دیکھتے ہیں تو گلیوں میں آپ اگر گننا شروع کریں مکانات کو، تو دیکھو سو میں سے دس مکان ایسے ہوں گے جن کے مکین نماز باجماعت پڑھتے ہوں گے، باقی کوئی نہیں پڑھتے، اگر وہ پڑھتے ہیں تو جمعے جمعے کی پڑھتے ہیں اور جمعے کی بھی اس محلے میں اور اس مسجد میں جا کے پڑھتے ہیں جہاں امام صاحب نماز جلدی پڑھاتے ہوں، جہاں جلدی نماز ہوتی ہو وہاں جاتے ہیں ـــ "او بھائی کیوں؟" ـــ "او جی اوتھے جلدی جان چھٹ جانی اے، اساں تے جمعے جمعے نی پڑھنی ہوندی اے، تے بس وضو کر کے پہنچے آں تے اگے تکبیر ہو جانی اے، بس جی فٹافٹ دو رکعتاں پڑھنے آں تے مڑ آنے آں، تہاڈی مسجد وچ تے دیر تک وعظ ہونا رہنا اے، بادشاہو! اساں وعظ نوں کیہ کرنا اے"؟ ـــ یہ ہمارا حال ہے ـــ ہے کہ نہیں؟

آسمان سے آنے والی رحمت سب سے پہلے بستی کی مسجد اور نمازیوں پر آتی ہے

فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو، نماز قائم کرو گے تو اللہ کی رحمتیں آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان نازل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور اپنی مہربانی کی بارشیں تم پر نازل فرمادیں گے۔ اور اگر نماز نہیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رحمت نہیں آئے گی۔

حدیث میں فرمایا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے رحمت آتی ہے تو بستی کے اندر سب سے پہلے مسجد کے اوپر رحمت آتی ہے، اور پھر مسجد میں بھی امام پر، امام کے بعد جو پہلی صف میں مقتدی ہیں اُن پر رحمت آتی ہے۔ تو بھائی جو مسجد میں آتے ہیں اُن پر رحمت آئے گی نا؟ جو آتے ہی نہیں اُن پر کیا رحمت آئے گی؟ آسمان سے تو رحمت آتی ہے لیکن نمازیوں پر آتی ہے، جو بے نماز ہیں اُن کے لیے رحمت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

دُعاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز باجماعت کا پابند فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز باجماعت کا صحیح طور پر اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

شبِ قدر کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں شبِ قدر میں کیا دُعا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ دُعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۱۸۲)

درسِ حدیث

(۱۲)

منعقدہ ۱۴/ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مسجد میں خدا ملتا ہے

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آئے اُن کی یہ یہ نشانیاں تھیں، انہوں نے سوال کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا، پھر انہوں نے اسلام کے بارے میں پوچھا، حضور نے فرمایا پہلی بات اسلام کی یہ ہے کہ کلمۂ شہادت پڑھ، اور دوسرا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ نماز کو قائم کرو۔"

میں اس پر رات کو عرض کر رہا تھا کہ نماز کو قائم کرنے سے مراد نماز کو رواج دینا، نماز کی تبلیغ کرنا ہے۔ یعنی خود پڑھے، دوست احباب پڑھیں۔ ایک نمازی ہے ساتھ دوسرے کو بنائے تیسرے کو بنائے ـــــ اور میرے بھائیو اور عزیزو! یہ نماز اتنی بڑی نعمت ہے، اتنی بڑی نعمت ہے کہ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، میں نماز پڑھتا ہوں مجھے راحت پہنچتی ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا، آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ مجھے قیامت میں یہ اختیار دیں کہ جنت میں جاؤ گے یا مسجد میں؟

تو میں مسجد میں چلا جاؤں گا ـــــ تو اب مسجد میں کیا ہے؟ نماز ہے نا؟ مسجد میں خدا ملتا ہے، مسجد میں اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے، مسجد میں انسان نماز پڑھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں چلا جاؤں گا، اور مسجد ہی جنت کے اندر ہی ہوگی، مسجد جنت سے باہر نہیں ہوگی۔

مسجدیں جنت کے باغات ہیں

حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا، قِیْلَ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ الْمَسَاجِدُ۔ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ "جب جنت کے باغوں میں سے تمہارا گذر ہو تو وہاں سے کچھ کھا پی کے آیا کرو، جنت کے باغ میں جاؤ تو کچھ لیا کرو وہاں سے، کچھ حاصل کیا کرو" صحابہؓ نے عرض کیا "حضرت! جنت کے باغ کون سے ہیں؟" فرمایا "مسجدیں" ـــــ مسجدیں جتنی بھی ہیں، چھوٹی ہوں، بڑی ہوں، کچی ہوں، پکی ہوں، جیسی بھی مسجد ہو، جہاں نام "مسجد" کا آگیا وہ مسجد اللہ کا گھر بن گئی، یہ جنت کا باغ ہے ـــــ اور اسی لیے حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے نزدیک جب سارا کرۂ ارضی تہ و بالا ہو جائے گا، تباہ و برباد ہو جائے گا، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ اُس وقت اللہ تعالیٰ تمام مسجدوں کو اُٹھا کر اسی طرح جنت میں پہنچا دیں گے، مسجد کی زمین برباد نہیں ہوگی، مسجد کو یونہی اُٹھا کر اللہ تعالیٰ جنت میں پہنچا دیں گے ـــــ تو مسجد! بھائی! جنت کا باغ ہے ـــــ مسجد میں جو آدمی آتا ہے کس لیے آتا ہے؟ نماز کے لیے آتا ہے نا؟ نمازی آدمی مسجد میں آتا ہے بے نماز آدمی مسجد میں نہیں آتا، اگر بے نماز آدمی کسی مقصد کے لیے مسجد میں آتا بھی ہے تو پھر بھاگتا ہے جلدی جلدی، نمازی آدمی کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتے

ہیں کہ وہ مسجد میں بیٹھتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، تو جو نمازی آدمی ہوتا ہے اُس کا تعلق مسجد سے ہوتا ہے بے نماز آدمی کا نہیں ہوتا۔

بے نماز مزدور اور مستری ہمارے علاقے میں عموماً مسجدوں کے کام لگے رہتے ہیں، مزدور اور مستری کام کرتے ہیں۔ تو بعض ایسے بدنصیب ہوتے ہیں کہ سارا دن کام کرتے ہیں جب اذان ہوتی ہے تو باہر چلے جاتے ہیں۔ ہوتا ہے کہ نہیں وہ صبح آٹھ بجے، نو بجے، جتنے بجے بھی کام شروع کرتے ہیں، کام کرتے ہیں، کرتے ہیں، کرتے ہیں جب اذان کا وقت ہوتا ہے تو وہ "تیسی کرنڈی" چھوڑ کے باہر چلے جاتے ہیں اور جب نماز ختم ہو جاتی ہے تو پھر آجاتے ہیں، اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ ساتھ دوسرے کپڑے رکھے ہوتے ہیں، اُسی وقت کام چھوڑ کر وضو کر کے پھر نماز پڑھتے ہیں ——— تو میں اس پر عرض کر رہا تھا کہ جو لوگ مسجد میں آتے ہیں ناجی؟ تو ہر ایک کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ نماز پڑھے۔ نمازی آدمی کو یہ توفیق ہوتی ہے کہ مسجد میں آتا ہے اور مسجد کے جتنے بھی برکات ہیں، ثمرات ہیں اور فوائد ہیں اُن کو وہ نمازی حاصل کرتا ہے، بے نمازی نہیں۔

میرے والد صاحب دامت برکاتہم کی حکمتِ عملی ہمارے ہاں والد صاحب کی خدمت میں اکثر لوگ آتے رہتے ہیں، کوئی دعا کے لیے، کوئی کس کام کے لیے، کوئی کس کام کے لیے، کوئی سبق کے لیے، تو جو نمازی ہوتے ہیں وہ تو خوش ہوتے ہیں، مسجد میں پہنچ جاتے ہیں، نماز ساتھ ادا کر لی، جو بات ہوئی کی، جو بے نماز ہوتے ہیں وہ بھی جب نماز کے وقت آتے ہیں تو پھر پڑھنی تو پڑتی ہے، وہ عموماً ایسے وقت

میں آتے ہیں مثلاً صبح نو بجے آگیا، دس بجے آگیا، تو والد صاحب پھر ایسا کرتے ہیں کہ اگر وہ آدمی ——— اُٹھنے کا نام نہ لے تو اُسے فرماتے ہیں کہ "تم بیٹھو! میں وضو کرتا ہوں"۔ وہ کہتا ہے "اچھا جی! مجھے بھی اجازت دیں"۔ کیونکہ "اوساں سہی اے پئی ایہہ وضو کرسن تے نال ماں بھی کراسن"۔ وہ وضو کریں گے تو مجھے کہیں گے "تم بھی وضو کرو"۔ تو پہلے ہی بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جنت کے باغ اور وہاں کے میوے

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مسجد کے ساتھ تعلق اُس آدمی کا ہوتا ہے اور ثمرات و فوائد وہ حاصل کرتا ہے جو نمازی ہو۔ فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو، اللہ تعالیٰ اس کے اندر تمہیں بڑی رحمتیں، بڑی برکتیں عطا فرمائیں گے۔ تو حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) جب مسجدوں میں، جنت کے جو باغ ہیں، وہاں جاؤ تو وہاں سے کچھ حاصل بھی کیا کرو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "حضور! وہاں سے کیا لیں؟" فرمایا "جب مسجد میں جاؤ تو ادب کے ساتھ جاؤ، احترام کے ساتھ جاؤ اور وہاں جا کر سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھتے رہو، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھتے رہو، اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھتے رہو، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے رہو، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتے رہو، یہ جنت کے میوے ہیں یہ حاصل کرو، جنت کے باغوں میں سے یہ چیزیں حاصل کیا کرو، ذکر اذکار کیا کرو، درود شریف پڑھو، استغفار پڑھو، قرآن مجید کی تلاوت کرو، نوافل کا وقت ہے تو نوافل پڑھو، کوئی نمازیں قضا رہتی ہیں تو نمازیں پڑھو"۔ سب سے بہتر یہی ہوتا ہے میرے بھائیو اور عزیزو! اگر کسی بھائی کی نمازیں قضا ہوں تو سنتیں ادا کرنے کے بعد وقت بچے تو اپنی قضا نمازیں پڑھتے

رہا کرو ـــ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز پڑھ لی ـــ اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اگر بہت عرصے کی بھی نمازیں رہتی ہوں تو اللہ کرتے ہیں کہ ایک وقت آتا ہے کہ پوری ہو جاتی ہیں۔

ایک سو بیس سالہ بوڑھے نے پچاس سال کی قضا نمازیں لوٹائیں

ہمارے علاقے میں ایک بابا تھا، نور محمد اُس کا نام تھا، اُس کو "سکڑ کی بابا" سارے کہتے تھے، آواز اُس کا بڑا کڑک دار تھا، اور وہ تقریباً ایک سو بیس سال سے اوپر کا ہو کر فوت ہوا۔ تو ہم جب شروع شروع میں ایبٹ آباد سے آئے اٹک میں، تو وہ ایسا کرتا تھا کہ ہر فرض نماز کے بعد اُٹھ کر پھر نماز پڑھتا تھا، تو اور نمازوں میں تو پتہ نہیں چلتا تھا، عصر کے بعد چونکہ نفل نہیں ہوتے، اور وہ عصر کے بعد بھی پڑھتا تھا، والد صاحب نے ایک دن اُس سے فرمایا کہ "بابا! عصر کے بعد نفل نہیں ہوتے، عصر کے بعد نفل نہ پڑھا کرو"۔ تو وہ کہنے لگا "قاضی صاحب! میں نفل نہیں پڑھتا، میں شروع میں نماز کا صحیح پابند نہیں تھا، جب میری پچاس سال کے قریب عمر ہو گئی تو میں نے کہا کہ یہ زندگی تو ایسے ہی گذر گئی، اُس وقت سے میں نے ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا پڑھنی شروع کی ہوئی ہے، تو اب تقریباً سو سال ہونے والے ہیں تو پچاس سال کی مُڑ گئیں میری، پوری ہو گئیں" ـــ پچاس سال کی نمازیں ـــ فرمایا "بھائی پہلے تو تُو بالغ بھی نہیں تھا، شروع میں دس گیارہ سال تو نابالغی کا وقت ہوتا ہے، اُس کے بعد نماز فرض ہوتی ہے ـــ بہر حال اب تو پوری ہو گئیں" ـــ تو اُس نے کہا "بس جی تھوڑے عرصہ تک پڑھوں گا پھر چھوڑ دوں گا" ـــ بہر حال اگر زیادہ بھی ہو جائیں تو بھائی نفل بن جاتی ہیں نا؟ سجدہ ضائع تو نہیں ہوتا نا! نفل بن جاتا ہے۔ اِس لیے وقت اگر ہو اکرے تو اپنی قضا نمازیں

لوٹانے کی کوشش کیا کریں۔

مسجدوں میں دکھاوے کے لیے چندہ دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہے

میں عرض یہ کر رہا تھا میرے بھائیو اور عزیزو! کہ مسجد میں آتا ہے کون؟ نمازی آدمی، جب نمازی آتا ہے مسجد میں تو مسجد کے جو ثمرات اور برکات ہیں وہ اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ اور میرے بھائیو اور عزیزو! یہ بات یاد رکھئے کہ مسجدوں کی آبادی، اللہ کے گھر کی آبادی نماز کے ساتھ، تلاوتِ قرآن کے ساتھ، ذکر اذکار کے ساتھ ہے، مسجدوں کی آبادی رنگ و روغن کے ساتھ نہیں ہے، مسجدوں کی آبادی چونے اور چپس وغیرہ چیزوں کے ساتھ نہیں ہے، آجکل آپ دیکھتے ہیں کہ کیا ہے ؎

مسجدیں رنگدار ہیں لیکن یہ منظر عام ہے
ایک امام اِک مقتدی باقی خدا کا نام ہے

ہوتا ہے کہ نہیں؟ محلے کی مسجدیں ہیں جناب، باہر سے آئے "صاحب"۔ "ہاں جی! کیہڑے صاحب آئے نیں"؟ "فلانے صاحب آئے نیں"۔ "دیو جی"۔ "دیہہ ہزار روپیہ نیں دیناں جی، مسجد وچ چپس پا دیو میری طرفوں"۔ "او بھائی! بیس ہزار روپیہ تو دیدیا، نماز؟"۔ "او جی! نمازاں ہور تھوڑے نیں پڑھنے والے ہن پیسے جو چاہیدے نیں، پھر نمازاں کیہہ پڑھاں ہن"؟ ــــ ہم لوگوں کا یہ حال ہے، اس پیسے دینے کا کیا فائدہ؟ "او جناب! اخلاں چیز میری طرف سے کر دو، میں جناب! لاؤڈ سپیکر لگا دوں گا، میں یہ کر دوں گا"۔ او بھائی! نماز پڑھو، اللہ کے گھر کو یوں آباد کرو۔

مسجدیں کچی ہوں لیکن ایمان پختہ ہوں یہ بات اچھی ہوتی ہے ــــ

آپ اندازہ فرمائیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو پہلے مسجدِ قبا تعمیر فرمائی،

پھر مسجدِ نبوی جب بنی، مسجدِ نبوی کچی تھی، زمین اس کی.... فرش اس کا کچا تھا، اوپر چھت پر کھجور کی شاخیں پڑی ہوئی تھیں، جب بارش ہوتی تو اوپر سے پانی ٹپکتا تھا، کیچڑ ہو جاتا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ عالی میں مسجدِ نبوی کچی تھی، ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں کچی تھی، عمرِ فاروقؓ کے زمانے میں کچی تھی، حضرت عثمانِ غنیؓ کے زمانہ میں پختہ ہوئی ہے۔۔۔ تو مسجدیں اگرچہ کچی ہوں لیکن ایمان پختہ ہوں، یہ بات اچھی ہوتی ہے مسجد پختہ ہو اور ایمان کچے ہوں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مساجد کی آبادی نمازیوں سے ہے نہ کہ نقش و نگار سے

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ سیر و سیاحت کرتے رہتے تھے، ایک دفعہ ایک علاقے میں گئے، نماز پڑھی تو محلے کے لوگوں کو بلایا کہ "بھائی جلدی آؤ! ایک ضروری بات تم سے کرنی ہے، میں مسافر ہوں"۔۔۔ لوگوں نے دیکھا کہ عالم آدمی ہے، متشرع ہے، داڑھی رکھی ہوئی ہے، تو لوگ اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ "میں رات اس مسجد میں رہا، یہ مسجد تم محلے والوں پر بہت شکوہ کرتی ہے کہ یہ میرا خیال نہیں کرتے، میری آبادی کی طرف توجہ نہیں کرتے"۔۔۔ لوگوں نے کہا "جی واقعی ہم سے بڑی سستی ہوئی، ہم سے غلطی ہوئی، انشاء اللہ ہم اس کی آبادی کا انتظام کریں گے"۔۔۔ شیخ سعدیؒ تو آگے چلے گئے، محلے والوں نے کہا "یار! بڑی بے عزتی کی بات ہے کہ باہر کے لوگ آئے تو اُن کے آگے مسجد نے شکایت کی، اور واقعی ہم محلے والوں کی تو یہ بدنامی ہے"۔۔۔ کیونکہ ہم بھی تو یہی سوچتے ہیں ناجی؟ کہ فلاں محلے کی مسجد پکی ہو گئی، یار ہمارے محلے کی مسجد پکی نہیں ہوئی، فلاں محلے کی مسجد کا لاؤڈ سپیکر ہے اور ہماری مسجد کا لاؤڈ سپیکر نہیں، فلاں محلے

کی مسجد میں دو لاؤڈ سپیکر ہیں ہم چار لگائیں گے تاکہ ہمارا آواز اُس سے اوپر چلا جائے ـــــ نتیجہ یہ ہوں بھائی! تو پھر اُس کے آگے جو نتائج نکلتے ہیں، لڑائیاں جھگڑے جو ہوتے ہیں وہ آپ کے سامنے ہی ہیں نا؟ اور اس سے تو پھر لڑائیاں ہی بنیں گی ناجی؟ اور کیا بنے گا؟ ـــــ تو محلے والے اکٹھے ہوئے، انہوں نے چندہ کیا اور تعمیر پر لگ پڑے، بہترین مسجد کھڑی کر دی، پکی بنا دی، چھت بہترین کر دیا اور خوب اُس کو روغن کیا ـــــ جب شیخ سعدیؒ ایک عرصے کے بعد واپس آئے اور رات کو پھر اُس مسجد میں رہے، صبح پھر محلے والوں کو بلایا اور کہا کہ "یہ مسجد تمہارا شکوہ کر رہی ہے کہ میری آبادی کی طرف توجہ نہیں کرتے"۔ تو محلے والوں نے کہا "جی اب کیسا شکوہ کرتی ہے، اِتنا پیسہ لگایا، اِس کو ٹھیک کیا، اِس میں چیپس لگائی، اِس پہ یہ کیا، اِس پہ وہ کیا، اب پھر شکوہ کس چیز کا کرتی ہے؟" ـــــ تو شیخ سعدیؒ نے فرمایا "اللہ کے بندو! مسجد کی آبادی نمازیوں کے ساتھ ہے مسجد کی آبادی ان چیزوں کے ساتھ نہیں۔ یہ کہتی ہے کہ مَیں ان چیزوں کو کیا کروں؟ یہ نماز پڑھنے نہیں آتے، جب نماز نہ پڑھیں تو اس کی کیا آبادی ہے"؟ ـــــ بھائی ہر چیز کی آبادی اُس کے رہنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے نا؟ بہت شاندار محل ہو اور اندر ایک آدمی بھی نہ ہو، وہ محل کیا ہے؟ غیر آباد ہے، لیکن کچی جھونپڑی ہے مگر اُس کے اندر دو آ رہے ہیں، دو جا رہے ہیں، میلہ لگا ہوا ہے، خوشی ہے، مسرت ہے، مہمان آتے ہیں جاتے ہیں، وہ جگہ بڑی آباد ہے، اس کو "آبادی" کہتے ہیں۔ بہت بڑی جگہ ہو اور اُس کے اندر کچھ بھی نہ ہو وہ تو "آبادی" نہیں۔

مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے فوائد

یہ ساری باتیں بھائی کس کو حاصل ہوں گی؟ جو آدمی

نماز قائم کرے گا ـــــ تو فرمایا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ ، کلمہ پڑھنے کے بعد سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نماز قائم کرو، پانچ وقت تم مسجد میں آؤ گے، اللہ کے سامنے سربسجود ہو گے، تمہیں محلے کا، دوست احباب کا، رشتے داروں کا، عزیز و اقارب کا، جو تمہارے پڑوسی ہیں اُن سب کا حال احوال بھی معلوم ہوتا رہے گا۔ یہ مسجد اسی لیے بنائی گئی تاکہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حالات کا علم ہوتا رہے کہ میرا کوئی بھائی تکلیف میں تو نہیں؟ بھائی ایک محلے کے سارے لوگ ہیں وہ کہاں اکٹھے ہوں گے؟ اللہ کے گھر میں، نماز پڑھیں اللہ کے گھر میں، اللہ کی عبادت کریں، اللہ کی عبادت بھی ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ بھائی فلاں صاحب آج نہیں ہیں "کیوں نہیں ہیں؟" "جی وہ باہر گئے تھے اُن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، اُن کو تکلیف ہو گئی" سارا محلہ جاتا ہے بیمار پرسی کے لیے ـــــ تو ایک آدمی کی دلجوئی ہو گئی کہ نہیں ہو گئی؟ کہاں سے معلوم ہوا؟ مسجد سے! فرمایا محلے والے اکٹھے ہوں۔

اسلام محبت، مؤدت، شفقت اور مروت کا دین ہے

اسی طرح پانچ وقت اللہ کے گھر میں اکٹھے ہوتے رہیں اور جمعہ کو جامع مسجد میں اکٹھے ہو جائیں، اور سارے لوگ جتنے بھی آبادی کے ہیں، شہر کے جو لوگ ہیں وہ عید کے دن عیدگاہ میں اکٹھے ہو جائیں تاکہ پورے شہر کے اور قرب و جوار کے حالات کا علم ہوتا رہے ـــــ اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے، پوری دنیا کے مسلمان دُور دُور سے بیت اللہ شریف میں زندگی میں ایک دفعہ جمع ہو جائیں تاکہ سارے حالات کا علم ہوتا رہے ـــــ تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس لحاظ سے اکٹھا بھی کرنا چاہتے ہیں، اسلام تو بھائی محبت کا، مؤدت کا دین ہے نا!

شفقت کا دین ہے، مروت کا دین ہے ــــ اِس لیے فرمایا نماز قائم کرو گے تو یہ فائدہ بھی تمہیں حاصل ہوگا۔

درس کا خلاصہ تو فرمایا پہلی بات یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد اعمال میں سے، وَاَقِیْمُ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو، اور نماز بدنی عبادت ہے، یہ بدن کی عبادت ہے۔

اِسی پر اِنشاء اللہ العزیز آئندہ مزید عرض کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دوزخ سے حفاظت

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ط جو شخص روزانہ مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھتا ہے تو اگر اُس رات کو انتقال ہو جائے تو وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد بھی پڑھے تو اُس کو وہی فضیلت حاصل ہوگی۔ نیز پڑھنے والے کے لیے خود دوزخ دُعا کرتی ہے کہ یا اللہ! اِسے مجھ سے نجات دے۔

(بحوالہ حصن حصین صفحہ ۲۳۵)

درسِ حدیث

(۱۳)

منعقدہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

توحید اور رسالت کا اقرار کرنا اسلام کا بنیادی اصول ہے

توحید اور رسالت کا اقرار کرنا، یہ ہے اسلام کا بنیادی اصول، یہ اسلام کی بنیادی چیز ہے، یہ عقیدے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اقرار۔ اس کے بعد فرمایا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ ــــ اور نماز قائم کرے ــــ کلمہ پڑھا، کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی سب سے پہلا فرض جو ہے وہ کیا ہے؟ نماز کا خطاب متوجہ ہو جاتا ہے۔ جونہی وقت داخل ہوتا ہے خطاب متوجہ ہو جاتا ہے، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ــــــــ بار بار فرمایا قرآن مجید میں کہ نماز قائم کرو، نماز قائم کرو، نماز قائم کرو، جونہی وقت داخل ہوتا ہے خطاب متوجہ ہو جاتا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت

میں مثال عرض کروں، اب دیکھئے ہم نے عشاء کی نماز پڑھی (اللہ تعالیٰ سب کی نمازوں کو قبول فرمائے) ہم پر اب کل صبح کی نماز فرض نہیں، یعنی کوئی آدمی رات کو

اگر دُنیا سے چلا جائے تو اللہ تعالیٰ کل صبح کی نماز کے متعلق اُس سے نہیں پوچھیں گے، آج تک جو گذر گئیں نمازیں، یہ پوچھی جائیں گی، جس کو اللہ نے زندگی دے دی، صبح وہ زندہ رہا، جونہی صبح کا وقت داخل ہوگا خطاب متوجہ ہو جائے گا کہ اے ایمان والو! نماز پڑھو، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، نماز کو آؤ، کامیابی کو آؤ، تو صبح کی نماز ہم پر فرض ہو جائے گی، جب تک کہ ہم پڑھ نہ لیں گے برابر ہمیں پکارتی رہے گی۔ ایمان والو! نماز پڑھو، ایمان والو! نماز پڑھو، ایمان والو! نماز قائم کرو۔

نماز تحفۂ معراج ہے

تو مسلمان ہوتے ہی سب سے پہلا پہلا جو فریضہ ہے وہ میرے بھائیو اور عزیزو! نماز کا ہے، اور یہ نماز اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی، معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تحفہ اُمت کے لیے دیا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُمت کے لیے یہ تحفہ عطا فرمایا کہ اپنی اُمت سے فرمائیں کہ "نماز پڑھا کریں"، اور فرمایا "دن رات میں پچاس نمازیں پڑھو"۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے اور چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا "کیا تحفہ ملا اُمت کے لیے حضرت؟" فرمایا "اللہ نے نمازیں دی ہیں، پچاس نمازیں"۔ یہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے، اور بڑی چیز ہے، معمولی نہیں ——— بھائی، ہم جب گھر جاتے ہیں تو ہر ایک کی نظر ہوتی ہے کہ "میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو جی؟ سعودی عرب سے کیا چیز لائے ہو؟" کوئی آدمی پین دیدیتا ہے، کوئی سویٹر دیدیتا ہے، کوئی کیا چیز لے جاتا ہے، کوئی کیا چیز لے جاتا ہے۔ وہ پھر کہتا ہے "ہاں جی! واقعی یہ باہر سے آئی ہے" خوش ہوتا ہے کہ میرے لیے باہر سے تحفہ آیا ہے ——— تو جس کو اللہ ربّ العٰلمین

تحفہ عطا فرمائیں وہ کتنا بڑا ہوگا اور کتنی بڑی نعمت کی چیز ہوگی؟ — اور لایا کون؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ تحفہ اُمت کے لیے لائے، اُمت اُس تحفے سے بھاگتی ہے، وہ دیتے ہیں اُمت بھاگتی ہے، اُمت دُور بھاگتی ہے، اُس تحفے کے قریب نہ جانا، حالانکہ بڑی بدبختی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا تحفہ اُمت وصول نہ کرسکے، اِس سے بڑھ بدنصیبی کی اور کیا بات ہے؟ — تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ "اللہ نے مجھے نمازیں عطا فرمائی ہیں امت کیلئے" — موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "حضرت! میں اُمت میں رہ آیا ہوں، میں لوگوں کو دیکھ آیا ہوں، نہیں پڑھیں گے، پچاس بڑی مشکل ہیں، جائیے اور چھوٹ کرائیے" — حضور پھر تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں معاف فرمادیں پینتالیس رہ گئیں، پھر آئے، پھر یہ بات ہوئی، پھر گئے، آتے جاتے رہے، نمازیں پانچ پانچ معاف ہوتی رہیں، آخر میں پانچ رہ گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "حضرت! یہ پانچ بھی نہیں پڑھیں گے" فرمایا "اب مجھے شرم آتی ہے کہ پانچ رہ گئی ہیں، یہ بھی معاف کراؤں؟ کچھ تو رہنا چاہیئے" — اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوا، پیغام آیا مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ (ق ۲۹) میرے فیصلوں میں تبدیلی بھی نہیں، میں بندوں پر ظالم بھی نہیں ہوں، نمازیں پانچ پڑھیں، ثواب پچاس کا ہی دیتا رہوں گا۔ وہ بات بھی پوری، یہ بات بھی پوری — پانچ پڑھیں ثواب پچاس کا ملتا رہے گا — تو نماز! یہ تحفہ ہے جو اللہ رب العالمین نے عطا فرمایا اِس اُمت کو بواسطہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا

میرے بھائیو اور عزیزو! یہی ایک عبادت ہے جس کے متعلق سب سے پہلے پوچھا جائے گا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جو اللہ کے حق میں سے سوال ہوگا وہ نماز کے متعلق ہے، اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلصَّلٰوۃُ فرمایا بیشک قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے حقوق اللہ میں سے جس چیز کے متعلق پوچھا جائے گا وہ کیا ہوگی؟ نماز! کہ نماز پڑھی تھی کہ نہیں پڑھی تھی؟ نماز کا پڑھنا بہت ضروری ہے میرے بھائیو اور عزیزو! اور صحیح آداب کے ساتھ، صحیح طور پر خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے، باقی قبول کرنے والی ذات تو اللہ کی ہے۔ ہم تو بھائی نقل کرنے والے ہیں، ہم اصل نماز نہیں پڑھ سکتے، کسی بندے کی طاقت نہیں کہ صحیح نماز پڑھ سکے! نماز صحیح پڑھ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضور نے نماز پڑھی، باقی کوئی نماز صحیح نہیں پڑھ سکتا ہماری کیا نماز ہے؟ ہم صحیح نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نہیں پڑھ سکتے، اللہ والے، اللہ کے نیک بندے کچھ پڑھ لیتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اور ہم جیسے گنہگار! تو بھائی ایسا ہی حال ہے، نقل ہی ایک کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کے ساتھ قبول فرمالے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ قبول فرماتے ہیں، بندہ اپنی حیثیت اور اپنی طاقت کے مطابق جتنا کچھ کرے ناجی؟ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کو قبول فرماتے ہیں۔

ایک عمدہ مثال سے وضاحت

مجھے ایک بات یاد آئی — کسی بادشاہ کے پاس کوئی آدمی گیا، بادشاہ نے کہا کہ "تجھے کیا چیز چاہیئے؟" اس نے کچھ کہا، مانگی کچھ چیز، کوئی تھوڑی

سی چیز مانگی، کوئی بیس تیس روپے مانگے۔ بادشاہ نے وزیرِ مال کو وزیرِ خزانہ کو حکم دیا کہ "اسے اتنے کروڑ روپے دو"۔ اُس نے کہا کہ "جناب! اس نے تو بیس تیس روپے مانگے ہیں آپ کروڑوں کا کہہ رہے ہیں"۔ وہ بادشاہ کہنے لگا کہ "اِس نے تو اپنی حیثیت کے مطابق مانگے ہیں ہم اپنی حیثیت کے مطابق دیتے ہیں، وہ غریب آدمی ہے اُس کو بیس تیس بہت لگتے ہیں، ہم بادشاہ ہیں ہمیں کروڑوں بھی کچھ نہیں لگتے، دیدو، اُس کی مانگنے کی اپنی حیثیت ہے ہماری دینے کی اپنی حیثیت ہے"۔ تو بندہ بھائی اپنی حیثیت کے مطابق عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی حیثیت کے مطابق اس کو پھر اپنی رحمت اور اپنی شانِ خداوندی کے ساتھ اُس کو قبول فرما کر اُس پر انعام اور اکرام عطا فرماتے ہیں۔

نماز باجماعت ادا کرنے کا ایک بڑا فائدہ

تو بندے کا کام ہے ہلنا جلنا نقل بنانی، اُس کو اصل میں قبول کرنا یہ اللہ کا کام ہے۔ اور اسی لیے میرے بھائیو اور عزیزو! یہ بات یاد رکھیے کہ نماز باجماعت جو ہوتی ہے نا؟ اُس کے جہاں اور فوائد ہیں اُن میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نماز باجماعت کے اندر اگر کسی ایک اللہ کے بندے کی نماز قبول ہو جائے تو اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سب کی قبول فرما لیتے ہیں۔ جو نماز باجماعت پڑھتا ہے، کسی ایک کی قبول ہو گئی ساتھ سب کی قبول ہو گئی کیونکہ وہ سب اُسی رگڑے میں آگئے، اُسی ہلّے میں آگئے۔

چھ لاکھ حجاج میں سے چھ کا حج قبول

اولیاء اللہ میں سے ایک بزرگ گذرے ہیں، حج کیا انہوں نے، اور اس زمانے میں، اُس وقت چھ لاکھ انسان تھے حج کرنے والے،

چھ لاکھ حاجی ـــ پہلے وقتوں کی بات ہے ـــ تو حج کے بعد وہ اللہ کے جو نیک بندے تھے اُن کو خیال ہُوا، اللہ کے دربار میں دُعا کی اور التجا کی کہ "یا اللہ! بڑی مخلوقات تھی تیری، یا اللہ! پتہ نہیں کتنے لوگوں کے حج قبول ہوئے؟" کیونکہ ہر ایک کا اپنا اپنا مقصد ہوتا ہے نا جی؟ ہمارا مقصد تو حج کرنا ہوتا ہی نہیں؟ اس لیے ہمیں اس چیز کی فکر ہی نہیں ہوتی۔ ہم نماز پڑھتے ہیں پھر کبھی یہ نہیں سوچا کہ پتہ نہیں قبول ہوئی بھی ہے کہ نہیں ہوئی؟ روزہ رکھتے ہیں اور پھر یہ نہیں سوچتے ہیں کہ پتہ نہیں میں نے روزہ کیسا رکھا؟ قبول بھی ہُوا کہ نہیں ہُوا؟ اِس چیز کو بھی تو سوچنا چاہیئے کہ میں نے نماز پڑھی، پتہ نہیں صحیح پڑھی کہ نہیں پڑھی؟ نہیں پڑھی تو مجھے صحیح پڑھنی چاہیئے، روزہ صحیح نہیں رکھا تو صحیح رکھنا چاہیئے، حج اگر صحیح نہیں کیا تو صحیح کرنا چاہیئے ـــ تو یہ اپنا اپنا فکر ہوتا ہے ـــ ہمارا فکر تو یہ ہوتا ہے کہ گھر والوں کے لیے کیا چیزیں لیں گے؟ حج سے پہلے لمبی لسٹ بنا لیتے ہیں، فہرست جیب میں پڑی ہوتی ہے، فلانی چیز بھی گھٹنی اے، چھتریاں بھی گھٹنیاں نیں، تے کپڑا بھی گھٹنا اے، کے ٹی ناں تھان تے ضرور ای گھٹنا اے، اور دوپٹوں کا تھان بھی پتہ کرنا ہے ـــ او بھائی! حج کرتے ہو کہ اِس کام کے لیے آئے ہو؟ ہمارا فکر یہ ہوتا ہے نا جی؟ اللہ والوں کا فکر یہ ہوتا ہے کہ ہمارا حج قبول بھی ہُوا کہ نہیں؟ اللہ کے سامنے رو رو کے دُعا کی، زاری کی کہ یا اللہ! اِتنی مخلوق ہے، پتہ نہیں کتنوں کا حج قبول ہُوا ہے؟ آواز آئی کہ "چھ لاکھ انسان تھے مگر صحیح حج صرف چھ کا قبول ہُوا ہے ـــ صرف چھ آدمیوں کا قبول ہُوا ہے" ـــ باقی تو جو نیتیں ہیں میرے بھائیو اور عزیزو! آپ سب کو پتہ ہے، آپ تو خیر نیک لوگ ہیں میں اپنی بات عرض کرتا ہوں کہ ہماری نیتیں کیا ہوتی ہیں جی؟ کسی کی نیت یہ ہے کہ میرے چچے نے چار حج

کیے ہیں میں پانچ حج کرتا ہوں تاکہ میں بھی اپنے نام کے ساتھ "الحاج" لکھوں، لوگ کہیں گے "دس سال تم سعودی عرب رہے ہو تم نے دو حج بھی نہیں کیے؟ یار! دو تے کم از کم کر گھناں"۔ نیت ہماری تو یہ ہوتی ہے ناجی؟ یہ نیت تو نہیں ہوتی کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے، میں اس لیے حج کرتا ہوں تاکہ اللہ کا ایک حکم پورا ہو جائے اور اللہ مجھ سے راضی ہو جائے، یہ تو نیت ہوتی ہی نہیں ہماری ـــــ تو اللہ کی طرف سے جواب آیا کہ "پھر آدمیوں کا حج قبول ہے، صحیح حج" ـــــ تو اُن کو خیال ہوا کہ شاید میں بھی انہی میں ہوں گا ـــــ فرمایا کہ "اُن میں تو نہیں ہے، یہ کوئی اور لوگ ہیں" ـــــ بھائی اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہوتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے؟ بظاہر تو لمبی قمیض ہو اور جناب تسبیح بڑی ہو، بڑا سارا رومال ہماری طرح رکھا ہوا ہو لیکن اندر کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، کیا پتہ ہے کہ کس کونسی نیکی قبول ہے؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ میں سے گذرے ہیں، وہ ایک دفعہ جا رہے تھے راستے پر، تو اُن کے ساتھ ایک جٹ سا آدمی غریب آدمی، وہ بھی اُن کے ساتھ ہو گیا، موسم تھا بڑا سخت گرمی کا اور وقت تھا دوپہر کا، تو بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کیے ہوئے تھا اوپر، حضرت ذوالنون مصریؒ جدھر جا رہے تھے ساتھ ساتھ وہ آدمی بھی جا رہا تھا اور بادل کا ٹکڑا بھی ساتھ جا رہا تھا، ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی مہربانی ہے ہم پر، اللہ نے فضل کیا ہے اور ہمارے ساتھ یہ آدمی بھی فائدہ اٹھا رہا ہے ـــــ یہ ہمارے ساتھ ہو گیا، بادل اس پر بھی سایہ کر رہا ہے، تھوڑا سا آگے گئے تو راستے جُدا ہوتے تھے، حضرتؒ کا راستہ یوں جاتا تھا اور اُس آدمی کا یوں، تو جدھر وہ

آدمی جارہا تھا وہ بادل کا ٹکڑا اُس کے ساتھ چلا گیا، یہ دھوپ میں رہ گئے۔ تو پھر تنبہ ہوا، استغفار کی، کہ اُس کی کوئی نیکی اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو گئی۔ ہم ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچے ـــــ بھائی یہ تو ہو اللہ تعالیٰ علیمٌ بذاتِ الصدور ہے اللہ کو پتہ ہے کہ کون کتنا نیک ہے اور کون کتنا متقی ہے۔

چھ کے ساتھ ساتھ چھ لاکھ کا حج قبول

تو فرمایا کہ "وہ تو نہیں، وہ اور لوگ ہیں" ـــ تو پھر دل پر اثر تو ہونا تھا کہ اتنی محنت کی، اتنی مشقت کی، اتنی تکلیف اُٹھائی ـــ پہلے تو حج بڑی تکلیفوں سے ہوتا تھا جی؟ ـــ اتنی تکلیف کر کے حج کیا اور اب ہم اُن "قبولیت والوں" میں نہیں ہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ تو بڑے غفورٌ رحیم ہیں نا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جواب آیا کہ "صحیح حج صرف چھ کا قبول ہے، مگر میں بندوں پر بڑا غفورٌ رحیم ہوں، میں بڑا بخشنہار اور مہربان خدا ہوں، صحیح حج چھ کا ہی قبول ہے، اُن کے صدقے میں نے سب کا حج قبول کر لیا، ایک کے بدلے ایک لاکھ، ایک کے بدلے ایک لاکھ، اِن کے ساتھ سب کا حج قبول کر لیا"

تو اجتماعی عبادت کے اندر یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک کی عبادت قبول ہو گئی، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ جتنے لوگ ہوتے ہیں اُن سب کی عبادت قبول کر لیتے ہیں ـــ کیونکہ جرگہ ہے نا جی؟ جرگہ ہے نا؟ تیس چالیس آدمی جرگہ کسی کے پاس جائیں، اُن میں اگر دو تین آدمی ممتاز ہوں اور وہ اُس سے بات کریں، تو وہ اُن کی لاج رکھ کے کہتا ہے "چلو جی جرگے میں آپ بھی ہیں، آپ کی بات مانتا ہوں، جرگوں کو بھی مانتا ہوں"۔ تو جب بندے جرگے کی بات مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو بھائی بڑے غفورٌ رحیم ہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے جب پورا جرگہ آتا ہے، اللہ تعالیٰ اُن سب کی بات کو مان لیتے ہیں، قبول فرماتے ہیں۔

جس میّت کا جنازہ چالیس آدمی پڑھ دیں اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتے ہیں

حدیث میں ہے، ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان بندے کی میت پر اگر چالیس آدمی جنازہ پڑھنے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُس میت کی بخشش فرما دیتے ہیں — صحیح لوگ ہوں، ایمان والے ہوں، چالیس ایمان والے ہوں، متقی پرہیزگار لوگ ہوں، اخلاص سے نماز پڑھنے والے، دُعا کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ اُن کی نماز کو، اُن کی دُعاء کو، اُن کے جنازے کو قبول فرما کر میت کو بخش دیتے ہیں، کیونکہ چالیس آدمیوں کا جرگہ رَدّ نہیں فرماتے، چالیس آدمی کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا۔۔۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ میت کو بخش دیتے ہیں۔

نماز کے مسائل سیکھنا بھی ضرور ہے

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اجتماعی عبادت کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ بندہ جب اللہ کی عبادت کرتا ہے تو کسی ایک کی عبادت قبول ہوئی تو سب کی عبادت قبول ہو جاتی ہے۔

تو فرمایا اسلام کے بعد پہلی چیز جو اسلام کے اندر ہے کلمہ پڑھنے کے ساتھ وہ کیا ہے؟ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ، نماز قائم کرنا، اب نماز ادا کرو، نماز قائم کرو، نماز کے مسائل آنے چاہئیں، نماز کی جتنی ضروریات ہیں اُن سب کو بھی یاد کرنا ضروری ہے — بھائی ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اور اُس کو یہ پتہ ہی نہیں کہ وضو کیسے ہوتا ہے؟ اُس کو پتہ ہی نہیں کہ غسل کیسے ہوتا ہے؟ اس کو پتہ ہی نہیں کہ نماز کے اندر کیا چیزیں ضروری ہیں؟ تو نماز ہو گی؟ نماز نہیں ہو گی، نماز صحیح تب ہو گی، اِقَامَتِ الصَّلٰوۃ کا مفہوم تب صحیح ادا

ہوگا جبکہ اُس کے ساتھ جتنے لوازمات ہیں وہ سارے اس کو آتے ہوں غسل نہیں ہے تو اس کو پتہ ہو کہ غسل فرض کیسے ہوتا ہے؟ غسل کے اندر کونسی چیزیں فرض ہیں؟ وضوء صحیح کرنا نہیں آتا تو اُس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وضوء کے اندر کون کون سی چیزیں فرض ہیں؟ نماز کے اندر کون کون سی چیزیں فرض ہیں—؟ کون کون سی واجب ہیں؟ اور نماز صحیح طور پر کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ نماز کے جو مسائل ہیں اُن کا سیکھنا بھی ساتھ ضروری ہے۔

فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو، نماز! یہ بدنی عبادت ہے، آگے زکوٰۃ آئے گی جو مالی عبادت ہے، اِنشاء اللہ وہ پھر عرض کروں گا— اللہ تعالیٰ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمین ہو کر
پناہ بیکساں بن کر، شفیع المذنبین ہو کر
خرد کیا کر سکے گی رفعتوں کا اُن کی اندازہ
فلک بھی رہ گیا جن کے لیے فرشِ زمیں ہو کر

درسِ حدیث

(۱۴)

منعقدہ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایامِ ماہواری سے پاک ہونے کے فوراً بعد عورت کے ذمے نماز لازم ہو جاتی ہے

الحمدللہ ہم پیدائشی مسلمان ہیں، ہمارے لیے یہ ہے کہ جب سات سال کا بچہ ہو تو اس کو نماز کا حکم کرو اور جب دس سال کا ہو اور نماز نہ پڑھے تو اُس کو مارو، یعنی جو بچہ بالغ بھی نہیں ہُوا اُس کو بھی نماز کی عادت ڈالنی شروع کر دو، اور جو پہلے مسلمان نہیں تھا جوانی میں مسلمان ہُوا، بڑھاپے میں مسلمان ہُوا یعنی بلوغت کے بعد مسلمان ہُوا، تو مسلمان ہونے کے ساتھ ہی اُس پر سب سے پہلا فریضہ نماز کا ہے۔ اس لیے مسئلہ ہے (ساتھ ساتھ یہ مسائل یاد رکھا کرو) کہ جو عورت ایام کے بعد پاک ہو جائے جس کو حیض آئے اور حیض کے بعد وہ پاک ہو جائے تو جس وقت وہ پاک ہو اُسی وقت کی نماز اُس کے ذمے لازم ہو جاتی ہے، یہ مسئلہ ہے گھر میں بتایا کرو، یہ مسائل ضروری ہوتے ہیں بے چاری عورتوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا، مَردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے مسائل سیکھیں اور پھر گھر میں بتائیں ــــ مثلاً کوئی عورت ظہر کے وقت میں پاک ہو گئی تو اب

یہ نہیں کہ وہ مؤخر کرتی رہے کہ چلو اس وقت میں نہا نہیں سکتی، پانی ٹھنڈا ہے یا کوئی اور بات ہے، مصروف ہے یا کوئی مہمان ہیں یا کوئی اور بات ہے، وہ نہائی نہیں، عصر کو نہائی یا مغرب کو یا اگلے دن نہائی، تو جس وقت نہائی اُسی وقت نماز شروع کی، نہ! جس وقت وہ پاک ہوگئی تھی اُس وقت کی نمازیں اُس کے ذمے ضروری ہیں، وہ قضاء ہیں۔ اوّل تو یہ ہے کہ جس وقت دیکھے کہ اب وہ خون ختم ہوگیا، پاکی ہوگئی تو اُسی وقت غسل کرکے اُس وقت کی نماز ادا کرے، لیکن کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی تو جلدی جلدی نہائے، جلدی جلدی غسل کرے، یعنی ان چیزوں میں دیر کرنا اچھا نہیں ہے، مکروہ ہے، پسندیدہ نہیں ہے، ـــــ تو جلدی غسل کرے اور نماز پڑھے، لیکن اگر دیر ہوگئی تو جس نماز کے وقت پاک ہوئی تھی اُس نماز کا قضاء کرنا اُس کے ذمے فرض ہے، لازم ہے، نماز چھوٹ نہیں گئی، یعنی یہ نہیں کہ دُوسرے دن شروع کی تو اُسی دن شروع کردی نماز، پہلی چار پانچ نمازیں ضائع ہوگئیں۔

مَردوں کیلئے غُسلِ جنابت کے چند مسائل

اور دوسری یہ بات بھی یاد رکھیئے کہ ہم تو چونکہ اکثر لوگ پردیس میں ہیں، رات کو اگر ایسی صورت ہوجائے کہ سوتے میں یا دن میں، یا جو بال بچے دار ہیں، بیویاں جن کے ساتھ ہیں وہ اگر اُس مباشرت کے بعد سب سے پہلے غسل کرلیں تو بہت اچھی بات ہے۔ کسی بھائی کو رات کو احتلام کی تکلیف ہوگئی تو اُسی وقت اُٹھ کر تھوڑی دیر بعد غسل کرے تو بہتر ہے، بہت سردی کا موسم نہ ہو، یہ نہیں کہ اُسی وقت گرم گرم اُٹھ کر ٹھنڈے پانی سے نہالے، بیمار ہونے کا خطرہ ہے، اپنی جان کو دیکھ کر، وگرنہ کُلّی کرکے، غرغرہ کرکے اور تیمم ـــــ چارپائی پر بیٹھا ہے تو اُسی چارپائی پر بیٹھ کر تیمم کرلے

اور پھر سو جائے اور صبح ہوتے ہی سب سے پہلے غسل کرلے، بعض لوگ ایسی صورت ہو جائے تو اس کو لٹکا کرتے رہتے ہیں، جو نماز نہیں پڑھتے وہ اس چیز کو آگے بڑھاتے رہتے ہیں، ایک دن گذر گیا، دو دن گذر گئے، تین دن گذر گئے، پرواہ ہی نہیں "او جی پانی ٹھنڈا ہے" میں نے کہا چلو حمام میں جاؤں گا تو غسل کروں گا"۔ عموماً ہمارے ہاں ہوتا ہے ایسا۔ تو یہ دو گناہ ہیں، ناپاک رہنے کا گناہ الگ ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہوتے ہیں مگر جب وہ جنبی ہو جائے تو اللہ کے فرشتے ہٹ جاتے ہیں، ویسے ہر وقت فرشتے ساتھ رہتے ہیں مگر جب اس کا جسم ناپاک ہو جائے تو فرشتے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ تو اس لیے اگر ایسی صورت ہو تو سب سے پہلے اس کو غسل کر لینا چاہیئے۔ اور اسی میں ساتھ یہ بات بھی آگئی، سن لیجئے کہ اگر کسی بھائی کو یہ تکلیف بہت زیادہ ہو۔ احتلام کی تکلیف بہت زیادہ ہو۔ تو یہ بیماری ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رات کو سوتے وقت وہ اپنی انگلی کے ساتھ دل پر "عمرؓ" لکھ دے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھ دے انشاء اللہ اس کو خواب میں بھی شیطان نہیں آئے گا، مجرب چیز ہے۔ اگر کسی کو ایسی تکلیف ہو تو حکیموں کے پیچھے دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ رات کو اس یقین کے ساتھ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور انور نے فرمایا کہ "عمرؓ! تیرے نام سے شیطان بھاگتا ہے، جہاں تیرا نام ہو شیطان ڈر جاتا ہے، بھاگ جاتا ہے"۔ تو اپنے دل پر انگلی کے ساتھ حضرت عمرؓ کا نام لکھ دے، تو انشاء اللہ اس کو رات کو شیطانی خواب بھی نہیں آئیں گے۔ تو بہر حال یہ چند ایک ضروری مسائل تھے جو میں نے عرض کر دیئے۔

نمازیں ادا کرنے سے درمیانی عرصہ کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

فرمایا اَقِیْمُ الصَّلٰوۃَ، نماز قائم کر۔۔۔ اب دیکھئے نماز کتنی اہم چیز ہے؟ یعنی یہی تو صورتیں ہو سکتی ہیں نا بھائی؟ کوئی آدمی بڑا ہو کر مسلمان ہوا تو فرمایا فوراً نماز پڑھ! بچہ بالغ ہو گیا فوراً نماز پڑھے، بچی بالغ ہو گئی فوراً نماز پڑھے۔۔۔ اور ویسے عام صورتوں میں سات سال کا ہے تو حکم کرو، نماز پڑھاؤ اس کو، دس سال کا ہو اور نہ پڑھے تو پھر مارو، فَاضْرِبُوْهُمْ، مارو اُن کو کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

تو یہ نماز اتنی اہم اور بنیادی چیز ہے میرے بھائیو اور عزیزو! اور اس کی جو برکتیں ہیں، اور اس کی جو رحمتیں ہیں، اس کے جو فوائد ہیں وہ میں کیا عرض کروں؟ انسان سارے خطاکار ہیں بھائی! ہم سب گنہگار ہیں، اور میں تو سمجھتا ہوں اور حقیقت بھی ہے کہ سب سے زیادہ گنہگار تو میں خود ہوں، (اللہ تعالیٰ سب کے گناہوں کو معاف فرمائے) ہم سارا دن گناہ کرتے ہیں بھائی! زندگی ہی گناہوں میں ہے، گناہوں سے کون پاک رہ سکتا ہے؟ سوائے انبیاء علیہم السلام کے! ہم سب گنہگار ہیں۔۔۔ فرمایا صبح کی نماز پڑھو، درمیان میں کوئی گناہ ہو گئے (صغیرہ گناہ) ظہر کی نماز پڑھو صغیرہ گناہ اللہ معاف فرما دیتا ہے۔ کتنا فائدہ ہے؟ ظہر کی نماز پڑھ کے نکلا، کوئی جھوٹ بلا ارادہ نکل گیا منہ سے یا قسمیں اٹھالیں، کوئی اور صغیرہ گناہ کر لیے، عصر کی نماز کے لیے آؤ اللہ تعالیٰ عصر کی نماز کی برکت سے ظہر اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ عصر کی نماز پڑھ کے نکلا، کوئی گپ شپ لگائی اور اِدھر اُدھر کوئی غلطی ہو گئی مغرب کی نماز میں آیا اخلاص کے ساتھ، صمیم قلب کے ساتھ نماز پڑھی، دعا کی، اپنے گناہوں کی معافی مانگی، اللہ تعالیٰ عصر اور مغرب کے درمیان کے بھی گناہ معاف

فرمادیتے ہیں، عشاء کی پڑھی تو عشاء اور مغرب کے درمیان کے سارے گناہ معاف ہوگئے۔ کوئی بڑا گناہ ہوگیا، تو نمازی آدمی کی یہ شان ہے کہ اگر اُس سے بڑا گناہ ہوجائے تو جب تک وہ توبہ کرکے، رو رو کے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کو معاف نہ کرالے اُس کو آرام ہی نہیں آتا، یہ نمازی کی شان ہے۔

فاسق فاجر اور متقی گنہگار میں فرق

بھائی دوسرے لوگ تو گناہ کرلیا، وہ ایسے سمجھتے ہیں جیسے مکھی آئی۔

حدیث کا مفہوم ہے، حضور نے فرمایا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) فاسق فاجر آدمی گناہ کرتا ہے تو یوں سمجھتا ہے جس طرح مکھی بیٹھی تھی، اُڑا دی، چلو! کوئی بات ہی نہ ہوئی۔ لیکن مومن آدمی! متقی آدمی، نیک انسان سے گناہ ہوجائے تو وہ یوں سمجھتا ہے کہ جیسے میرے اوپر پہاڑ کھڑا ہے۔ جس طرح کسی کے اوپر پہاڑ ہو تو کتنا ڈرتا ہے آدمی؛ کہ اگر ابھی گر جائے تو مجھے چکنا چور کردے گا، تو وہ آدمی توبہ کرتا ہے، زاری کرتا ہے، روتا ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اور پھر اُس گناہ کو معاف کراتا ہے ــــ تو نمازی آدمی صغیرہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے، کبیرہ گناہ سے توبہ کرتا ہے اگر ہوجائے اور صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ نمازوں سے معاف فرمادیتے ہیں۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ (ھود ۱۱۴) فرمایا نیکیاں، یہ برائیوں کو دھو دیتی ہیں۔

حدیث میں ہے، حضور نے فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) جب کوئی نمازی وضو کرتا ہے..... وضو تو نمازی آدمی ہی کرے گا نا!..... جب کوئی نمازی وضو کرتا ہے تو جو گناہ اُس نے ہاتھ سے کیے ہوتے ہیں وہ ہاتھوں پر پانی ڈالنے سے جھڑ جاتے ہیں، جب منہ پر پانی ڈالتا ہے تو منہ سے جو گناہ کیے ہوتے ہیں

وہ جھڑ جاتے ہیں، بازوؤں کو دھوتا ہے، اللہ وہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں، پاؤں کو دھوتا ہے تو وہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں جو پاؤں سے کئے ہیں۔ تو نمازی آدمی وضو کرتا ہے تو بھی پاک صاف ہو جاتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں عطا فرماتے ہیں۔

مسلمان کی پہچان نماز ہے

تو پہلی بات ارشاد فرمائی وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ کلمہ پڑھنے کے بعد، اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلی بنیادی چیز کیا ہے؟ وہ ہے نماز! نماز پڑھو گے تو یہ سمجھ آئے گی کہ تم مسلمان ہو ـــــ دیکھو نا بھائی! پانچ چھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں، کام کر رہے ہیں، ایک کورین ہے، ایک فلپائنی ہے، ایک مسلمان ہے، ایک بدھ ہے اور ایک عیسائی ہے، پانچ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں، اذان ہوتی ہے، تو ایک آدمی دیکھ رہا ہے کہ یہ پانچ آدمی کام کر رہے ہیں، اذان ہوتی ہے، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، نماز کا وقفہ ہو گیا، ایک آدمی اٹھ کر مسجد میں آجاتا ہے باقی نہیں آتے، تو دیکھنے والا کیا سمجھے گا کہ یہ ایک مسلمان ہے باقی چار مسلمان نہیں۔ لیکن اگر دو مسلمان بیٹھے ہوں اور اٹھ کے ایک آئے! تو دوسرے کو وہ کیا سمجھے گا؟ کہ یہ بھی مسلمان نہیں، یعنی یہ مسلمان ہوتا تو یہ بھی مسجد کو آتا۔ عیسائی تو نہیں آیا، بدھ نہیں آیا، وہ دوسرا جو تھا کافر وہ مسجد کو نہیں آیا، مسلمان جو تھا وہ مسجد کو آ گیا۔ لیکن اگر ہے مسلمان اور مسجد کو نہ آیا اور نماز نہ پڑھی تو بھائی دیکھنے والا تو یہی سمجھے گا نا کہ یہ مسلمان نہیں، اگر مسلمان ہوتا تو مسجد کو جاتا، کیونکہ اس کو اس کے رب نے بلایا ہے، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح یہ کون کہتا ہے؟ مؤذن کہتا ہے اللہ کے حکم سے! اللہ کے اور اللہ کے نبی کے حکم سے مؤذن کہتا ہے، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، نماز کے لیے آؤ،

کامیابی کے لیے آؤ، تو جو اللہ تعالیٰ کے منادی کے آواز پر لبیک کہتا ہے وہ تو ہے اللہ کا بندہ اور مسلمان، اور جو لبیک نہیں کہتا وہ سمجھو کہ مسلمان نہیں۔ اس لیے فرمایا حضور نے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ، کافر اور مسلمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز، وہ نماز کا ترک کرنا ہے، نماز پڑھتا ہے تو مسلمان ہے نہیں پڑھتا تو مسلمان نہیں۔ تو فرمایا پہلی بات اسلام کے ساتھ کیا ہے؟ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ (نماز کا قائم کرنا ـــــ اللہ تعالیٰ سب کو نماز باجماعت کا پابند فرمائے آمین

جہاں سے کفر کی ظلمت مٹانے کے لیے آئے
دلوں میں شمع ایمانی جلانے کے لیے آئے
بنی آئے ہزاروں اور گئے درس وفا دے کر
سلام اُن پر جو آئے اور آنے کے لیے آئے

درسِ حدیث

(۱۵)

منعقدہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نمازی آدمی کے تینوں جہان بہتر ہو جاتے ہیں

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس شخص کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا "اسلام یہ ہے کہ کلمہ پڑھو اور اُس کے بعد نماز قائم کرو۔ وَتُقِیۡمُ الصَّلٰوۃَ ط کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لینے کے ساتھ ہی اب نماز ضروری ہے۔

میرے بھائیو اور عزیزو! نماز ایسی عبادت ہے کہ یہ اس دُنیا میں بھی کام آتی ہے، قبر میں بھی اور قیامت میں بھی۔ نمازی آدمی کے تینوں جہان بہتر ہو جاتے ہیں اور بے نماز کے تینوں جہان برباد ہو جاتے ہیں۔ نمازی آدمی کے تینوں جہان ۱۔ یہ دُنیا ۲۔ قبر ۳۔ قیامت تینوں بہتر ہوتے ہیں، اور بے نماز کی دُنیا بھی برباد، قبر بھی برباد، قیامت بھی برباد۔ (اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ فرمائے)

نمازی آدمی کا حشر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی نماز پابندی سے ادا کرتا

ہے، اُس کا اِہتمام کرتا ہے، قیامت کے دن یہ نماز اُس کے لیے نُوْرًا وَّ حُجَّةً وَّبُرْهَانًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، روشنی ہوگی، یہ نماز، نمازی کے لیے قیامت کے دن دلیل ہوگی، اور اللہ تعالیٰ اس روشنی کو، اِس دلیل کو، اِس نماز کو اللہ تعالیٰ دیکھ کر اس نمازی کی بخشش فرمادیں گے۔ اور فرمایا قیامت کے دن اُس کا حشر مَعَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (النساء ۶۹) نبیوں کے ساتھ ہوگا، صِدّیقوں کے ساتھ ہوگا، شُہداء اور صالحین کے ساتھ نمازی آدمی کا حشر ہوگا قیامت کے دن۔

نمازی آدمی کا بدن اور لباس پاک اور صاف رہتا ہے

اور دُنیا کے اندر بھی آپ دیکھیں کہ جو آدمی ہمیشہ نماز پڑھتا ہے، نماز صحیح طور پر پڑھتا ہے، میرے بھائیو اور عزیزو! یہ بات ضرور یاد رکھئے کہ ایک نماز ایسی ہے جیسی ہم گنہگار پڑھتے ہیں، (اللہ تعالیٰ صحیح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے) بھائی صحیح نماز ہو تو پھر اس کی ساری رحمتیں، برکتیں نصیب ہوتی ہیں ـــــ صحیح نماز ہو تو ـــــ ہم تو اپنی حیثیت کے مطابق پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ہمارے ان ٹوٹے پھوٹے سجدوں کو قبول فرمالیں تو اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہیں، اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اِس ردّی قسم کی نماز کو قبول فرمالیں، ورنہ بھائی صحیح نماز جو ہے اسکی تو برکات ہی اور ہیں، وہ نماز اِنسان پڑھے تو پھر نور نہ آئے؟ نماز پڑھے اور پھر اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے نہیں؟ نماز پڑھے تو پھر اُس پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش نازل نہ ہو؟ نماز میں اللہ سے باتیں کرے تو پھر اس کا مقام کتنا بلند ہو جاتا ہے؟ ـــــ اِس دُنیا کے اندر بھی ـــــ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم جیسے گنہگار لوگ بھی جو ہیں، جو نماز

پڑھتے ہیں، جیسی بھی پڑھتے ہیں، اُن پر اللہ تعالیٰ کی کتنی مہربانیاں ہیں؟ نمازی کا بدن صاف ہوتا ہے، نمازی کے کپڑے پاک ہوتے ہیں، نمازی بار بار اللہ کے گھر میں آتا ہے، نمازی بار بار اللہ کی تحمید، اللہ کی ثناء، اللہ کی تمجید بیان کرتا ہے، اِس سے بڑی نیکی اور کیا ہو سکتی ہے؟

زبان کا غلط اور صحیح استعمال

دیکھئے یہ ہماری زبان سارا دن بولتی رہتی ہے، جس آدمی کو الف، ب بھی نہیں پتہ وہ سیاست پر بڑا لمبا لیکچر دے گا آپ کو، بے تکی سنائے گا، اِدھر کی اُدھر مارے گا اُدھر کی اِدھر مارے گا لیکن چُپ نہیں کرے گا "او جناب تُسّاں نہیں پتہ بادشاہو! بیجوں ہو گیا اے، اُس نے ہیجوں کیتا اے، فُلانے ٹنگ چھک گھدی اے، فلانا اُتے آگیا، فلانا تلے چلا گیا"... سیاست پر لوگ بولتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، غیبت کرتے ہیں، گانے گاتے ہیں، زبان سے بھائی ہم کیا کیا نہیں کرتے؟ ہم سب سارا دن لگے رہتے ہیں نا؟ لیکن اِسی زبان کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتے ہیں کہ یہ زبان کہتی ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیتی ہے کہ نہیں؟ پھر اِسی زبان سے ہم پڑھتے ہیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ اِسی زبان سے ہم پڑھتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِسی زبان سے ہم پڑھتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ اسی زبان سے ہم پڑھتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ اِسی زبان سے ہم پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ــــ یہ کتنی بڑی نیکی ہے؟ یہ کتنی بڑی رحمت کی چیز ہے؟ اور کتنی بڑی نعمت ہے کہ ہماری یہ زبان اللہ کا ذکر کرتی ہے، اللہ کا نام لیتی ہے۔

قبر میں باقی اعضاء گل جاتے ہیں مگر سجدے والے اعضاء نہیں گلتے

اور نمازی آدمی کا میں نے عرض کیا کہ کپڑے بھی پاک، بدن بھی پاک، اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں ایک وقت آتا ہے کہ خیالات بھی پاک ہو جاتے ہیں اور دل بھی پاک ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ بات بن جاتی ہے، اور پھر قبر کے اندر بھی نماز کام آتی ہے۔

حدیث میں فرمایا گیا، اور مسئلہ بھی ہے شریعت کا کہ جب کوئی آدمی مر جائے تو اس کی جو سجدے کی جگہ ہے وہاں پر خوشبو لگاؤ، گھٹنے ہو گئے، ہاتھ ہو گئے، چہرہ ہو گیا، ٹخنے ہو گئے، ان پر خوشبو لگاؤ اور پھر مردے کو دفن کر دو۔ اور جہاں تک میں نے سنا ہے، حدیث میں ہے (یا اگر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے) بہرحال میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ قبر کے اندر باقی اعضاء گل جاتے ہیں مگر سجدے والے اعضاء نہیں گلتے ــــ یہ تھوڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے؟ اور پھر یہ بھی ہے کہ جب عذاب کے فرشتے آتے ہیں تو جب سر کی طرف سے عذاب آتا ہے تو نماز آگے ہو جاتی ہے اور نماز روکتی ہے اس عذاب کو کہ یہ پیشانی اللہ کے عذاب میں نہیں جا سکتی، یہ پیشانی جھکتی رہی، یہ پیشانی اللہ کے سامنے سجدے کرتی رہی اس کو عذاب نہ دو، تو سر کی طرف سے نماز آجاتی ہے، پیشانی کی طرف سے نماز آجاتی ہے، سجدہ آجاتا ہے اور انسان عذاب سے محفوظ رہتا ہے ــــ تو قبر بھی روشن ہوتی ہے۔ اور قیامت کا انعام تو میں نے عرض کیا کہ جو مسلمان نماز پڑھتے ہیں وہ تو وضو کرتے ہیں نا؟ وضو کی الگ برکتیں ہیں۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری دور کے اُمتیوں کو اپنے "بھائی" فرمایا

ایک دن فرمایا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "میرا دل چاہتا ہے وَدِدْتُ اَنَا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا

ہیں اپنے بھائیوں کو دیکھتا"۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "حضرت! ہم بھی تو آپ کے بھائی ہیں"۔ فرمایا "تم تو میرے صحابی ہو بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ تم تو میرے صحابی ہو۔ "بھائی" وہ ہیں جو بعد میں آئیں گے"۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——— جو بعد میں آئیں گے ——— اور فرمایا "قیامت کے دن میں اُن کو پہچان لوں گا"۔ عرض کیا گیا "حضور! قیامت کے دن تو آدم علیہ السلام سے لیکر آخری اِنسان تک کروڑہا مخلوقات ہوگی آپ کس طرح پہچان لیں گے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال بیان فرمائی، فرمایا "اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَیْلٌ مُّحَجَّلُوْنَ وَبَیْنَ ظَهْرَیْ خَیْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا یَعْرِفُ خَیْلَهٗ؟ قَالُوْا بَلٰی"۔ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ "اے میرے صحابہؓ! تمہارا کیا خیال ہے کہ ایک ایسا آدمی جس کے اصطبل میں سارے کالے گھوڑے ہوں مگر کچھ گھوڑے ایسے ہوں جن کے چاروں پاؤں اور پیشانی سفید ہو، باقی سب کالے رنگ کے ہوں مگر کچھ گھوڑے ایسے ہیں جن کے چاروں پاؤں بھی سفید ہیں اور پیشانی بھی سفید ہے، تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "حضرت! بَلٰی، پہچان لے گا، کیونکہ سارے کالے ہیں اور یہ سفید ہیں اُن میں"۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّهُمْ یَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ"۔ فرمایا "میری اُمت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے، میرے حوضِ کوثر پر آئیں گے اور میں اُن کے اِنتظار میں ہوں گا اور میں اپنی

اُمّت کو پہچانوں گا، اس لیے کہ وضو کی برکت کی وجہ سے اُن کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اور پیشانی چمکتی ہوگی" آدمی وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھوتا ہے ناجی؟ چہرہ دھوتا ہے، پاؤں دھوتا ہے تو قیامت کے دن یہ اعضاء چمکیں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں اپنی اُمّت کے لوگوں کو اس چمک اور روشنی کی وجہ سے پہچان لوں گا، میری اُمّت دُوسری اُمّتوں میں ممتاز ہوگی"۔

اُمّتِ محمّدیہ کو اللہ نے وہ نماز عطا فرمائی جو ساری کائنات کی نماز کے مشابہ ہے،

پہلی اُمّتوں کے اندر نماز تھی، مگر بعض کے اندر سجدہ نہیں تھا، بعض اُمّتوں کو جو نماز دی گئی اُس کے اندر رکوع نہیں تھا، اُمّتِ محمّدیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ نماز عطا فرمائی جو ساری کائنات کی نماز کا مجموعہ ہے۔ ہماری جو نماز ہے اس کے اندر ایک قیام ہے، جس طرح پودوں نے قیام کیا ہوا ہے، مختلف پودے ہیں؛ درخت! یہ حالتِ قیام میں ہیں، حالتِ قیام میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، قرآنِ مجید میں فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل ۴۴) فرمایا کائنات کے اندر جو بھی چیز ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے تم نہیں سمجھ سکتے ـــــ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہم تو لوگوں کی بولیاں بھی نہیں سمجھ سکتے۔ دو کوریں آپس میں باتیں کر رہے ہوں، آپ سمجھ لیتے ہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کسی کو نہیں پتہ، حالانکہ وہ بول رہے ہیں، ہمیں نہیں پتہ ـــــ اسی طرح چرند، پرند، حیوانات، شجر و حجر یہ سب بولتے ہیں، کیا کہتے ہیں؟ ہمیں نہیں پتہ! اللہ فرماتے ہیں، اللہ کا قرآن فرماتا ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ـــــ تو الحمدللہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح ہی بیان کرتے ہیں ـــــ یہ تو قرآنِ مجید میں فرمایا ـــــ تو پودے! یہ

حالتِ قیام میں ہیں۔ اور یہ پہاڑ اور عمارتیں، یہ جتنی بھی ہیں، یہ سب حالتِ قعود میں ہیں۔ جس طرح آدمی تشہد میں بیٹھا ہوتا ہے یہ اس حالت میں ہیں ـــــ اور جتنے چارپائے ہیں یہ حالتِ رکوع میں ہیں، جس طرح آدمی رکوع میں ہوتا ہے، یہ حالتِ رکوع میں ہیں ـــــ اور رینگنے والے جانور جتنے بھی رینگنے والے ہیں، یہ سب حالتِ سجدہ میں ہیں، یہ حالتِ سجدہ میں اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

تو ہمیں اللہ نے ایسی نماز دی جس کے اندر قیام بھی ہے، رکوع بھی ہے، سجدہ بھی ہے، جس کے اندر تشہد اور التحیات بھی ہے، ہماری نماز ساری کائنات کی نماز کا مجموعہ اور خلاصہ سمجھ لیجئے۔

آج کے درس کا خلاصہ | تو فرمایا مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد سب سے پہلی چیز اَقِیْمُ الصَّلٰوۃَ ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو، سب کو نماز کا پابند فرمائے ـــــ میرا تو خیال تھا کہ آگے چلتے، مگر اسی پر بات آگئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، جو بھی اللہ تعالیٰ ذہن میں ڈال دیتے ہیں میں عرض کر دیتا ہوں۔

درسِ حدیث

(۱۶)

منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقامتِ الصلوٰۃ سب سے پہلا حکم ہے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد پہلی چیز اسلام کے اندر اِقامتِ الصلوٰۃ یعنی نماز کا قائم کرنا ہے، اور قرآنِ حکیم میں فرمایا: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج ۴۱) ایمان والے وہ ہیں کہ اگر ہم اُن کو زمین میں قوت اور غلبہ دیں، اُن کی حکومت ہو تو اُن کا کام کیا ہے؟ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ پہلی بات یہ ہے کہ نماز قائم کرائیں، لوگوں سے نماز پڑھوائیں، نماز کا حکم دیں، وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ، اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عَنِ المنکر — پہلی پہلی بات اِقامتِ الصلوٰۃ، نماز کا قائم کرنا، نماز کا ادا کرنا۔ اور میرے بھائیو اور عزیزو! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا پہلا جو حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی اُمت کو بتایا وہ نماز کا ہی ہے۔

بعثتِ نبوی سے قبل معاشرہ کھلی گمراہی میں تھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، چالیس سال

عمر شریف تھی جب اعلانِ نبوت فرمایا ـــــ یہ باتیں یاد رکھا کرو ـــــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی تھی جب آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا کہ "میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں"۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف کتنی تھی؟ چالیس سال، اور کس جگہ اعلان فرمایا؟ مکہ مکرمہ میں، مکہ مکرمہ میں اعلان فرمایا۔ اور اُس اعلان سے پہلے، نبوت کے ملنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے ـــــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جاکر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے نبوت کے ملنے سے پہلے بھی، اعلانِ نبوت سے پہلے بھی ـــــ تو جب چالیس سال کی عمر ہوئی، کچھ اوپر، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا۔

یہ بات یاد رکھیے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اُسی وقت مبعوث فرماتے ہیں جب اُن کی انتہائی شدید ضرورت ہوتی ہے، جب لوگوں کے اندر فساد ہو، بگاڑ ہو، ظلم و جور ہو، قتل و غارت گری ہو، دُنیا فساد سے پُر ہو جائے، زمین فساد سے پُر ہو جائے، ہر طرف بربادی ہی بربادی ہو، ویرانی ہو، خدا کی بغاوت ہو، اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی نافرمانی ہو رہی ہو تو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم کو بھیجتے ہیں ـــــ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اُس وقت بھیجا جب پوری دُنیا کفر کی لپیٹ میں تھی، اور جس جگہ آپ کو مبعوث کیا گیا اُس جگہ کے لوگ اور یہ سارا خطہ عرب یہ تو کھلی گمراہی میں تھا۔ قرآنِ مجید نے فرمایا: وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران ۱۶۴) آپ کی تشریف آوری سے پہلے یہ لوگ کھلے گمراہ تھے، ان کی گمراہی میں کوئی شک ہی نہیں۔ سوتیلی ماں، باپ مر گیا تو اس سے شادی کر لیتے تھے۔ زندہ جانور، اُس کو آگ لگا دیتے تھے، زندہ جانور کا گوشت

کاٹ کے کھالیتے تھے۔ یہ دُنبے کی نہیں ہوتی لاٹ؟ یہ چکی اُس کی پچھلی ہوتی ہے، یہ کاٹ کے کھالیتے تھے — زندہ کی — اور — یعنی عجیب عجیب ۔۔۔۔۔ دو جنگیں ہیں بڑی مشہور ۔۔۔۔ ۱۔ حربِ بسوس، ۲۔ حربِ فجار ۔۔۔۔ یہ بڑی مشہور جنگیں ہیں اسلام سے پہلے کی۔ داحِس و غبراء، یہ دو گھوڑیوں کے نام تھے، گھوڑدوڑ ہو رہی تھی، تو ایک گھوڑی آگے نکل گئی، دوسری گھوڑی کو پہلے والوں نے ڈرا کر دوسری طرف کر دیا، اِس پر لڑائی چھڑ گئی جو چالیس سال تک جاری رہی — چالیس سال تک لڑتے رہے آپس میں — اِتنی سی بات پر — اوہ گھوڑی کیوں آگے ہو گئی؟ میری کیوں پیچھے رہ گئی؟ — بس! — چالیس سال تک لڑائی — چھوٹی چھوٹی باتوں پر — اور پھر خود بیت اللہ شریف کے اندر تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے — خانہ کعبہ کے اندر — خانہ کعبہ ہے نا؟ یہ جو خانہ کعبہ ہے، جس پر غلاف ہوتا ہے اُس کو کہتے ہیں "خانہ کعبہ" — اور یہ جو مسجد ہے اِس کو کہتے ہیں "مسجدِ حرام" — دو باتیں ہیں — ایک ہے بیت اللہ، وہ خاص خانۂ کعبہ کو کہتے ہیں اور ارد گرد چاروں طرف جو مسجد ہے اُسکو کہتے ہیں "مسجدِ حرام"۔ یہ مسجدِ حرام ہے جو بیت اللہ کے ساتھ ہے اور درمیان میں بیت اللہ شریف ہے یعنی خانۂ کعبہ — اس خانۂ کعبہ کے اندر ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے، بیت اللہ کا جب طواف کرتے تھے تو کپڑے اتار کے طواف کرتے تھے، ننگے طواف کرتے تھے وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً (الانفال ۳۵) تالیاں بجاتے تھے، سیٹیاں مارتے تھے — یہ کتنی گمراہیاں تھیں؟

جب ضلالت اور گمراہی انتہا کو پہنچ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا

جب یہ گمراہی اور ضلالت، فسق و فجور اور کفر اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ـــــ آپ امام الانبیاء ہیں، تمام نبیوں کے امام ہیں، سید الانبیاء ہیں، سید الاولین والآخرین ہیں، پہلوں پچھلوں کے سردار ہیں، آپ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور اس جگہ پہ بھیجا ـــــ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی ساری زندگی اُن لوگوں میں گذاری، بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ انعام واکرام فرمایا کہ آپ کی ہر طرح سے حفاظت فرمائی، پیدائش کے وقت بھی، پیدائش کے بعد بھی، بچپن میں بھی.... اگر میں اس مضمون کو بیان کروں تو بڑا وقت چاہیئے..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح سے اللہ نے حفاظت فرمائی تمام کاموں سے، اور پھر جب چالیس سال کی عمر مبارک ہوئی تو آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ ان چالیس سالوں میں مکہ والوں پہ آپ کا اعتماد اتنا بڑھ گیا تھا، کیونکہ رات دن دیکھتے تھے نا آپ کو، رات دن مشاہدہ کرتے تھے، تو انہوں نے کہا کہ "ہم آپ کو صادق کہتے ہیں، ہم آپ کو امین کہتے ہیں ـــ آپ کا لقب صادق اور امین تھا ـــ سچا اور امانتی ـــ آپ سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں، آپ سے بڑھ کر امانتی کوئی نہیں ـــــ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر نبوت کا اعلان فرمایا، چالیس سال کے بعد، فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا۔ اے مکے والو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ لو تم کامیاب ہو جاؤ گے ـــ صرف ایک اللہ کو مانو، باقی سب کو چھوڑ دو، یہ ساری چیزیں کچھ بھی نہیں، اِلٰہ اور معبودِ حقیقی صرف ایک ہے، باقی سب معبودانِ باطل ہیں، ختم کر دو ان کو، ایک اللہ کو مانو ـــ بس ـــ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ جب یہ کہا تو یہ بات اُن کے عقیدے سے ٹکراتی تھی۔

سجدے کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے

آج بھی اگر کسی آدمی کو ایسی بات کہدو جو

اُس کے عقیدے کے مطابق..... جیسا کہ اس کا عقیدہ ہے..... وہ سمجھے کہ یہ غلط ہے میں جو کرتا ہوں وہ ٹھیک ہے ـــــ تو اسی سے بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، لوگ رسموں کو، رواجوں کو نہیں چھوڑتے، حق بات کہو، حق بات کا ماننا میرے بھائیو بڑا مشکل ہوتا ہے، آسان نہیں ہے، حق بات کا کہنا بھی مشکل اور حق بات کا ماننا بھی مشکل، اِس لیے دعا سکھائی کہ یوں کہا کرو کہ "اے اللہ! ہمیں حق دِکھا اور حق پر چلنے کی توفیق عطا فرما، حق دیکھ بھی لیں، حق سمجھ لیں، حق کو جان پہچان لیں اور پھر اس کو مان لیں، پھر عمل بھی شروع کر دیں"۔ یہ ساری باتیں ہوں تب کام بنتا ہے ـــــ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ساری چیزیں ختم کرو، یہ لات، منات، عُزّیٰ، ہُبل کچھ بھی نہیں، یہ پتھر ہیں، یہ نفع نقصان نہیں دے سکتے، یہ تمہاری پکاروں کو نہیں سُن سکتے، اِن کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو پھر ان کے آگے ماتھے ٹیکتے ہو، اِن کو پوجتے ہو؟ سجدے کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اور کوئی بھی نہیں ـــــ یہ فرمایا تو قوم نے پھر پتھر مارے، ابولہب جو آپ کا سگا چچا تھا اُس نے آپ کو پتھر مارا ـــ حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرماتے تھے، تبلیغ فرماتے تھے، گلیوں میں، دوکانوں پر، بازار میں جا کے آپ تبلیغ فرماتے اور پیچھے پیچھے ابولہب پھرتا تھا، وہ کہتا "لوگو! یہ میرا بھتیجا..... (العیاذ باللہ)..... یہ مجنون ہے، دیوانہ ہے، اسکی بات نہ ماننا، یہ میرا بھتیجا ہے، اِسکی بات نہ ماننا"۔ پیچھے پیچھے وہ یہ کہتا تھا، وہ اپنا کام کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کرتے تھے۔

راہِ حق میں جتنا دُکھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اتنا پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا ستایا گیا، بڑا دُکھ دیا گیا، آپ فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ "جتنا

اللہ کی راہ میں مجھے دکھ دیا گیا اُتنا مجھ سے پہلے کسی نبی کو دکھ نہیں دیا گیا" پتھر مارے گئے، لہولہان کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے تو اوپر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دیتے تھے، اور آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، آپ کو گالیاں دیتے تھے آپ کو جو منہ میں آتا، مذمم، ساحر، شاعر.... بہت کچھ کہتے تھے ــــ اور یہ تو آپ سنتے ہی رہتے ہیں کہ جب آپ طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے اوباشوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ آپ کا سارا وجود لہولہان کر دیا، چپل مبارک پاؤں کے ساتھ چپک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت بھی اُمت کی ہدایت کے لیے دعا فرمائی ــــ پہاڑوں کا فرشتہ آیا جو کہ پہاڑوں پر نگران ہے، اُس نے کہا "حضرت! انہوں نے آپ کو بڑی تکلیف دی، اگر آپ حکم فرمائیں تو میں اس طائف کی وادی کو کچل کر رکھ دوں، مسل دوں، پہاڑوں کو ملا دوں، پس جائیں گے" فرمایا "نہیں! میں رحمت کا نبی ہوں، میں عذاب کے لیے نہیں آیا، ہوسکتا ہے کہ ان کی اولادوں میں یا یہی آگے چل کر مسلمان ہو جائیں اور ان میں کوئی کلمہ پڑھنے والا نکل آئے" ــــ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی تکلیفیں برداشت فرمائیں، اور نبوت کا اعلان فرمانے کے بعد تبلیغ فرماتے رہے، اس کلمے کی تعلیم دیتے رہے، پہلے تو صرف کلمے کو سمجھاتے رہے، پڑھاتے رہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" یہ پڑھو۔

نماز تحفۂ معراج ہے جب یہ بات چلتی رہی، چلتی رہی، کچھ عرصہ گذرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے تشریف لے گئے، یہ معراج مکہ مکرمہ میں ہوا، مکہ مکرمہ سے چل کر بیت المقدس گئے، بیت المقدس سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف لے گئے ــــ تو وہاں اللہ تعالیٰ نے

جو تحفہ دیا آپ کی اُمت کے لیے، وہ نماز کا دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس تبلیغ اور تعلیم کے بعد جو چیز اُمت کو دی وہ ہے نماز۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلا پہلا جو فرض اُمت کے لیے آیا وہ کیا ہے؟ نماز کا ہے۔ اِسی لیے نماز پر بار بار زور دیا گیا کہ اِن حالات کے اندر..... مکہ مکرمہ میں جو سارے حالات تھے وہ ابھی میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیے۔

صحابۂ کرامؓ پر تشدد

اور پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو آدمی کلمہ پڑھ لیتا تھا اُس کو جو مارتے تھے وہ بھی آپ سُنتے ہی رہتے ہیں۔ حضرت بلالؓ کو کتنا مارا گیا؟ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو ایک دن اِتنا مارا، اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہوگئے اور خون میں لت پت ہوگئے اور پھر آپ کو مُردہ سمجھ کر چلے گئے، ایک آدمی نے بڑھ کر کہا کہ "کیوں مارتے ہو؟ پھر اِسکے قبیلے والے تمہیں ماریں گے، چھوڑ دو"۔ چنانچہ چھوڑ دیا اور اُس وقت آپ بالکل بیہوش تھے، زخموں سے چُور تھے، دو تین دن کے بعد ہوش آیا، والدہ نے پوچھا کَیْفَ الْحَالُ اَبِیْ بَکْرٍ؟ اے ابوبکر! کیا حال ہے؟ فرمایا "اماں! میرا حال نہ پوچھ کَیْفَ حَالُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میرے نبی کا بتاؤ کہ اُن کا کیا حال ہے؟" بتایا گیا "وہ تو ٹھیک ہیں"۔ فرمایا "بس مجھے حضور کے پاس لے چلو، آپ کو دیکھ لیا، میرے زخم ٹھیک ہو جائیں گے"۔ تو صحابۂ کرامؓ کو مارا گیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مارا گیا، حضرت عثمانِ غنیؓ کو مارا گیا، حضرت بلالؓ کو مارا گیا، حضرت سُمَیَّہؓ کو شہید کیا گیا سُمَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والی، حضور کی صحابیہؓ تھی، اُن کے خاوند ہیں یاسرؓ، اُن کو مارا گیا، یاسرؓ کے بیٹے عمارؓ کو مارا گیا، تڑپایا گیا، حضرت بلالؓ کو تپتی ریت پر لٹایا گیا، کونسا وہ ظلم تھا جو مکے

والوں نے ان کلمہ پڑھنے والوں پر نہیں ڈھایا؟ حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ ابو جہل نے پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ "کلمہ چھوڑ دے ورنہ دو ٹکڑے کر دوں گا"۔ آپؓ نے فرمایا کہ "میں دو ٹکڑے ہو سکتی ہوں لیکن دو خدا نہیں مان سکتی، خدا ایک ہی ہے"۔ چنانچہ آتا ہے حدیث کی کتابوں میں کہ ابو جہل نے دو مست اونٹ منگوائے اور ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ باندھی، دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ کے ساتھ۔ آپ بوڑھی تھیں۔ حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمر رسیدہ تھیں، لیکن اُس ظالم کو ترس نہ آیا۔ اُس نے دونوں اونٹ مخالف سمت میں کھڑے کیے، ایک کا منہ اُدھر، ایک کا منہ اُدھر، اور پھر اُن کو بھگا دیا اور پھر آپ کی شرمگاہ کے اندر اُس نے نیزہ مارا، اور اس طرح پھر آپ دو ٹکڑے ہو گئیں لیکن کلمہ نہیں چھوڑا۔ یہ تھوڑا ظلم ہے؟ ایسا ظلم برداشت کیا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے۔ اُن حالات کے اندر جو پہلا حکم ہے وہ ہے نماز کا۔

حضرت عمرؓ نے کلمہ پڑھا تو صحابۂ کرامؓ نے سب کے سامنے بیت اللہ میں علی الاعلان نماز پڑھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے، دارِ ارقم میں نماز ادا ہوتی تھی، پھر جب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوئے۔ تو یہ تو چلے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لینے کیلئے نا؟ یہ تو حضور کو قتل کرنے کے ارادے سے چلے تھے، راستے میں ایک شخص ملا، اُس نے کہا "پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو"۔ گھر تشریف لائے، دیکھا کہ آپ کی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں، مارا اُن کو۔ لمبا قصہ ہے۔ مارا انہیں، انہوں نے کہا کہ "اے عمر! یہ جو کلمہ میں نے پڑھا ہے یہ نوکِ زبان سے نہیں پڑھا، یہ دل کی گہرائیوں سے پڑھا ہے، میں ٹکڑے

ہو سکتی ہوں لیکن اس کلمے کو نہیں چھوڑ سکتی"۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مجھے سناؤ" سنایا، آپ کے دل پر اثر ہوا، آپ بھی آئے اور مسلمان ہو گئے، کلمہ پڑھا اور پھر عرض کیا "اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیک وسلم) ہم مسلمان ہو گئے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، عبادت کرنی ہے تو پھر اس کو بیت اللہ میں کریں گے، چلئے میرے ساتھ"۔ آپ کو لیا، صحابہ کرامؓ کو لیا، سب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، مکے کے کافروں کو پتہ چل گیا کہ کوئی بات عظیم الشان ہو گئی کہ آج تو مسلمانوں نے علی الاعلان نعرہ لگا دیا، یہ کیا بات ہو گئی؟ تھوڑی دیر گذری، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ ہیں، حضور کو لائے، صحابہ کرامؓ کو لائے اور بیت اللہ میں آ کے نماز پڑھی ـــــ سب کے سامنے ـــــ حضرت عمرؓ نے کلمہ پڑھا تو صحابہؓ نے آ کر بیت اللہ میں علی الاعلان نماز پڑھی ورنہ اس سے پہلے وہ دارِ ارقم میں چھپ کے نماز پڑھتے تھے، چونکہ کفار بڑا ستاتے تھے، بڑا ظلم کرتے تھے۔

خلاصہ درس تو خیر میں عرض یہ کر رہا تھا میرے بھائیو اور عزیزو! کہ ان حالات کے اندر، یہ کس قدر المناک اور کتنے ہی دردناک حالات تھے، ان حالات کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے جو پہلا پہلا فریضہ اُمت کے لیے دیا وہ کیا ہے؟ نماز کا ہے ـــــ اس لیے فرمایا کہ "میری اُمت کے لوگو! اَقِیْمُ الصَّلٰوۃَ" کلمہ پڑھنے کے بعد سب سے پہلی جو ضروری چیز ہے اعمال میں سے وہ کیا ہے؟ نماز کا ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو، سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

درسِ حدیث

(۱۷)

منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ، نماز قائم کرنا، نماز کا ادا کرنا ـــــ نماز کا قائم کرنا یہ ضروری بات ہے۔ اسلام کے ساتھ پہلا پہلا جو عملی کام ہے وہ نماز کا ادا کرنا ہے۔ نماز کسی حال میں بھی معاف نہیں ہوتی بھائی! اگر انسان وضو نہیں کر سکتا تو فرمایا تیمم کر لو لیکن نماز معاف نہیں، کھڑے ہو کے نہیں پڑھ سکتے ہو تو بیٹھ کے پڑھو، بیٹھ کے نہیں پڑھ سکتے ہو تو لیٹ کے پڑھو، اس طرح بھی نہیں پڑھ سکتے تو اشارے کرتے رہو ـــ ہاں اشارے بھی نہیں کر سکتے، بیہوش ہو، کوئی اشارہ تک کرنے کی سکت نہیں، قوت نہیں، طاقت نہیں تو پھر نماز معاف ہے ورنہ نماز معاف نہیں کسی حال میں بھی ـــ اور بیٹھ کر نماز اگر انسان پڑھے تو نفلی نماز جو ہوتی ہے ـــ نفلی نماز ـــ یہ بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے باقی دوسری نماز تو بیٹھ کے پڑھنا جائز نہیں

اگر طاقت ہو تو ــــ معذور ہو، بیماری ہو، وہ الگ بات ہے۔ ٹھیک ٹھاک ہو اور ویسے کہے کہ "چلو جی میں ذرا فرض بیٹھ کے پڑھتا ہوں"، تو فرض بیٹھ کے نہیں ہوتی، فرض نماز بھی کھڑے ہو کے پڑھے گا، سُنن اور واجبات بھی کھڑے ہو کے پڑھے گا البتہ نفل جو ہیں وہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے، مگر ایک آدمی دو نفل کھڑے ہو کے پڑھتا ہے، ایک آدمی دو نفل بیٹھ کر پڑھتا ہے، تو یہ جو بیٹھنے والا ہے اس کو آدھا ثواب ملے گا۔ نفلی نماز بیٹھ کے بھی ہو سکتی ہے مگر اس میں اجر اور ثواب آدھا رہ جاتا ہے۔ اس لیے اگر ہمت ہو، طاقت ہو تو نفل نماز بھی ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھنی چاہیئے تاکہ پورا ثواب ملتا رہے۔

جہت قبلہ نہ بھی معلوم ہو تو بھی نماز پڑھنا معاف نہیں ہے

فرمایا "تو سفر میں ہو تو بھی نماز معاف نہیں" ایک آدمی سفر پہ جا رہا ہے، اُس نے نماز پڑھنی ہے، قصر کر لے، مگر نماز پڑھنا ہے، حتیٰ کہ میدانِ جنگ میں ہو تو بھی نماز معاف نہیں ــــ ایک آدمی سفر کر رہا ہے، صحرا میں جا رہا ہے، رات کا وقت ہے، جنگل ہے، اُس کو پتہ نہیں چلتا کہ قبلہ کدھر ہے؟ کعبہ کدھر ہے؟ میں کدھر منہ کروں؟ فرمایا کوشش کرے اور ذہن پر زور دے کہ کدھر قبلہ ہو سکتا ہے؟ مثلاً دن میں اگر وقت ہے ظہر اور عصر کا تو یہ دیکھے کہ سورج کدھر سے آ رہا ہے، کدھر جا رہا ہے؟ کچھ نہ کچھ کوشش کرے کہ یوں چلتا ہے، اِدھر مغرب ہو گی، اِدھر مغرب ہو گی تو قبلہ یوں آتا ہے، اس طرف قبلہ آتا ہے، کوشش کرے اور پھر اس کے بعد نماز پڑھ لے، فرمایا تم جدھر بھی منہ کر کے نماز پڑھو گے اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو قبول فرما لیں گے، تم اپنی طرف سے کوشش کرو۔ تم ہوائی جہاز میں ہو تو بھی نماز معاف نہیں، تم بحری جہاز میں ہو تو بھی نماز معاف نہیں، سمندر میں ہو، خشکی پہ ہو، جس جگہ پہ بھی

ہو نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں، یاد رکھئے میرے بھائیو اور عزیزو۔

نماز بدنی عبادت ہے

تو اس لیے یہ بہت اہم عبادت ہے ــــ تو ارشاد فرمایا کہ اسلام کے ساتھ ہی پہلی بات جو ہے وہ نماز کا ادا کرنا ہے۔ اور نماز! یہ بدن کی عبادت ہے، یہ عبادتِ بدنی ہے، امیر غریب سب پر فرض ہے۔ خواہ آدمی امیر ہے، خواہ غریب ہے، خواہ حاکم ہے، خواہ محکوم ہے، خواہ غلام ہے، خواہ آزاد ہے، مرد ہے، عورت ہے، سب پر نماز فرض ہے، کسی پر بھی معاف نہیں، تو یہ بدنی عبادت ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب اور مسائل

دوسری بات ارشاد فرمائی وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دے۔ زکوٰۃ سال کے بعد آتی ہے، حَوْلَانِ حَوْل شرط ہے۔ مال ہے آپ کے پاس اور اُس پر سال گذر گیا تو اب زکوٰۃ فرض ہے ــــ ایک دو باتیں ضروری یاد رکھیئے، مثلاً ایک آدمی رمضان شریف میں زکوٰۃ دیتا ہے، رمضان شریف میں اُس کے پاس اتنے پیسے ہیں جو اپنی ضرورت سے زیادہ ہیں، ساڑھے سات تولے سے زیادہ سونا ہو یا باون تولے سے زیادہ چاندی ہو، صاحبِ نصاب ہو، چالیس روپے سے زیادہ اُس کے پاس ہوں اور اُس کی کوئی ضرورت نہ ہو، شادی اُس نے کر لی ہو، بال بچوں کا خرچہ موجود ہو اور اُس پر قرضہ نہ ہو، مکان اُس کی رہائش کا اپنا ہو، یہ ساری ضروریاتِ زندگی ہیں، یہ ساری چیزیں موجود ہوں تو پھر اُس پر زکوٰۃ آتی ہے۔ اور وہ زکوٰۃ ایسے کہ مثلاً رمضان شریف میں زکوٰۃ دیتا ہے، رمضان شریف میں اُس کے پاس جتنے پیسے ہوں، چالیس میں سے ایک روپیہ، ہزار میں سے پچیس روپے، سو میں سے اڑھائی روپے، یہ زکوٰۃ کا نصاب ہے۔ ہزار ریال ہے تو کتنے

دے گا؟ پچیس ریال، سو ریال ہے فالتو۔ یعنی جو بھی کرنسی ہے۔ سو پونڈ ہے، سو ڈالر ہے، سو دینار ہے، جو بھی ہے اُس میں سے اڑھائی، دینار ہے تو اڑھائی دینار، ڈالر ہے تو اڑھائی ڈالر، پونڈ ہے تو اڑھائی پونڈ، یعنی جو بھی کرنسی ہے اُس میں سے سو میں سے اڑھائی اللہ کے نام پر زکوٰۃ دے گا سال کے بعد۔ ایک آدمی رمضان شریف میں زکوٰۃ دیتا ہے، اُسکے پاس اِتنے پیسے ہیں کہ زکوٰۃ دے رہا ہے، رمضان کے بعد شوال میں اُس کے پاس بہت سا مال آیا، ذیقعدہ میں ختم ہو گیا، پھر ذی الحجہ میں آیا، محرم میں بھی رہا، صفر میں بھی، ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل، جمادی الثانی، رجب تک رہا، شعبان میں وہ مال ختم ہو گیا تو اب اُس پر زکوٰۃ نہیں، لیکن وہ زکوٰۃ دیتا ہے اور مال آخر میں آگیا۔ مثلاً رمضان شریف میں اُس نے زکوٰۃ ادا کرنی تھی، جتنے اُس کے پاس پیسے تھے وہ دیئے، اب اُس کے پاس رمضان کے بعد شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی ۔۔۔ گذر گیا، بالکل سال کے آخر میں اُس کے پاس بہت سارا روپیہ آگیا تو اب رمضان میں زکوٰۃ دے گا، یہ نہیں کہ اس پر پھر سال گذر جائے تو تب، نہ! جس وقت وہ زکوٰۃ دیتا ہے اُسی کا اعتبار کیا جاتا ہے، ورنہ تو بھائی اِنسان پھر ہر مہینے میں زکوٰۃ دیتا رہے، دیکھو ناجی! میرے پاس اس دفعہ رمضان شریف میں مثلاً سو روپیہ ہے اُس پر میں نے زکوٰۃ دی، پھر شوال میں میرے پاس سو روپیہ اور ہو گیا، تو اس کا سال کب پورا ہو گا؟ اگلے سال شوال میں، تو کیا پھر شوال میں بھی اڑھائی روپے پھر دوں گا؟ پھر ذیقعدہ میں میرے پاس سو روپیہ اور آگیا، تو اِس کا سال کب پورا ہو گا؟ اگلے سال ذیقعدہ میں، تو کیا اِس پر پھر میں اڑھائی روپے دوں گا؟ اس طرح تو پھر ہر مہینے میں اگر انسان کے پاس

پیسے آتے رہیں تو پھر سال گذرنے کے بعد ہر ہر مہینے میں اُس پر زکوٰۃ ہوتی رہے گی نا؟ وہ تو مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔ اِس لیے فقہاء نے لکھا ہے، مسئلہ زکوٰۃ کا یہ ہے کہ جس آدمی کے پاس پیسے ہوں اور جب وہ زکوٰۃ دیتا ہو، خواہ رمضان میں دیتا ہو، خواہ دسمبر میں، خواہ جنوری میں، مارچ میں، اپریل میں، کسی مہینے میں، عربی یا انگریزی مہینے میں، تو جب سال گذرے گا تو اُس دن، اُس وقت اُسکے پاس جتنا بھی روپیہ ہوگا، جتنا بھی مال ہوگا اُس سب پر زکوٰۃ آئے گی۔ اگلے سال اگر اُس کے پاس نہ رہا تو کوئی بات نہیں، کوئی زکوٰۃ نہیں، لیکن اگر ہوا پیسہ، تو اُس کے اوپر زکوٰۃ آئے گی۔

زیورات کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعید

اور اسی طرح جو زیور ہوتا ہے میرے بھائیو اور عزیزو! اُس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ ساڑھے سات تولے سے زیادہ سونا ہو اُس کا وزن کرا کے جتنے پیسے بنتے ہوں اُتنے پیسوں کی زکوٰۃ ادا کرنی اُس میں سے، یہ ضروری ہے ورنہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی سخت وعید فرمائی ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے، یہ مال اور یہ زیور، یہ ساری چیزیں قیامت کے دن جہنم کی آگ میں پگھلا کر اُن کے چہرے داغے جائیں گے ــــ بہت سخت وعید ہے ــــ زکوٰۃ یہ دیکھئے یہاں صاف فرمایا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، زکوٰۃ کا ادا کرنا بہت ضروری ہے، بہت لوگ اِس میں غفلت کرتے ہیں۔ میرے بھائیو اور عزیزو! زکوٰۃ ضرور دیا کرو۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور برکت آتی ہے

زکوٰۃ! یہ مال کو پاک کرتی ہے، سو میں سے آپ نے اڑھائی روپے دیدیئے نا؟ باقی کتنے رہ گئے؟ ۹۷ ساڑھے ستانوے روپے،

یہ ۲½ ۹۷ پاک صاف روپیہ ہے آپ کا، حلال ہے، طیب مال ہے، جس کے اندر اتنی برکت ہوگی جتنی ہزار کے اندر نہیں ہوگی۔ جو آدمی زکوٰۃ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے مال کو بڑھاتے ہیں، بیماریاں ختم ہوتی ہیں، پریشانیاں ختم ہوتی ہیں، تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ یعنی ایک آدمی کے پاس سو روپیہ ہے، وہ زکوٰۃ نہیں دیتا، اُس کے سارے لگ جاتے ہیں، ایک کے پاس سو روپیہ ہے وہ زکوٰۃ دیتا ہے، اُس کے سارے پیسے بچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مہربانی فرماتے ہیں ناجی؟ برکت دینے والی اللہ کی ذات ہے، اللہ کو پتہ ہے کہ میں اس کا کام کس طرح صحیح کروں گا؟ — تو جو انسان زکوٰۃ دیتے ہیں اور ویسے بھی صدقہ فی سبیل اللہ، انفاق فی سبیل اللہ کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے مالوں کو بڑھاتے ہیں — تو یہ عبادتِ مالی ہے، نماز! یہ عبادتِ بدنی تھی، زکوٰۃ! یہ عبادتِ مالی ہے، مال کی عبادت ہے، اور یہ مشکل ہے مال سے — یہ یاد رکھئے مسئلہ۔

مال نکالنا مشکل ہوتا ہے مال نکالنا! یہ مشکل ہوتا ہے بدن کی عبادت سے — ایک آدمی کو آپ کہیں کہ "جی آپ نے میرے ساتھ ذرا بازار جانا ہے، میرے ساتھ فلاں کام کرنا ہے، فلاں کام کرنا ہے" وہ کہے گا "ٹھیک ہے جی! فلاں کام بھی کر دوں گا، گھر کا کام بھی کر دوں گا، بازار کا بھی کر دوں گا، جو آپ کہتے ہیں کر دوں گا" اور اگر آپ اُس کو یہ کہیں کہ "یار! ذرا ۱۰ روپے بھی دیویں"۔ تے او آکھناں لے "ایہہ گل کوڑی آ، ۱۰ روپے والی گل نہ کریں، کم جتنا آکھنا ایں میں کر دیناں" — تو مشکل ہوتا ہے — سو پیسہ نکالنا یہ بڑا مشکل ہوتا ہے — تو اس لیے فرمایا کہ اللہ کے راستے پر دو، یہ عبادت مال کی ہے۔

کن کو زکوٰۃ دینا افضل ہے اور کن کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی

اور اللہ تعالیٰ ہر ایک سے لیتے بھی نہیں بھائی! اللہ تعالیٰ تو نیت کو دیکھتا ہے نا؟ باقی تو اپنے کھا جاتے ہیں ــــ فرمایا تم زکوٰۃ ہر ایک کو دے سکتے ہو، صرف ماں باپ کو نہیں دے سکتے ہو، اور اپنی اولاد کو بھی نہیں دے سکتے ہو۔ باقی بھائی کو دے سکتے ہو، بہن کو دے سکتے ہو، بیوی غریب ہے تو بیوی کو دے سکتے ہو، بیوی مالدار ہے، خاوند غریب ہے تو بیوی خاوند کو دے سکتی ہے، اپنے چچا کو دے سکتے ہو، چچازاد کو دے سکتے ہو، ماموں زاد ــــ اپنے گھر والے جو قریبی قریبی ہیں اُن کو دے سکتے ہو، اُن کو زکوٰۃ کا پیسہ دو، کسی کے پاس مکان کے لیے پیسہ نہیں ہے اُن کو مکان کے لیے رقم دو، یعنی کسی کی بھی مدد کرو۔ سب سے پہلے اپنے جو اقرباء، نزدیک والے ہیں، رشتہ دار ہیں، اُن کا تم پہلے خیال رکھو، سب سے پہلے ان کو زکوٰۃ دو۔ ہاں اگر تمہارے سارے خاندان میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں تو پھر آگے زکوٰۃ چلاؤ، فقراء کو دو، طلباء کو دو، مساکین کو دو، یتیموں کو دو، بیواؤں کو دو، اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں ــــ تو بھائی! کھا تو یہ جاتے ہیں سارے؟ اللہ تعالیٰ کو تو کوئی نہیں دیتا؟ لیکن نیت اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں کہ میرے بندے نے میرے نام پر میرے بندوں کو دیا۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کے حیلے بہانے

زکوٰۃ انسان نکالتا ہے تو باقی جتنا مال رہ جاتا ہے وہ پاک ہو جاتا ہے، تو یہ عبادت ہے مال کی ــــ جیسا میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے لیتے بھی نہیں، یعنی یہ نہیں فرمایا کہ "اگر تمہارے اوپر قرضہ ہے تو بھی دو" ــــ نہ! اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ "اگر تم صاحبِ نصاب نہیں ہو تو بھی دو" ــــ نہ! بلکہ فرمایا

جس کے پاس پیسہ ہے، ضرورت سے بہت زیادہ ہے، اللہ کی مہربانی ہے، تو وہ اُس میں سے زکوٰۃ نکالے۔ جس کے پاس نہیں ہے یا اپنی ضرورت کے لیے ہے وہ نہ دے ــــ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھیے کہ ایک آدمی پر مثلاً دس ہزار روپے قرضہ ہے مگر بینک میں اس کا ایک لاکھ روپیہ پڑا ہوا ہے، تو وہ زکوٰۃ نہیں دیتا۔ "زکوٰۃ کیوں نہیں دیتے ہو؟" "اوجی میرے اُتے تے قرضہ اے"۔ "او بھائی کتنا قرضہ ہے؟" "مجھ پر جی دس ہزار قرضہ اے" ــــ "بھائی تجھ پر دس ہزار قرضہ تو ہے اور لاکھ روپیہ بینک میں جو پڑا ہے؟ اُس لاکھ میں سے اگر دس ہزار دیدو تو باقی کتنا بچتا ہے؟ نوّے ہزار تو پھر بھی تمہارا بچتا ہے، اُس پر زکوٰۃ ہو گی" ــــ بعض لوگ ڈھنگ لگاتے ہیں نا؟ میں نے اس لیے یہ بات کی کہ بعض لوگ یہ ڈھنگ کرتے رہتے ہیں کہ "جی میں زکوٰۃ بھی دیتی اے، میں نے یہ بھی کرنا ہے، میں نے وہ بھی کرنا ہے ــــ" تو یہ ڈھنگ نہیں کرنا چاہیے۔ بھائی جب اللہ کے نام پر دینا ہے تو خوشی کے ساتھ انسان دے۔

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے

اور پھر میرے بھائیو اور عزیزو! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دینے والا بنائے، لینے والا نہ بنائے ــــ یہ کتنی بڑی بات ہے، فرمایا اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے ــــ نچلا ہاتھ تو یہ ہے نا جی؟ مانگنے والا، اور دینے والا یہ اوپر والا ہے، وہ اس کی ہتھیلی پکڑتا ہے۔ تو یہ ہاتھ جو دے رہا ہے اُس ہاتھ سے بہتر ہے جو مانگتا ہے ــــ ایک آدمی مانگتا ہے کہ "جی دیو خدا نے نائیں تے" "دُوا آکھنا اے "ایہہ کوجی"۔ تو یہ اُوپر والا ہاتھ بہتر ہے ــــ تو انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ "یا اللہ! تیری مہربانی کہ تُو نے مجھے ایسی توفیق دی کہ میں دے رہا ہوں، اُن لوگوں میں سے نہیں بنایا

جو لیتے ہیں"۔ ورنہ جو مانگتے ہیں یا مستحق لوگ ہوتے ہیں یا غریب غربے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں کوئی دوسرے تو نہیں۔

درس کا خلاصہ تو اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنی مہربانی فرماتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیدیتے ہیں کہ ہم اپنے مال سے کچھ نکالنے کے قابل ہوسکتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں صدقِ دل کے ساتھ اس عبادت کو بھی کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ویسے بھی انفاق فی سبیل اللہ، صدقہ فی سبیل اللہ کرنے کی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

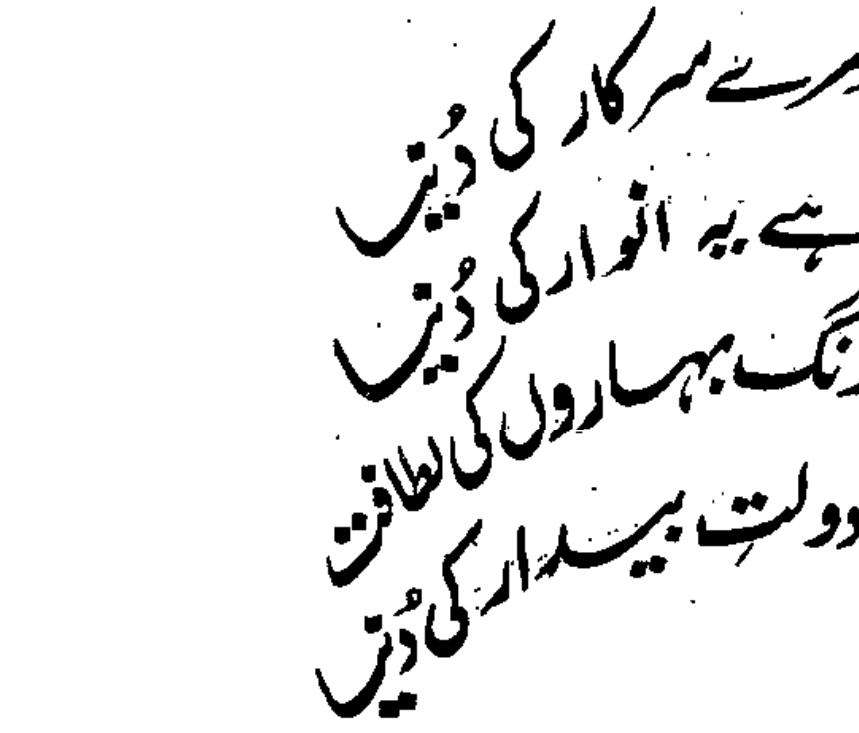
کچھ کمی نہیں وہ مرے سرکار کی دُیت
دنیا سے نرالی ہے یہ انوار کی دُیت
ہے خار میں صد رنگ بہاروں کی لطافت
ہر ذرہ میں اک دولتِ بیدار کی دُیت

درسِ حدیث

(۱۸)

منعقدہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

زکوٰۃ کے متعلق ایک ضروری مسئلہ میں عرض کر رہا تھا کہ زکوٰۃ اُس انسان پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہو، جس کے پاس مال ہو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے، اس میں ایک چھوٹی سی بات رہ گئی تھی کہ جس بھائی کا کسی کے پاس قرضہ ہو اور وہ قرضہ ایسا ہو کہ اُس کے ادا ہونے کی صورت ممکن ہو تو اُس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ مثلاً ایک آدمی نے کسی سے قرضہ لیا کہ "جی مجھے پانچ ہزار روپیہ قرض دیں میں پھر آپ کو واپس کر دوں گا"۔ اُس نے دیدیا۔ اب یہ قرضہ اُس کے پاس ہے، تو اس پر اگر سال گذر گیا تو اِس پر بھی وہ زکوٰۃ دے گا۔ کیونکہ کسی کے پاس قرضہ رہنا اِس طرح ہے جیسے بینک میں پیسے پڑے ہوئے ہوں ——— بینک میں بھی تو ہوتے ہیں نا بھائی؟ ڈاکخانے میں ہیں، بینک میں ہیں، سال کے بعد اُس پر بھی زکوٰۃ آتی ہے، یا گھر پڑے ہوئے ہیں اُن پر بھی زکوٰۃ ہے، کسی کے پاس قرضہ ہے تو اُس پر زکوٰۃ ہے ——— اِس میں اِتنی بات یاد رکھیں کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جس آدمی کے پاس قرضہ ہے وہ واپس نہیں کرتا، بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ

پیسہ کھا جاتے ہیں، پہلے دے دیا، بعد میں پتہ چلا کہ "اوہو یار! ہم تو بڑی بُری طرح پھنس گئے"۔ "کیوں جی"؟ کہ "جی یہ تو پہلے بھی کتنے لوگوں کا پیسہ کھا گیا ہے، یہ تو واپس کرتا ہی نہیں"۔۔۔ تو اُس پر اب زکوٰۃ نہیں، کیونکہ وہ تو گیا، ضائع ہی ہو گیا، جب اُس نے واپس ہی نہیں کرنا تو اُس پر زکوٰۃ کیا ہو گی؟ لیکن ایسا آدمی ہے، شریف انسان ہے، متقی اور پرہیزگار آدمی ہے مگر غربت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے آپ سے قرضہ لے لیا اور آپ کو یہ یقین ہے کہ واپس کر دے گا تو اس پر بھی زکوٰۃ آئے گی، جتنے سال بھی گذر جائیں اُتنے کی زکوٰۃ ضروری ہے۔

پاک مال سے نورانیت آتی ہے

وَتُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ط فرمایا زکوٰۃ دو گے تو اللہ تعالیٰ مال میں برکت پیدا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ مال کو بڑھائیں گے، زکوٰۃ دینے کے بعد جو بقایا مال رہ جائے گا وہ پاک ہو جائے گا، پاک مال ہو گا، پاک مال تم کھاؤ گے، پاک مال تمہاری اولاد کھائے گی تو نورانیت آئے گی اللہ کی طرف سے رحمت آئے گی، برکتیں نازل ہوں گی۔

رمضان کے روزوں کا بیان

اور تیسری بات فرمائی وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ط اور رمضان کے روزے۔۔۔ نماز! یہ بدنی عبادت ہے۔ زکوٰۃ! یہ مالی عبادت ہے، اس میں بدن کا کچھ بھی نہیں لگتا، بس زکوٰۃ نکالی مال کی اور ادا کر دی۔ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ اور رمضان کے روزے! یہ بھی بدن کی عبادت ہے، لیکن اس میں یہ ہے کہ جو ضعیف ہے، جو بیمار ہے زیادہ، اور ایسا بیمار ہے کہ اب اُس کے آئندہ ٹھیک ہونے کی اُمید نہیں ہے، تو اُس پر روزے فرض نہیں ہیں، وہ فدیہ دیدے۔ مثلاً ایک آدمی ہے اَسّی سال اُس کی عمر ہو گئی، بہت بوڑھا ہے اور بیمار بھی ہے، اب اگر کوئی آدمی

یہ کہے کہ "جی ٹھیک ہے آپ روزے نہ رکھیں، جب آپ ٹھیک ہو جائیں گے تو روزے رکھیں گے"۔ اسی سال کے بعد کیا ٹھیک ہو گا؟ دن بدن کمزوری بڑھ رہی ہے نا؟ اب اس کے بعد ایسا وقت نہیں آسکتا کہ وہ بیچارہ پھر ٹھیک ہو اور روزے رکھ سکے، اور پھر روزے بھی گرمیوں کے ہوں تو وہ کیسے رکھے گا؟۔ تو اس لیے ایسے آدمی پر پھر اُن روزوں کا فدیہ ہے کہ فدیہ ادا کر دے اور روزے نہ رکھے۔ یا اسی طرح کوئی آدمی بیمار ہے اور بیمار بھی بہت زیادہ ہے اور اُس کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں اور روزے آگئے تو اب اُس پر روزے فرض نہیں ہیں، روزوں کا فدیہ دیدے۔

حج کا بیان وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، اور فرمایا بیت اللہ کا حج کر اگر اس کی طاقت رکھتا ہو۔ حج کے لیے بدنی طاقت اور مالی طاقت دونوں ضروری ہیں۔ استطاعتِ بدنی بھی ہو اور استطاعتِ مالی بھی ہو، مال بھی ہو اور بدنی قوت بھی ہو تو اُس پر حج فرض ہے، وہ حج کرے گا۔ پیسے بھی پاس ہوں اور بدن بھی ٹھیک ہو — ایک آدمی کے پاس پیسے ہیں لیکن ہے وہ اندھا، اب اُس پر حج فرض نہیں ہے۔ ایک آدمی کے پاس پیسے ہیں لیکن ہے لنگڑا، اُس پر بھی حج فرض نہیں، کسی کو بھیجدے اپنی طرف سے تو حج کا ثواب اُس کو ملے گا لیکن اس پر حج فرض نہیں ہے — یا ایک آدمی ٹھیک ٹھاک ہے تکڑا ہے، آنکھیں بھی ٹھیک ہیں، ٹانگیں بھی ٹھیک ہیں، پہلوان آدمی ہے، تکڑا ہے مگر اُس کے پاس پیسے نہیں ہیں، اب اس پر بھی حج فرض نہیں ہے — پیسے بھی پاس ہوں اور بدنی طاقت بھی ہو تو اس پر حج فرض ہے۔

اسلام کی بنائیں پانچ ہیں

یہ تو اسلام کی باتیں حضور انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں کہ اسلام کی کتنی بنائیں ہیں؟ پانچ بنائیں ہیں اسلام کی! اسلام ایک خیمے کی طرح سمجھ لیں، چار اس کے رسیاں باندھنے کے کھونٹے اور ایک درمیان میں اس کو کھڑا کرنے کا عمود ــــ نماز ــــ روزہ ــــ حج ــــ زکوٰۃ ــــ یہ چار طرفیں ہو گئیں ــــ اور کلمۂ طیبہ ــــ یہ درمیان میں عمود ہو گیا ــــ اگر ایک طرف بھی ہٹ جائے تو خیمہ کھڑا نہیں ہو سکتا، خیمہ گرنے کا خطرہ ہوتا ہے، خیمہ ٹوٹ جاتا ہے ــــ اسی طرح اسلام کی یہ پانچ بنائیں ہیں، بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ، فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی۔ تو بھائی اگر ان میں ایک چیز بھی نہ ہوئی تو اسلام ناقص رہ گیا، اسلام پورا نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ پانچوں چیزیں نہ ہوں۔ طاقت ہو تو روزہ بھی رکھے، بدن کی اور مال کی طاقت ہو تو حج کرے، اور اسی طرح زکوٰۃ ادا کرے اگر پیسے ہوں، اور نماز پڑھے ــــ یہ پانچ ضروری چیزیں ہیں، چار عمل ہیں اور پانچواں! وہ عقیدے کی بات ہے کہ کلمہ پڑھے ــــ اگر ایک آدمی بھائی حج کرتا ہے مگر رمضان کے روزے نہیں رکھتا، زکوٰۃ نہیں دیتا، یہ پوری طرح مسلمان نہیں ہے، سارا اسلام اس نے قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط (بقرہ ۲۰۸) بعض لوگ نماز بڑی پکی پڑھتے ہیں مگر زکوٰۃ نہیں دیتے، اس نماز کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمالیں اور پھر ساتھ توفیق بھی دیدیں تو اچھا ہے، ورنہ بھائی جو زکوٰۃ نہ دے اس زکوٰۃ نہ دینے پر جو وعید ہے وہ میں نے عرض کر دی جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور قرآن مجید

میں بھی ہے کہ اُس کو بڑا عذاب ہوگا جو زکوٰۃ نہیں دے گا۔ اب ایک آدمی نماز بھی پڑھتا ہے، رمضان شریف کے روزے بھی رکھتا ہے اور حج کے لیے بھی آجاتا ہے، لیکن اُس پر زکوٰۃ فرض ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا تو وہ اِسلام تو نہ ہُوا؟ ایک آدمی نماز بڑی پکی پڑھتا ہے، زکوٰۃ بھی دیتا ہے، حج بھی بار بار کرتا ہے، روزے نہیں رکھتا، ٹھیک ٹھاک ہے، ہٹا کٹا ہے، کوئی تکلیف نہیں، لیکن روزے نہیں رکھتا، اب اِسلام کی بنیادیں پوری تو نہ ہُوئیں ناجی؟ پوری طرح تو اسلام میں داخل نہ ہُوا؟ اسلام کے لیے ضروری ہے کہ نماز پڑھے، مال ہو تو زکوٰۃ بھی ادا کرے، رمضان شریف کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج بھی کرے۔ لوگ حج پر زور دیتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے۔ اب دیکھئے یہاں حج چوتھی جگہ بیان فرمایا۔ پہلے نماز، دوسرا زکوٰۃ، تیسرے روزے، چوتھا حج۔ لوگ بڑی ٹکریں مارتے ہیں، دُعا کراتے ہیں "دُعا کرو جی میں حج کر گھناں، دعا کرو جی میں حج کر گھناں"۔ "اوئے نماز"؟ ہَس پَینا اے پھر۔ "جی نماز! دُعا کرو نماز بھی پڑھساں پر حجے نی پہلاں دُعا کرو"۔ او خدا کے بندے! پہلے نماز فرض ہے حج تو چوتھی جگہ ہے جا کر، حج تو بعد میں ہے، اور وہ بھی تب فرض ہے کہ جب پاس پیسے ہوں، قوت ہو، اور نہیں ہوں تو نہیں۔ اِسی لیے بھائی اللہ تعالیٰ تو احکم الحاکمین، علیم بذاتِ الصدور، علیم اور خبیر خدا ہے نا؟ اللہ تعالیٰ نے حج زندگی میں صرف ایک دفعہ فرض کیا ہے۔ پوری زندگی میں ایک دفعہ۔ ایک آدمی کے پاس کروڑوں روپیہ ہے، قوت بھی ہے، طاقت بھی ہے، جسم بھی ٹھیک ہے، اُس پر بھی پوری زندگی میں صرف ایک دفعہ حج فرض ہے، بار بار نہیں، پوری زندگی میں ایک دفعہ حج کرے اُس کا فرض پورا ہو گیا، لیکن نماز روزانہ

پانچ دفعہ فرض ہے، اور حج تو آدمی دوڑتا رہے حج کرنے کے لیے، اور نماز نہ پڑھے تو کتنا بڑا گناہ ہے بھائی؟ — اس لیے فرمایا کہ پہلی بات ہے نماز کا قائم کرنا، اور دوسرا؟ زکوٰۃ کا ادا کرنا۔

فرائض کا اہتمام کرو باقی کو اہمیت نہ دو

اس میں یہ بات بھی یاد رکھئے بعض لوگ صدقہ وغیرہ بھی کر دیتے ہیں، منت بھی مان لیتے ہیں، اور نیاز بھی دیدی، گیارہویں بھی پکا دی، اور بھی بڑا کچھ کر دیتے ہیں اپنے خیال کے مطابق، لیکن زکوٰۃ نہیں دیتے، اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑے جائیں گے، یاد رکھو! اس لیے کہ زکوٰۃ فرض ہے، یہ باقی چیزیں فرض نہیں، کچھ تو بدعات میں آتی ہیں اور کچھ نفل ہیں لیکن زکوٰۃ فرض ہے۔ ایک آدمی زکوٰۃ نہیں دیتا لیکن اور ساری رسمیں کرتا ہے، پکڑا جائے گا کہ نہیں پکڑا جائے گا؟ ایک زکوٰۃ دیتا ہے باقی کچھ بھی نہیں کرتا، زکوٰۃ پکی دیتا ہے، انشاء اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشا جائے گا، کیونکہ اس نے زکوٰۃ دی، جو حکم ہے اس کو پورا کیا — جیسے بھائی آپ دیکھئے نماز ہے، اب نماز فرض ہے، ایک آدمی تہجد پڑھتا ہے پھر جناب جب سورج نکل آتا ہے تو اشراق بھی پڑھتا ہے، پھر ظہر کے بعد نفل پڑھتا ہے، عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھتا ہے، مغرب کے بعد اوابین پڑھتا ہے، عشاء کے وتروں کے بعد بھی نفل پڑھتا ہے، مگر جتنی درمیان میں فرض نمازیں ہیں ایک بھی نہیں پڑھتا، اس کو کچھ فائدہ ہوگا؟ اس کو کوئی فائدہ نہیں، یہ پکڑا جائے گا، مجرم ہے — لیکن ایک آدمی فرض نماز پڑھتا ہے، فرض، سنن اور واجبات ادا کرتا ہے، نفل نہیں پڑھتا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی عبادت قبول ہے، کیونکہ نفل تو اس لیے ہوتا ہے کہ اس عبادت

کے اندر مزید رنگ پیدا ہو، مزید چاشنی پیدا ہو، مزید اس کے اندر نورانیت آئے، لیکن اصل بھی تو ہونا بھائی! اصل ہو ہی نہ اور آدمی دوسری باتیں کرتا رہے اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

خلاصہ تو اس لیے فرمایا کہ زکوٰۃ جو تمہارے مال میں فرض ہے اُس زکوٰۃ کو ادا کرو، رمضان شریف کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو — یہ ہے اسلام!

باقی انشاء اللہ پھر — اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

دُعائیں پیغمبروں کی لوٹیں درِ خُدا سے قبول ہو کر
جہاں کو تھا اِنتظار جن کا وہ آئے آخر رسول ہو کر
وہ نور بن کر فضا پہ چھائے، جہاں میں اِک انقلاب لائے
بسے دِلوں میں وہ بن کے خوشبو رہے وہ کانٹوں میں پھول ہو کر

درسِ حدیث

(۱۹)

منعقدہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزے کی قضاء، کفّارہ اور فدیہ میں فرق

کل رات کو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "اسلام یہ ہے کہ ایک تو کلمہ طیبہ پڑھے اور دوسرا نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا"۔ روزوں پر میں عرض کر رہا تھا کہ جس انسان کی طاقت نہ ہو، روزہ نہ رکھ سکے تو اُس کو فدیہ دینا ہوگا، اور یہ فدیہ صرف رمضان المبارک کے جو روزے ہیں اُن کا دینا ہوتا ہے اور کفّارہ بھی۔ فدیے میں اور کفّارے میں فرق ہے۔ کفّارہ اُن روزوں کے متعلق ہے جو روزہ رمضان شریف کا ہو اور انسان رکھ کر توڑ دے، ایک آدمی نے روزہ رکھا ہی نہیں بدقسمتی سے، تو اس پر کفّارہ نہیں بلکہ اس کی قضاء ہے۔ رمضان شریف کا روزہ اُس نے شروع سے رکھا ہی نہیں، شروع دن سے ہی نہیں رکھا بدقسمتی سے، تو اس پر قضاء ہے۔ لیکن روزہ رکھا اور پھر جان بوجھ کر توڑ دیا — جان بوجھ کر — جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اس پر کفّارہ ہے۔ جان بوجھ کر توڑنے کا مطلب

یہ ہے کہ شادی شدہ ہے تو دن میں (روزے کی حالت میں) بیوی سے جماع کر لیا، دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ یا جان بوجھ کر پانی پی لیا، کھانا کھا لیا، جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اُس پر کفارہ ہوگا ــــ ویسے کوئی آدمی اگر کھا رہا ہے، پی رہا ہے، اُس کو یاد نہیں رہا، رمضان شریف کے اندر ایک آدمی اس کو یاد نہیں، اس نے پانی پی لیا، اُس کو یاد نہیں اُس نے کچھ کھا پی لیا تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، روزہ بھی نہیں ٹوٹا، نہ کفارہ ہے نہ قضا ہے، کچھ بھی نہیں، کیونکہ اس کو تو یاد ہی نہیں رہا ــــ یاد نہ رہے اور انسان کچھ کھا پی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا بھائی! تو پھر اس پر کفارہ ہے۔

رمضان شریف کی اپنی برکات ہیں اور جو محرومی ثواب کے متعلق ہے، وہ تو حضور انور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ جس بدقسمت، بدنصیب نے رمضان شریف کے روزے نہ رکھے یا رمضان شریف کا روزہ چھوڑ دیا، تو فرمایا اگر اُس ایک روزے کے بدلے ساری زندگی قضا رکھتا ہے اُس ثواب کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ رمضان شریف کا اپنا ثواب ہے تاجی! رمضان المبارک کے اندر روزے کا اپنا ثواب ہے، رمضان کے بعد اگر اس نے قضا کر لی تو قضا ہو گئی ادا تو نہ ہوئی نا؟ ادا جو ہے اور صحیح جو برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے وہ تو رمضان شریف کے اندر ہی ہوتا ہے ــــ تو رمضان شریف کی کتنی سعادتیں اور برکتیں ہیں؟

روزے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے جائیں اور اگر روزہ رکھا ہی نہیں

تو اس کی قضاء ہے۔ قضاء یعنی نوجوان آدمی ہے ہٹا کٹا ہے، ٹھیک ٹھاک ہے تو اس کی قضاء کرے۔ مثلاً دس روزے نہیں رکھے تو دس روزے بعد میں قضاء کرے، توبہ استغفار بھی کرتا رہے، دعا بھی کرتا رہے، اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگتا رہے اور قضاء کرے۔ اگر جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اس کا کفارہ ہے، اور کفارہ میرے بھائیو اور عزیزو یہ ہے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے، درمیان میں کوئی دن چھوڑے نہیں، اگر چھوڑ دیا تو پھر اُسی دن سے شروع کرے گا۔ دو مہینے کتنے دن بنتے ہیں؟ ساٹھ دن! پچاس دن رکھ چکا تھا اور ۵۱ واں دن جو تھا اُس دن اُس نے چھوڑ دیا تو اب یہ نہیں کہ "چلو جی پچاس تو ہو گئے، ایک رہ گیا تو آگے دس ہیں"۔ نہ! پھر شروع سے شروع کریں گے ایک سے، تاکہ اُس کو پتہ چلے کہ رمضان شریف کا روزہ توڑنے کا کتنا بڑا نقصان ہوتا ہے اور کتنی تکلیف دہ بات ہے یہ؟ — تو فرمایا دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے پیٹ بھر کر یا پھر ساٹھ غلام آزاد کرے، وہ تو ہو نہیں سکتا۔

معذور کے احکام

اس میں یہ مسئلہ بھی یاد رکھیئے کہ اگر رمضان کے اندر دو، تین، چار، پانچ جتنے روزے کھا لیئے، تو بھی کفارہ ایک ہی دینا ہوگا۔ ہاں البتہ الگ الگ رمضان کے ہیں تو پھر الگ الگ کفارہ ہوگا۔ ایک رمضان کے اندر اگر غلطی کی، روزہ کھایا، روزہ رکھ کے توڑ دیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے — یا ایسا آدمی ہے جیسے میں نے کل رات کو عرض کیا کہ بوڑھا ہو گیا، اب اُس کے آئندہ قوت کے، طاقت کے اور بدنی ہمت کے کوئی آثار نظر نہیں آتے، یا بوڑھا تو نہیں، ہے تو نوجوان لیکن ایسی بیماری میں مبتلا ہے کہ

روزہ لمبا نہیں رکھ سکتا، جس طرح کسی کا گردہ آپریشن سے نکال لیتے ہیں، تو وہ بے چارہ پانی کے بغیر تھوڑی دیر کے لیے بھی زندہ نہیں رہ سکتا، پانی اُس کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے، بار بار پانی پیتا ہے، (اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفاء دے) ایسا کوئی بیمار ہے کہ اس کو ڈاکٹر نے منع کیا ـــــ صحیح ڈاکٹر نے ـــــ طبیب حاذق نے اس کو منع کیا کہ روزہ نہ رکھنا، تو پھر اُس کیلئے شرعًا اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے ـــــ تو اب وہ کیا کرے؟ فدیہ دے ـــــ فدیہ ہے ایک آدمی کا کھانا، پونے دو سیر گیہوں، جتنا فطرانہ ہے اُتنا ہی کھانا ہے، تو کھانا ایک آدمی کا، پونے دو سیر گیہوں کے برابر ایک آدمی کا کھانا بن جاتا ہے تقریبًا، ایک آدمی کا کھانا اس کے ذمے لازم ہے۔ اگر دس روزے نہیں رکھے تو دس مسکینوں کو کھانا دے، اناج بھی دے سکتا ہے، پیسے بھی دے سکتا ہے، پیسے دینا بھی جائز ہے۔

روزوں کے دیگر مسائل

تو یہ تو ہوا فدیہ ـــــ اور وہ جو دوسرا ہے کہ روزہ رکھ کر جان بوجھ کے توڑ دیا، وہ ہے کفارہ، یہ دو بائیں الگ الگ ہیں، اور یہ کفارہ آتا ہے صرف رمضان کے روزے میں۔ رمضان المبارک کے علاوہ کوئی روزہ رکھا اور توڑ دیا، صرف قضاء ہے کفارہ نہیں ہے۔ رمضان شریف کے علاوہ کوئی دن ہے اُس دن اُس نے روزہ رکھا، شوّال کے روزے رکھ رہا تھا، کسی اور دن روزہ رکھا اور پھر روزہ رکھ کر توڑ دیا، تو اس کے بدلے میں صرف قضاء ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔ لیکن رمضان شریف کا روزہ اگر رکھ کر توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے، اور اگر شروع سے نہیں رکھا تو اس کی قضاء لازم ہے۔ ایسا آدمی جو بیمار ہے، اُس نے فدیہ دے دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی، اللہ کی رحمت

سے پھر وہ ٹھیک بھی ہو گیا، کچھ عرصے کے بعد صحت مل گئی، اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرما دی، اب وہ روزہ رکھ سکتا ہے، تو اُس پر بھی اس کی قضا لازم ہے۔ فدیہ جو اُس نے دیا اُس کا ثواب اس کو ہوگا، جو فدیہ دیا، صدقہ فی سبیل اللہ کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرمائیں گے۔ لیکن جب اُس کو صحت ہو گئی تو اب رمضان کے روزوں کی اس کے ذمے قضاء واجب ہے، لازم ہے، اُن کی قضاء یہ ضرور رکھے گا۔

یہ چند موٹے موٹے مسئلے میرے ذہن میں تھے جو میں نے عرض کر دیئے۔ لیکن چونکہ بھائی یہ مسائل کبھی کبھی پیش آتے ہیں اس لیے کبھی ایسی صورت ہو جایا کرے تو مقامی جو عالمِ دین ہوں اُن سے بیشک آپ پوچھ بھی لیا کریں، تسلی کر لینی بہتر ہوتی ہے۔ مسائل کا پوچھنا، مسائل کے حل کے لیے علم سیکھنا، اِس کے اندر شرم نہیں ہونی چاہیئے، جو بات بھی ہو وہ آکر پوچھ لینی چاہیئے کہ "جی یہ بات ایسے ہوئی ہے اِس کا حل کیا ہے؟"۔ قرآن مجید میں فرمایا کہ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانبیاء ۷) پوچھو، اگر تمہیں کسی بات کا علم نہیں ہے تو پوچھو، پوچھنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیئے۔ تو یہ موٹے موٹے مسائل تھے جو میں نے عرض کر دیئے۔

حجِ بدل فرضی اور حجِ بدل نفلی

تو رمضان کے روزے ہو گئے۔ آگے فرمایا وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ بیت اللہ کا حج کرو۔ حج بیت اللہ شریف کا ساری زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے، اس کے بعد کرے تو وہ نفلی حج ہے، ثواب ملے گا، مگر فرض حج جو ہے وہ ساری زندگی میں ایک دفعہ ہے۔ یہ لوگ جو حج بدل کرتے

ہیں، ایک تو وہ حج بدل ہوتا ہے جس طرح یہاں سے کسی نے کر دیا کسی کے لیے بھی، کسی نے والد کے لیے کر دیا، ماں کے لیے کر دیا، بہن بھائی کے لیے کر دیا، بیوی کے لیے کر دیا، کسی کے لیے بھی حج بدل کر دیا، یہیں سے کر دیا۔ یہ ہوتا ہے نفلی ــــ یہ نفلی حج بدل ہے، ثواب اس کا بھی پہنچتا ہے، صحیح ہے۔ لیکن ایک ہوتا ہے حج بدل فرضی ــــ حج بدل فرضی کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے اندر یا ہندوستان کے اندر، اپنے ملک کے اندر ایسا آدمی جس پر حج فرض تھا اور پھر وہ قوت اور طاقت رکھتے ہوئے حج کرنے کو نہ آیا اور مر گیا، یا ایسا بیمار ہو گیا، حادثہ ہو گیا یا کوئی اور ایسی بات ہو گئی کہ وہ حج پر قادر نہ رہا تو اُس کے ذمے حج بدل کرانا فرض ہے، اُس کے ذمے لازم ہے ــــ یہ ہوتا ہے حج بدل فرضی ــــ حج اُس پر فرض تھا اور وہ حج کرنے نہ آیا، مر گیا یا ایسا بیمار ہو گیا کہ اب آئندہ نہیں آسکتا، تو اُس کے ذمے لازم ہے، مر گیا تو اُس کے وارثوں کو چاہیئے کہ اُس کیلئے حج بدل کرائیں ــــ اگر اُس کے بعد ترکہ ہو، مال و دولت ہو، بڑا لمبا مسئلہ ہے ــــ بہرحال حج بدل فرضی، اُس کی الگ شرائط ہیں، وہ یہ ہے کہ جس جگہ کا وہ ہے اُسی جگہ سے آدمی حج بدل کیلئے آئے اُس کا سارا خرچہ وہ برداشت کرے گا، یوں سمجھو کہ گویا وہ خود آرہا ہے ــــ "بھائی اگر میں خود جاؤں حج کرنے کے لیے اور میرا ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہو، تو جب میں کسی کو بھیجوں تو اُس پر بھی ساٹھ ہزار خرچ ہونا چاہیئے تاکہ پورا حج ہو اور پورے حج کا ثواب ملے" ــــ تو حج بدل فرضی جو ہوتا ہے وہ اُس آدمی پر ہوتا ہے جو صاحب حیثیت ہو اور وہ نہ کر سکے، تو اپنی جگہ سے، وہیں سے کسی آدمی کو بھیجے، اُس کا سارا خرچہ وہ برداشت کرے، اُس کے بال بچے کا خرچہ بھی برداشت

کرے اور وہ آکر حج کرے، اُس کی نیت سے حج کرے کہ "اے اللہ! میں پہنچ گیا ہوں اور میں حج کر رہا ہوں فلاں ابنِ فلاں کی طرف سے، اُس پر حج فرض تھا وہ نہیں آسکا، اے اللہ! میں اُس کی طرف سے حج کر رہا ہوں"۔ یہ ہے فرضی، یہ جس پر فرض ہو، یہ اُس کے لیے ہے — اور ہم لوگ جو یہاں کرتے رہتے ہیں، (یہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے) یہ نفلی ہوتا ہے فرضی نہیں ہوتا — اس لیے کہ ہم جس کیلئے بھی کرتے ہیں اُس پر کہاں حج فرض ہے؟ بھائی ہم سب غریب لوگ ہیں، ہمارے ہاں اتنا پیسہ کس کے پاس ہوتا ہے؟ نہ ماں کے پاس پیسہ، نہ باپ کے پاس پیسہ، نہ چچے کے پاس، نہ ماموں کے پاس، جس کے لیے بھی انسان حج کرتا ہے عموماً وہ حج بدل نفلی ہی ہوتا ہے، کر سکتا ہے، ثواب پہنچتا ہے، عمرہ بھی کر سکتا ہے، حج بھی کر سکتا ہے۔

خواتین کے لیے محرم کے بغیر سفرِ حج بھی جائز نہیں ہے

اس لیے ساتھ مسئلے کی بات ضرور یاد رکھیے کہ جو آدمی اپنی بیوی کو یا اپنی والدہ کو حج کے لیے بلا لیتے ہیں بغیر محرم کے، وہ بڑی غلطی کرتے ہیں۔ حج کا ثواب تو واللہ اعلم ہوتا ہے یا نہیں ہوتا لیکن بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ ضرور ہوگا۔ حکم دیا کہ "عورت گھر سے باہر نہ نکلے، بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی" — تو لوگ بلا لیتے ہیں "جی میری بیوی آرہی ہے" — "کس کے ساتھ آرہی ہے؟" — "جی فلاں ..... ہمارے محلے کے امام صاحب ہیں، اُن کے ساتھ آرہی ہے" — بھائی! امام صاحب تو غیر محرم میں محرم تھوڑا ہیں۔ خواہ امام ہو، خواہ پیر ہو، کوئی بھی ہو، ہے تو غیر محرم۔

محرم اور غیر محرم کی تعریف

جس کے ساتھ نکاح حرام ہے وہ محرم ہوتا ہے اور جس کے ساتھ نکاح جائز

ہے وہ غیر محرم ہے، خواہ کوئی بھی ہو، چچے کا بیٹا ہو، ماموں کا بیٹا ہو، کوئی بھی ہو — کوئی بھی رشتے دار ہو، جس کے ساتھ نکاح جائز ہے وہ غیر محرم ہوتا ہے۔ تو غیر محرم کے ساتھ "حج" کے لیے آنا بہت بڑی غلطی کی بات ہے۔ غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا گناہ ہے۔

عورت خواہ مالدار ہو مگر محرم نہ ہو تو اُس پر حج فرض ہی نہیں ہے

اور پھر اُس عورت پر حج فرض ہی نہیں جس عورت کے ساتھ محرم نہیں — یہ بھی بڑا مسئلہ ہے — مرد پر تو حج مطلقاً فرض ہو جاتا ہے نا؟ لیکن ایک عورت ہے جس کے پاس پیسہ تو بہت ہے، بدنی طاقت بھی ہے لیکن اُس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہو جائے تو اُس پر حج ہی فرض نہیں — شریعت کہتی ہے کہ تیرے پاس پیسہ بھی ہے، قوت بھی ہے، طاقت بھی ہے، ہمت بھی ہے، سب کچھ ہے، لیکن تو اکیلی سفر نہیں کر سکتی، تیرے ساتھ محرم نہیں تو نہیں جا سکتی — تو اُس پر حج فرض ہی نہیں، پیسہ ہو تب بھی فرض نہیں — یہاں حج نفلی کرتے ہیں، نفلی ہوتا ہے نا بھائی؟ نہ کریں تو کوئی عذاب نہیں، کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ کریں تو ثواب ہے نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں، لیکن اس کے باوجود ہم لوگ بلا لیتے ہیں۔ ماں آگئی، بیوی کو بلا لیا، اور بغیر محرم کے آجاتی ہیں۔ یہ غلطی کی بات ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ہمت دے، توفیق دے تو پھر ساتھ کسی محرم کو بھی پیسے بھیج دے، مثلاً ماں کو بلا رہا ہے تو ساتھ بھائی کو بھی بلا لے، بیوی کو بلا رہا ہے تو ساتھ سالے کو بھی بلا لے، یعنی ساتھ محرم بھی آجائے تو یہ بات صحیح ہے، لیکن محرم کے بغیر بلانا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نہیں، شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی عورت

بغیر محرم کے سفر نہ کرے، محرم ہو تو اس کے ساتھ بے شک آجائے، اگر محرم نہیں ہے تو ویسے سفر نہیں کرانا چاہیئے۔

شریعت کی مقرر کردہ حدود کا احترام کرنا بہت ضروری ہوتا ہے

تو جو حج آ کے کرتے ہیں وہ نفلی حج ہوتا ہے فرض تو ہوتا نہیں، اللہ تعالیٰ توفیق دیدے تو یہ بہت بڑی نعمت کی بات ہے، بہت بڑی سعادت اور خوش بختی ہے، لیکن بھائی! شریعت نے جو حدود مقرر کی ہیں اُن حدود کا احترام کرنا بڑا ضروری ہوتا ہے، اگر ان حدود کا احترام نہ کیا جائے تو پھر اُس عبادت کا کوئی فائدہ ہے؟

ایک مثال سے وضاحت

اب دیکھئے نماز کا حکم دیا گیا کہ نماز پڑھو۔ ایک آدمی آتا ہے نماز پڑھنے کے لیے، اُس کا وضو نہیں، وہ دیکھتا ہے کہ اگر میں وضو کرتا ہوں تو جماعت چلی جائے گی، تو کیا خیال ہے آپ کا کہ وہ بغیر وضو کے شریک ہو جائے؟ اگر وہ آکر شریک ہو جائے اور اُس سے پوچھو "وضو کیا تھا؟" "او جناب! میں وضو کرتا تو یہ جماعت چلی جاتی"۔ او خدا کے بندے! وضو ہی نہیں کیا تو جماعت کا تمہیں کیا ثواب ملے گا؟ شریعت نے تو حکم دیا کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو، لیکن وضو ہو تو تب، وضو نہ ہو تو نہ پڑھو، وضو نہ ہو تو پہلے وضو کرو پھر نماز پڑھو۔ اب ایک آدمی کہے کہ "جی میرا بڑا دل کرتا تھا کہ نماز آپ کے ساتھ پڑھوں، میں جب پہنچا تو سلام پھرنے والا تھا میں نے سوچا اگر وضو کرتا ہوں تو یہ سلام بھی پھر جائے گا، یہ بھی نہیں ملے گا، میں نے کہا چلو ایسے ہی ٹرخا دو۔ ایسی نماز کہاں ہوتی ہے بھائی؟ شریعت نے جو حدود مقرر کیے ہیں، شریعت نے جو جو قانون بیان فرما دیئے ہیں اُن پر چلنا تو بھائی ضروری ہے اُن کے بغیر تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

تو اس لیے فرمایا کہ اگر عورت کے ساتھ محرم ہو تو پھر وہ حج کر سکتی ہے ورنہ بغیر محرم کے عورت اکیلے سفر بھی نہیں کر سکتی۔

حاجی جب حج کر کے لوٹتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جس طرح بچہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا

تو فرمایا وَتَحُجُّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۔ بیت اللہ کا حج کر اگر تو طاقت رکھتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی حج کرے، مَنْ حَجَّ جو آدمی حج کرے، وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ نہ تو گالم گلوچ کرے، نہ کوئی بے حکمی کرے، نہ کوئی غلط بات کرے، صحیح، ٹھیک ٹھیک حج کرے، پورے واجبات، فرائض سارے ادا کرے، فرمایا جب حج کر کے وہ لوٹتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جس طرح بچہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، سارے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں، بشرطیکہ حج صحیح کرے۔

میری آنکھوں دیکھی دوران حج بعض حجاج کی غلط روش

ہماری طرح حج نہیں بلکہ حج ہی صحیح کرے، اور جس طرح ہم کرتے ہیں؟ نماز بھی رہ گئی، وہاں منیٰ میں بیٹھے رہتے ہیں اور تاش کھیلتے رہتے ہیں، سگریٹ پیتے رہتے ہیں ـــــ ہم گئے پہلی دفعہ حج کرنے (اللہ تعالیٰ قبول فرمائے) مسجد جو ہے نا عرفات میں، مسجد نمرہ! اس کے باہر ہم بیٹھے تھے صفوں میں، اندر تو جگہ نہیں ملی، باہر تھے بالکل اس طرح ساتھ ـــ تو ہماری صفوں میں ـــ ٹھیک ہے مسجد سے تو باہر ہے لیکن ہے تو صف کے اندر ـــ ابھی خطبہ شروع ہونے والا تھا، بڑا مبارک وقت ہوتا ہے، وہ جناب ہمارے "دوست" بیٹھے ہوئے تھے پیچھے، گپیں بھی لگا رہے ہیں اور سگریٹ بھی

پی رہے ہیں ـــ صفوں کے اندر ـــ میں نے کہا یہ "حج" کرنے آئے ہیں ـــ اور جناب جب خطبہ ہوا تو حکم یہ ہے کہ جب خطبہ ہو جائے، نماز پڑھ لو، (جمع بین الصلوٰتین ظہر عصر کی کرنی ہوتی ہے) اُس کے بعد فرمایا مغرب تک، یہ بڑا ہی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اور یہی صحیح حج ہے، حج کی قبولیت کی دُعاء کا یہی وقت ہے، اس وقت اپنے اللہ کو راضی کر لو ـــ تو فرمایا یہاں کھڑے ہو کر اللہ کے سامنے الحاح وزاری کے ساتھ رو رو کر دُعائیں مانگو، اپنے گناہوں کو بخشواؤ، بہت قیمتی وقت ہوتا ہے، تو اُس وقت لوگ کھڑے ہو کر دعائیں کرتے، لوگ آہ وزاری کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگتے ہیں ـــ وہاں ہم نے دیکھا جب خطبہ ختم ہُوا، نماز وغیرہ سے فارغ ہوئے تو اُٹھ کے کہنے لگے ایک دوسرے کو "مبارک ہووی آ، مبارک ہووی آ، حج ہوگیا، حج ہوگیا، آجُلاں، آجُلاں"۔ ٹُرپئے کوئی اِدھر جا رہا ہے کوئی اُدھر جا رہا ہے، کوئی آئس کریم کھا رہا ہے، کوئی ملائی قلفی کھا رہا ہے، گپیں لگا رہے ہیں ـــ یہ کیا حج ہے؟ اور پھر جا کر کہتے ہیں "مَیں نے سات حج کیے ہیں" ـــ "تے نماز"؟ ـــ "ہاہا! نماز میں مکے وی کدے نہیں پڑھی اکھے، اینھے وی نہیں پڑھناں" ـــ ایسے کئی لوگ ہیں ـــ "مَیں تے مکے بھی جی نماز گھٹ وَدھ ای پڑھناں اپنے ملک وِچ نے میری ہُتی ای نہیں" (والعیاذ باللہ) تو اس کا بھائی کیا فائدہ ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب لوگ حج سیر و سیاحت کی غرض سے کرینگے

وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ط حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) ـــ یہ مذاق کی باتیں نہیں ہیں ـــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک وقت میری اُمت پر (ایسا) آئے گا کہ لوگ حج کرنے

والے بہت زیادہ ہو جائیں گے"۔۔۔ اور غالباً ایک حدیث میں فرمایا کہ "یہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ حج کے لیے بہت لوگ آئیں گے"۔۔۔ تو فرمایا کہ "میری اُمت کے مالدار لوگ، پیسے والے، سرمائے والے لوگ حج کریں گے سیر و سیاحت کے لیے، اُن کا مقصد سیر و سیاحت ہوگا"۔۔۔ جیسے آجکل دیکھو نا! "تیار" ہو جاتے ہیں۔۔۔ کہ "جی اِس دفعہ"۔۔۔ "میں آکھیا جی اِس دفعہ امریکے ناں ٹور نہیں لانا، اِس دفعہ مکّے مدینے پھر آنے آں"۔۔۔ لوگ کہتے ہیں ہم تو سنتے رہتے ہیں۔ "حج کیا؟"۔۔۔ "ہاں! اِس دفعہ میں آکھیا وِ دفعہ حج تے ای چلے جانے آں، ذرا ایہہ چکر بھی لگا گھنے آں، میں آکھیا ایہہ مزاوی ذرا ویکھ گھنو" ۔۔۔ یہ ہے "بڑے" لوگوں کا "حج"۔۔۔ کہ اس دفعہ ہم امریکہ نہیں گئے، لندن نہیں گئے، ہم نے کہا چلو اس دفعہ مکّے کا چکر لگا لیتے ہیں۔۔۔ پھر "مکّہ" کہتے ہیں، یہ نہیں کہتے کہ "مکّہ مکرّمہ"۔۔۔ "مدینہ منوّرہ"۔۔۔ یُوں نہیں کہتے پھر، ادب سے نام بھی نہیں لیتے۔ (اللہ تعالیٰ بے ادبی سے بچائے) جب نام لیا کرو تو نام بھی صحیح لیا کرو۔ مکّہ مکرّمہ کہا کرو، مدینہ منوّرہ کہا کرو، یہ عام شہروں کی طرح تھوڑے ہیں؟

تو فرمایا جو "بڑے" لوگ ہوں گے، مالدار ہوں گے، وہ "حج" کریں گے سیر و سیاحت کے لیے، پکنک منانے کے لیے۔۔۔ اور پکنک نہیں بھائی! خیموں کے اندر اے سی (A C) لگے ہوئے ہیں اور مزے سے بیٹھے رہتے ہیں۔ "کنکریاں مارنے کے لیے گئے؟" "میں آکھیا جی گرمی اے بڑی سخت، تے رَش بڑا ہوتا ہے، میں نے دوسرے سے کہا ہے کہ تم جا کے کنکریاں مار دو"۔ کنکریاں مارنے کے لیے نہیں جاتے، نماز کیلئے نہیں جاتے، خطبہ مسنونہ ہوتا ہے وہ نہیں سنتے، نماز کا اہتمام نہیں، قربانی نہیں کرتے، "حج" کیا کرتے ہیں؟

جو "علماء اور مشائخ" قسم کے لوگ ہونگے وہ "حج" کریں گے نام و نمود کے لیے

اور جناب فرمایا کہ "جو علماء اور مشائخ قسم کے لوگ ہوں گے وہ "حج" کریں گے نام و نمود کے لیے" — آج آپ دیکھ لیں .... بڑے بڑے اشتہار اخباروں میں آجاتے ہیں کہ "پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، فلانا ڈھمکانا، وہ جناب جا رہے ہیں "حج" کے لیے اور "مریدین" سارے پہنچ جاؤ ایئرپورٹ پر" — او مریدوں کا کیا کام ہے ایئرپورٹ پر؟ خدا کے گھر عبادت کیلئے جا رہے ہو یا "مریدوں" کو دکھانے کے لیے جا رہے ہو؟ — "حضرت" آ رہے ہیں اور "استقبال" کیلئے سارے جمع ہو جاؤ" — کیا "استقبال" ہے؟ — اللہ کے گھر میں آؤ — کیا حکم دیا؟ فرمایا "یہ کپڑے سارے اتار دو، اللہ کو عاجزی پسند ہے"۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "یہ جبّے، یہ قبّے، یہ عمامے، یہ دستاریں، سب اتار دو، سر سے ننگے ہو جاؤ، پاؤں میں اچھی چپّل بھی نہ پہنو، پاؤں ننگے ہوں، یا دوسری چپل ہو جس میں پاؤں ننگا ہو۔ اور کپڑے اتار کر احرام باندھو، کفن باندھ کے میرے سامنے آؤ"۔ اللہ تعالیٰ کو تو عاجزی پسند ہے نہ کہ نام و نمود اور تکبر و ریاء اور یہ چیزیں۔

ایک نوجوان کا سیدھا سادھا خاموش سفرِ حج

ہمارے علاقے میں — ہمارے شہر میں ایک لڑکا ہے، وہ حج کے لیے آیا — اس نے درخواست دی — ابھی بھی ہے وہ — اس نے درخواست دی، اس کی بیوی کو، اس کے بچوں کو بھی نہیں پتہ تھا کہ یہ حج کے لیے جا رہا ہے، اور جس دن اس کا نام نکل آیا کسی کو نہیں بتایا اس نے — بہت دیر کی بات ہے — گھر سے اس نے اپنے کپڑے تھوڑے سے لیے اور چل پڑا اسٹیشن کی طرف — چونکہ شہر میں رہتا

تھا، لوگ جانتے تو تھے ــــ لوگوں کو پتہ چلا، لوگ اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں اور وہ آگے آگے دوڑ رہا ہے، ملتا ہی نہیں کسی کو۔ "اوئے کیا ہو گیا؟ کیا ہو گیا؟" ــــ اس کا نام لیتے "اس کو کیا ہو گیا؟" کہ "جی حج کے لیے جا رہا ہے" ہمیں تو ابھی پتہ چلا ہے کہ یہ حج کے لیے جا رہا ہے، کسی کو پتہ ہی نہیں۔ اس طرح خاموشی کے ساتھ اُس نے حج کیا اور خاموشی کے ساتھ چلا گیا، اُس نے مُڑ کے کسی کو نہیں بتایا ــــ تو یہ تو ہونا ہے نا بھائی حج اللہ کیلئے۔

"حضرت صاحب" کی تصاویر کھینچنے والے مریدین

اور جب یہ ہو کہ جناب وہ آئے بھی، اکھے "فوٹو چھکیو" ــــ او بھائی کس چیز کا فوٹو؟ کہ جی "حضرت صاحب" جناب وہ لفافہ ڈال رہے ہیں "حج" کے لیے درخواست ڈال رہے ہیں ــــ شروع سے ہی "بات" شروع ہو جاتی ہے ــــ اور جناب پھر جب "نام" نکل آئے تو پھر باقاعدہ اخبار میں آجاتا ہے کہ "فلاں چوہدری صاحب، ملک صاحب، خان صاحب، فلاں عالم صاحب، مولوی صاحب، علامہ صاحب "حج" کے لیے جا رہے ہیں، فلاں تاریخ کو جناب یہاں سے روانگی ہو گی اور فلاں فلاں جگہ "فیض" بانٹتے بانٹتے کراچی پہنچیں گے" ــــ "فیض" بانٹتے ہیں؟ یا "فیض" لینے کے لیے جا رہے ہیں؟ ــــ یہاں بھی آتے ہیں تو "فیض" بانٹتے بانٹتے آتے ہیں، پتہ نہیں کتنا "فیض" ہے! اللہ تعالیٰ ہی سب پر مہربانی کرے بھائی! میں کسی کی بات نہیں کرتا، پہلے اپنی بات کرتا ہوں پھر کسی کو کہتا ہوں ــــ ہم سب کا یہی حال ہے۔

حج عاجزی اور مسکینی سکھاتا ہے نہ کہ "شان و شوکت"

تو حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ

"یہ لوگ حج کریں گے نام و نمود کے لیے"۔۔۔ "جناب فلاں "حضرت صاحب" آئے اُن کے ساتھ پورا ڈبہ آیا"۔۔۔ "فلاں "حضرت صاحب" کے جناب پورا جہاز بک کیا"۔۔۔ اور یہاں بھی پھر الگ ٹولیاں بنا کر رہتے ہیں، مکہ مکرمہ میں بھی الگ، مدینہ طیبہ میں بھی الگ۔۔۔ الگ "شان" سے رہتے ہیں، بڑی شان سے چلتے ہیں، آگے پیچھے "مرید" ہوتے ہیں۔ وہ خاکساری، وہ انکساری اور عاجزی جو حضور نے سکھائی (صلی اللہ علیہ وسلم نے) یا جو حج کا مقصد ہے کہ اپنے آپ کو بالکل ضعیف، مسکین اور پراگندہ حال بنا کے آؤ، وہ چیز ختم ہی ہو گئی، نام و نمود ہی بھائی ہو تو کیا ہے؟ تو فرمایا یہ تو اس لیے حج کریں گے۔

درمیانے طبقے کے لوگ تجارت کے لیے حج کریں گے

فرمایا جو درمیانہ طبقہ کے لوگ ہوں گے وہ حج کریں گے تجارت کے لیے۔۔۔ وہاں سے چیزیں لے آتے ہیں یہاں سے لے جاتے ہیں۔۔۔ "کتنا حج آ؟"۔۔۔ "میرا تو بارہواں حج اے"۔۔۔ "اچھا"۔۔۔ "بڑا فائدہ ہتا اے، ایس حجے وچ چنگے پیسے بچے نیں"۔۔۔ "حاجی" کہتے ہیں نا؟ تے تسی بھی سُنے ہو سو گیاں شیاں ساریاں۔۔۔ کئی آکھنے نیں "ایس حجے وچ بڑا نفع ہویا اے"۔۔۔ "بھائی کیسے نفع ہوا؟ کوئی قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کی؟ تم نے رونے وہاں زیادہ رکھے؟ کیا کیا؟ کس طرح نفع ہوا؟"۔۔۔ "اکھے بس جی اس دفعہ ڈالراں ناں بھا چنگا ایہا، تے کوئی سونا شونا بھی چنگا ای مل گیا اے، تجارت ٹھیک ٹھاک ہوئی اے"۔۔۔ مقصد ہی یہ ہوتا ہے۔

جو غریب لوگ ہوں گے وہ "حج" کریں گے بھیک مانگنے کے لیے

اور فرمایا "جو غریب لوگ ہوں گے وہ "حج" کریں گے بھیک مانگنے کے لیے"۔۔۔ سچ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے،

مخبرِ صادق نے، سچی خبر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، آج سے چودہ سو سال پہلے فرمایا کہ "ایک وقت آئے گا کہ میری اُمّت کے لوگ ایسے حج کریں گے" غریب لوگ حج کریں گے بھیک مانگنے کیلئے ــــ آپ دیکھتے ہیں نا؟ وہاں بڑے بڑے پھرے اُن کے پاس پکڑے ہوتے ہیں کہ "جناب! ہم آرہے تھے کہ ہماری جیب کٹ گئی، اور ہمارا فلاں آدمی ہسپتال میں پڑا ہُوا ہے" ــــ چار چار، پانچ پانچ سال سے لوگ پھر رہے ہیں۔ او خدا کے بندے! تُو پچھلے سال بھی "ہسپتال میں تھا" اس سال پھر "ہسپتال میں پہنچ گیا"؟ یہ جھوٹ نہیں ہوتا تو کیا ہوتا ہے؟ ایک کے پاس، دوسرے کے پاس، تیسرے کے پاس ــــ حاجیوں سے سُنا کرو، جو حاجی حج کر کے آتے ہیں عورتیں اُن کو لُوٹ کے چلی جاتی ہیں، کوئی کیا کر کے چلا جاتا ہے، کوئی کیا کر کے چلا جاتا ہے، یہ بھیک نہیں مانگتے تو اور کیا کرتے ہیں؟ حج کا مقصد یہ نہیں ہے، جو عظیم مقصد ہے اس کو بھلا دیا۔

خلاصۂ درس تو فرمایا بیت اللہ کا حج کرو صحیح طور پر ــــ اگر صحیح طور پر تم نے حج کیا تو حج سے جب واپس آؤ گے تو اس طرح ہو گے جس طرح کہ بچّہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہُوا ہو، کوئی گناہ نہیں اُس پر، بالکل پاک صاف ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

درسِ حدیث

(۲۰)

منعقدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

سائل کا خود ہی سوال کرنا اور خود ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کی تصدیق کرنا

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ہم بیٹھے تھے، اور اُن کی یہ یہ علامات تھیں، اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال جواب شروع کیا، پہلا سوال کیا اسلام کے متعلق، حضور نے فرمایا "اسلام یہ ہے"، قَالَ صَدَقْتَ، تو کہنے لگا صَدَقْتَ، حضرت! آپ نے سچ فرمایا قَالَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی پھر تصدیق بھی کرتا ہے — یہ تو یوں ہوا گویا اُسے پہلے یہ بات معلوم تھی، تو جب معلوم تھی تو پھر پوچھی کیوں؟ ہمیں بڑا تعجب ہوا"

ایک مثال سے وضاحت

دیکھو نا بھائی جس طرح کوئی آدمی کسی سے کہے کہ "بھائی آج کونسا دن ہے؟" "جی آج ہفتہ ہے" — "ہاں ہاں ہاں، بالکل ٹھیک ہے آپ نے ٹھیک کہا ہے"۔ تو پھر

دوسرا کہے گا "کیوں؟ تمہیں جب پتہ تھا تو مجھ سے پوچھتے کیوں تھے؟" تو تصدیق کرنے والا یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسے پہلے سے یہ بات معلوم تھی۔

ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے

تو انہوں نے یہ بات پوچھی اسلام کے متعلق تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اسلام یہ ہے، پانچ بنائیں اسلام کی بیان فرمائیں" تو وہ کہنے لگا صَدَقْتَ، حضرت! سچ فرمایا، آپ نے جو فرمایا یہ سچ ہے، ٹھیک ہے۔ تصدیق کی اس نے۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا۔ خیر۔ پھر کہنے لگا "فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ۔ حضرت! اسلام تو ہو گیا، ایمان کے بارے میں مجھے خبر دیجئے کہ ایمان کیا چیز ہے؟۔ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ، ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان رکھے"۔ ایمان یقین کو کہتے ہیں، ایمان کا معنیٰ الیقین رکھنا دل سے۔ اور دل اور زبان جب دونوں ایک ہو جائیں، یہ بن جاتا ہے ایمان۔ جو بات دل میں ہے وہی زبان پر ہے، جو زبان پر ہے وہی دل میں ہے، یہ ہے ایمان، یہ ہے یقین۔ یقین ہو جائے، پکا یقین ہو جائے، دل اور زبان ایک ہو جائیں، یہ ہوتا ہے ایمان، اور ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے، اسلام کا تو ظاہری اعمال ہیں نا؟ نماز اب ظاہر میں پڑھے گا، روزہ ظاہر میں ہے، حج، یہ سامنے کر رہا ہے، زکوٰۃ دے رہا ہے۔ یہ سارے ظاہری اعمال ہیں لیکن ایمان کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

تو فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ! اس میں ساری باتیں آگئیں، اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے، اللہ تعالیٰ ہی مسجود ہے، اللہ تعالیٰ ہی حاجت روا ہے، اللہ تعالیٰ ہی مشکل کشا ہے، ساری تفصیل اس کے اندر آگئی۔

چار مشہور فرشتے اور ان کی ڈیوٹیاں

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور اللہ کے فرشتوں پر ایمان ــــ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، جس طرح مشرکین عرب کہتے تھے کہ "فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں" فرمایا "نہ! فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں، نورانی مخلوق ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم) اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اُس طرح کرتے ہیں ــــ فرشتے اللہ نے پیدا کیے، فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں، چار فرشتے مشہور ہیں، چار فرشتے اِن تمام فرشتوں میں مشہور ہیں۔ (۱) حضرت جبریل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام، یہ چار فرشتے مشہور ہیں ــــ جبریل علیہ السلام کا کام ہے انبیاء علیہم السلام پر وحی لانا اللہ تعالیٰ کے حکم سے، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی علیہ السلام پر وحی اور اللہ کا پیغام کون لایا؟ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت جبریل سید الملائکہ ہیں، تمام فرشتوں کے سردار ہیں ــــ اور دوسرے ہیں حضرت میکائیل علیہ السلام، جو رزق پر مقرر ہیں، رزق کا انتظام جن کے ہاتھ میں ہے اللہ کے حکم سے، اور تیسرے ہیں اسرافیل علیہ السلام، جو صور پھونکیں گے تو قیامت قائم ہوگی۔ اور چوتھے ہیں حضرت عزرائیل علیہ السلام، جو اللہ کے حکم سے انسانوں کے روح قبض کرتے ہیں ــــ تو یہ چار فرشتے ہیں، اِن کے موٹے موٹے کام میں نے عرض کر دیئے۔

ہر انسان کے بدن میں ۳۶۰ موٹے موٹے جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پر ایک فرشتہ مقرر ہے

ویسے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بے شمار ہیں وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ

مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (المدثر ۳۱) فرمایا کسی کو نہیں پتہ، کوئی نہیں جانتا کہ تیرے رب کے لشکر کتنے ہیں؟ مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ ۔۔۔ حدیث میں آتا ہے حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ ہر انسان کے ساتھ بہت فرشتے ہوتے ہیں ۔۔۔ بہت سے ۔۔۔ مگر دو تو مشہور ہیں، جنہیں کراماً کاتبین کہتے ہیں، اور تین سو ساٹھ فرشتے ویسے بھی ہر انسان کے ساتھ رہتے ہیں ۔۔۔ تین سو ساٹھ فرشتے ۔۔۔ کیونکہ وہ ہر جوڑ کو ہلاتے ہیں۔ انسان کے بدن میں جو موٹے موٹے جوڑ ہیں ناجی! یہ تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، تو جس جوڑ میں سے جو فرشتہ ہٹ گیا اُس کا کام ختم ہو گیا، وہ پھر کام نہیں کرتا ۔۔۔ بعض لوگوں کا آدھا بدن معطل ہو جاتا ہے، فرشتوں نے کام چھوڑ دیا، بدن معطل ہو گیا، یہ نظام ہے اللہ تعالیٰ کا ۔۔۔ تو ۳۶۰ فرشتے ہر انسان کے ساتھ رہتے ہیں، اور بھی بے شمار تعداد ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا، یہ اللہ کی مخلوق ہے ۔۔۔ تو وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان۔

تمام آسمانی کتابیں برحق ہیں

وَكُتُبِهٖ اللہ کی کتابوں پر ایمان۔ تمام کتابیں برحق ہیں، جو صحیفے نازل ہوئے وہ بھی برحق ہیں، جو پیغامات اللہ کی طرف سے آئے ہیں وہ سب برحق ہیں۔ کتابیں بڑی بڑی چار نازل ہوئیں ۱ تورات ۲ زبور ۳ انجیل ۴ قرآنِ مجید ۔۔۔ یہ چار کتابیں نازل ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کے تمام سچے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے

وَرُسُلِهٖ اور اللہ کے رسولوں پر ۔۔۔ ایمان ۔۔۔ جو سچے رسول ہیں ۔۔۔ کسی ایک سچے رسول کا انکار تمام رسولوں کا

کا انکار ہے، یاد رکھئے ــــ کسی ایک سچے رسول کا انکار تمام انبیاء علیہم السلام کا انکار ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں بار بار آیا کہ فلاں قوم نے تمام رسولوں کو جھٹلایا، فلاں قوم نے تمام رسولوں کو جھٹلایا، حالانکہ ان کے پاس تو صرف ایک رسول آیا، اُس ایک کو جھٹلایا تو فرمایا گویا ایک کو جھٹلانا سارے رسولوں کو جھٹلانا ہے ــــ تو ایک سچے رسول کا انکار تمام رسولوں کا انکار ہے، اور یہ کفر ہے۔

کسی جھوٹے شخص کو نبی مان لینا بھی کفر ہے

اسی طرح کسی جھوٹے شخص کو نبی مان لینا، یہ بھی کفر ہے اور کسی سچے رسول کا انکار بھی کفر ہے۔ کسی انسان کو، جو نبی نہیں، جھوٹا انسان ہے، اُس جھوٹے کو نبی ماننا..... جیسا مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ میں "نبی" ہوں ــــ یا سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے لوگ آئے جنہوں نے نبوت کے دعوے کیے ــــ ایک عورت تھی، اُس نے بھی دعویٰ کیا نبوت کا، تو اُس سے پوچھا گیا کہ حضور نے تو فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو کیسے نبی ہے"؟ وہ کہنے لگی "حضور نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی مرد "نبی" نہیں آئے گا، عورت آئے گی" (العیاذ باللہ) مطلب سیدھا کیا اُس نے ــــ تو کئی آئے، عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا، مُسیلمہ کذّاب تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا، اور اسودِ عنسی تھا، بہت لوگ آئے ــــ اور یہ ہمارے قریب کے زمانے میں جو گذرا ہے مرزا قادیانی دجّال، اُس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اُس کا جو پوتا ہے اُس سے پاکستان کی قومی اسمبلی میں بحث ہوئی، اُس پر جرح کی گئی، ہمارے حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے اُس پر جرح کی قومی اسمبلی کے اندر، تو انہوں نے اُس سے پوچھا کہ "تم مرزے

کو کیا مانتے ہو؟" تو کہنے لگا کہ "ہم اُن کو اُمتی نبی مانتے ہیں ــ اُمتی نبی" ــ تو انہوں نے پوچھا کہ "اُمتی نبی کیا ہوتا ہے؟" ــ اب یہ سارے ممبر بیٹھے تھے، بھٹو کا دور تھا، سارے ممبر اسمبلی کے بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت مفتی صاحبؒ اُس پر جرح کر رہے ہیں، تو پوچھا کہ "اُمتی نبی کیا ہوتا ہے؟" کہنے لگا کہ "جو اُمت میں ہو مگر نبی کی پیروی میں اُس کو اتنا کمال حاصل ہو جائے کہ وہ بھی نبوت کے مقام تک پہنچ جائے"۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ "اچھا! مرزا سے پہلے تیرہ سو سال کے اندر اور بھی کوئی اُمتی نبی تھا؟" کہنے لگا نہیں ــ فرمایا "ابوبکر صدیقؓ تھے؟" کہ "نہیں"! "عمر فاروقؓ؟" "نہیں"۔ "حضرت عثمانؓ؟" "نہیں"۔ "علی المرتضیٰؓ؟" "نہیں"۔ امام حسنؓ؟ امام حسینؓ؟ کوئی تھے اُمتی نبی؟ کہ "نہیں، یہ نہیں تھے" ــ تو پھر مفتی صاحبؒ نے پوچھا کہ "اچھا! اس کے بعد کوئی آئے گا؟" (یعنی مرزا کے بعد) تو کہنے لگا کہ "نہیں، بعد میں بھی نہیں"۔ فرمایا "پھر تو تم یہ اعلان کرو کہ خاتم النبیین حضور نہیں ہیں بلکہ خاتم النبیین تمہارے عقیدے کے مطابق تو مرزا ہوا، کیونکہ اُس سے پہلے بھی کوئی نبی نہیں، اُس کے بعد بھی کوئی نبی نہیں، خاتم النبیین تو یہ ہوا؟" کہنے لگا "نہیں نہیں، یہ بات نہیں ہے" ــ تو اِن کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا "نبی" تھا، مرزے کو "نبی" مانتے ہیں، اپنا "کلمہ" پڑھتے ہیں اور قرآن مجید کی کئی آیتوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں، اپنا اِن کا "الہام" ہے، سب کچھ ہے کہ ہمارے "نبی" پر "فرشتہ" آتا تھا، اور "فرشتہ" ایسا تھا..... بڑے بکواسات ہیں ان کے۔

تو بہر حال اُس کو، جھوٹے شخص کو "نبی" مان لینا، یہ بھی کفر ہے ــ سچے رسولوں کا انکار، یہ بھی کفر ہے ــــ تو فرمایا وَرُسُلِہٖ، اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کو ماننا۔

قیامت کا ماننا، یہ بھی بنیادی عقیدہ ہے

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط
قیامت کو ماننا — یہ

اعتقادات میں سے ہے، یہ بنیادی عقیدہ ہے، بعض لوگ کہتے ہیں "اوجی قیامت کیں ڈٹھی اے بادشاہو! قیامت آئی تے ویکھی ویسی"۔ یہ کہنا کفر ہے۔ قیامت ہمارا ایمان ہے، وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط قیامت کا دن ہوگا، آخری دن ہوگا، جزا و سزا کا سارا حساب کتاب، یہ سب ہوگا، اعمال نامہ ہوگا، اعمال تولے جائیں گے، یہ ساری باتیں برحق ہیں۔ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط آخری دن پر ایمان۔

خیر و شر، یہ سب کچھ تقدیر میں لکھی جا چکی ہے، یہ سب ہوگی —

وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ
اور اس چیز پر ایمان کہ خیر و شر، یہ سب کچھ ایک تقدیر میں لکھی جا چکی ہے،

یہ سب ہوگی، قَالَ صَدَقْتَ، کہنے لگا "حضرت! سچ فرمایا"۔ ایمان کے بارے میں بھی جب ارشاد فرمایا تو اس پر بھی اُس نے کہا کہ "سچ ہے"۔ اِسلام کا فرمایا تو اُس نے کہا کہ "سچ ہے"۔ اِسلام بھی فرمایا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "اِسلام یہ ہے"۔ اور ایمان کا فرمایا کہ "ایمان یہ ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین

درسِ حدیث

(۲۱)
منعقدہ یکم جنوری ۱۹۸۹ء

اِحسان کیا ہے؟ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ ؕ عرض کیا حضرت! اِحسان کیا ہے؟ اِحسان کسے کہتے ہیں؟ حضورِ انور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ ، اِحسان ایک درجہ ہے۔ بہت اونچا درجہ ہے ــــ فرمایا اِحسان یہ ہے کہ تُو اللہ کی عبادت اِس طرح کر، کَاَنَّکَ تَرَاہُ گویا کہ تُو اللہ کو دیکھ رہا ہے ــــ یہ ہے اِحسان! اللہ تعالیٰ کی عبادت اِس طرح کر گویا کہ تُو اللہ کو دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اور اللہ کو تُو دیکھ رہا ہے، اِس طرح عبادت کر۔

ایک مثال سے وضاحت میرے بھائیو اور عزیزو! سمجھنے کی بات ہے، ہمیں کوئی معمولی سا افسر بلا لیتا ہے تو ہم اس کے سامنے کیسے کھڑے ہوتے ہیں؟ اٹینشن، اگر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو بھی نہیں اڑاتے ــــ اُباسی تے آنی ای نہیں! منہ تو کوئی کھولتا ہی نہیں، نیند تو اُڑ ہی جاتی ہے، اور جناب خارش ہو تو خارش نہیں کرتے، بالکل اٹینشن! اور اِدھر اُدھر کی کوئی بات یاد نہیں ہوتی، بس یہی ہوتا ہے کہ اب افسر صاحب کے منہ سے کیا نکلے گا؟ انہوں نے مجھے

کیا کہنا ہے؟ اور میں نے انہیں کیا جواب دینا ہے؟ بس یہی بات ہوتی ہے اور کچھ ذہن میں بات نہیں ہوتی ـــــ ایک معمولی آدمی کے سامنے ہم کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت ہماری کیا حالت ہوتی ہے؟ ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہم اس کے سامنے کھڑے ہیں، یہ ہمیں دیکھ رہا ہے ـــ یہی تو بات ہے نا بھائی؟ ہم اس کے سامنے کھڑے ہیں اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔ تو اگر ہم اس کے سامنے سیدھے کھڑے نہ ہوئے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے کاغذ خراب کر دے، لکھ دے کہ "اس کو کھڑا ہونا بھی نہیں آتا، یہ کیسا آدمی ہے؟ یہ کیا کام کرے گا؟ یہ کسی کام کا نہیں" ـــ تو تھوڑے سے نفعے کے لیے، تھوڑے سے فائدے کے لیے، اپنے کام کے لیے ہم ایک معمولی آدمی کے سامنے کس طرح کھڑے ہوتے ہیں؟ چونکہ ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہم اس کے سامنے کھڑے ہیں۔ اگرچہ باہر نکل کے تو بعض لوگ گالیاں بھی دیتے ہیں، باہر نکل آتے ہیں تو کوئی کیا کہتا ہے، کوئی کیا کہتا ہے، لیکن اُس کے سامنے کیسے کھڑے ہوتے ہیں بھائی؟

جب ایک آدمی اس طرح عبادت کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے تو پھر اس کی عبادت کے اندر کیا لطف ہوگا؟ ـــــ

اسی طرح فرمایا کہ اللہ کی جب عبادت کرو تو یوں سمجھو کہ گویا ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں، جب ایک آدمی بھائی اس طرح عبادت کرے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے تو پھر اُس کی عبادت کے اندر کیا لطف ہوگا؟ کیسے مزے کی عبادت ہو گی؟ پھر وہ خارش کرے گا؟ پھر وہ کانوں کو کھجلائے گا؟ پھر وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا؟ پھر وہ اِدھر اُدھر نہیں دیکھے گا ـــ بعض لوگ نماز پڑھتے

ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کی نمازوں کو قبول فرمائے، بھائی ہم تو گنہگار، سیہ کار لوگ ہیں، لیکن کچھ نہ کچھ تو خیال کرنا چاہیئے نا! ـــــ بعض نماز پڑھتے ہیں تو ہاتھ یہاں باندھے ہوتے ہیں، بڑے مزے سے دیکھتے ہیں، وہ چلا گیا، وہ آ گیا، یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، سارا خیال ہمارا نماز کے اندر نہیں ہوتا، بس اِدھر اُدھر دیکھتے رہتے ہیں، اور بعض کچھ سوچتے رہتے ہیں کہ آج میرا کتنا اوور ٹائم لگا ہے گا بھی کہ نہیں ملے گا؟ یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہم نے سودا کیا لینا ہے؟ ہم سب کا یہی حال ہے۔ ہمارا بھی یہی حال ہے ہم آپ سے کوئی غیر نہیں ہیں، ہمارا بھی یہی حال ہے، یہی سوچتے رہتے ہیں نماز میں کہ دوکان سے کیا چیز خریدنی ہے؟ فلاں کام کیسے کرنا ہے؟ فلاں کام کیسے کرنا ہے؟ ایک کام ہو گیا دو کام رہتے ہیں، ہماری یہ حالت ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہم سب پر رحم و کرم فرمائے، لیکن بھائی عبادت تو ایسی ہونی چاہیئے تاکہ یہ پتہ ہو کہ ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہیں، اپنے رب کے سامنے کھڑے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خشیتِ الٰہی کا واقعہ

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے متعلق آتا ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تو وضو کرنے کے بعد آپ کے چہرے کا رنگ اِس طرح ہو جاتا جیسے کسی نے چہرے پر ہلدی گرا دی ہو، ہلدی کا رنگ جیسے ہوتا ہے، زرد! تو کوئی پوچھتا "حضرت یہ کیا ہے؟" فرماتے "میں احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری کے لیے تیار ہو رہا ہوں، اللہ کے دربار میں جا رہا ہوں، احکم الحاکمین، جو سب سے بڑا حاکم ہے اُس کے دربار میں جا رہا ہوں، تو اِتنے بڑے دربار میں جاتے ہوئے ڈر تو لگتا ہے؟ اللہ کے دربار میں جا رہا ہوں۔"

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی پرسکون نماز

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے، جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں، حضرت امام زین العابدینؒ، اُن کے متعلق آتا ہے کہ آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس طرح ہو جاتے جس طرح ستون کھڑا ہے۔ جسم میں حرکت بالکل نہیں ہوتی تھی ـــــ تو کسی نے پوچھا کہ "حضرت! آپ نماز پڑھتے ہیں تو اس طرح کھڑے ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وجود میں حرکت ہی نہیں، کوئی عمود، ستون کھڑا ہے"۔ تو آپ نے فرمایا کہ "میں جب نماز پڑھتا ہوں تو اس کیفیت کے ساتھ پڑھتا ہوں، اللہ کی عبادت اِس کیفیت کے ساتھ کرتا ہوں کہ میں بیت اللہ کو اپنے سامنے یقین کرتا ہوں کہ خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوں" ـــــ اب بھائی جس آدمی کو اللہ تعالیٰ توفیق دیدے کہ بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کے نماز پڑھے تو کیا مزا ہے؟ وہ کیسی نماز ہو گی؟ ـــــ "بیت اللہ کو اپنے سامنے یقین کرتا ہوں کہ بیت اللہ میرے سامنے ہے" ـــــ ہم بھی نماز میں جب نیت باندھتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ "منہ میرا طرف خانہ کعبہ شریف کے" ـــــ منہ تو اُدھر ہی ہوتا ہے نا؟ ـــــ تو فرمایا کہ "میں بیت اللہ کو اپنے سامنے یقین کرتا ہوں" ـــــ اور دوسری بات؟ "ملک الموت کو اپنے پیچھے یقین کرتا ہوں کہ ملک الموت میرے پیچھے کھڑا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو" ـــــ ایسے ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ کئی لوگ نماز پڑھ کے جاتے ہیں دوسری نماز کی نوبت نہیں آتی، مٹی کے نیچے دفن ہو جاتے ہیں۔ ظہر کی نماز پڑھی، عصر سے پہلے پہلے دفن ہو گئے، مٹی کے نیچے چلے گئے، کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں ـــــ تو فرمایا "جو بھی نماز پڑھتا ہوں مجھے یقین ہوتا ہے کہ

ملک الموت میرے پیچھے کھڑا ہے، موت کا فرشتہ کھڑا ہے، ہو سکتا ہے یہ میری آخری نماز ہو۔ اور دائیں طرف جنت سمجھتا ہوں، بائیں طرف جہنم سمجھتا ہوں کہ دائیں جنت ہے، نماز قبول ہو گئی تو جنت میں اور اگر نماز قبول نہ ہوئی، عبادات صحیح نہ ہوئیں، عمل اچھے نہ ہوئے تو ٹھکانہ کہیں اُدھر نہ ہو جائے، یہ ڈر بھی رہتا ہے، اُمید بھی رہتی ہے، ڈر بھی رہتا ہے۔ دائیں طرف جنت ہوتی ہے بائیں طرف جہنم ہوتی ہے اور نیچے پُلصراط ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میں پُلصراط پہ کھڑے ہو کے عبادت کر رہا ہوں، اوپر خدائے قہار ہوتا ہے، اوپر اللہ تعالیٰ کو یقین کرتا ہوں، اس کیفیت سے میں نماز پڑھتا ہوں"۔۔۔۔ جب اس کیفیت سے کوئی عبادت کرے تو پھر اس کی عبادت کا تو لطف ہی اور ہو گا، اُس کی عبادت کا رنگ ہی اور ہو گا۔

عبادات کو قبولیت کا اہل بنانے کا مفید اور مجرب نسخہ

تو اس لیے فرمایا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تُو اللہ کو دیکھ رہا ہے، اپنی آنکھوں کے سامنے، اللہ کو تُو دیکھ رہا ہے، اللہ کو تُو اپنے سامنے پا رہا ہے۔ اور یہ صرف نماز پہ ہی منحصر نہیں بلکہ جمیع عبادات کے اندر یہی رنگ ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے اللہ کے سامنے ہیں اور اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہر وقت ہمیں یہ خیال ہو۔۔۔ بھائی اگر ہمیں یہ یقین ہو جائے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، اللہ کو ہم دیکھ رہے ہیں تو پھر کوئی گناہ نہیں کرے گا، کوئی گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی گناہ کرنا چاہے (اللہ تعالیٰ سب کو گناہوں سے محفوظ رکھے) بھائی کوئی گناہ کرتا ہے تو اگر بچہ بھی دیکھ رہا ہو تو اُس بچے سے بھی چھپ جاتا ہے "یار! ایہہ جا تک ویکھنا پیا اے ماں، میں ایس نے سامنے تے اِنج نہ کراں"۔۔۔ بچے سے بھی چھپ جاتے

ہیں، وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں نا؟ کہ یہ ہمیں دیکھ رہا ہے، لیکن یہ خیال نہیں ہوتا کہ اللہ بھی ہمیں دیکھ رہا ہے، یہ یقین ہی نہیں رہتا۔

ایک بزرگ کا مُرید باصفا مُرغی بغیر ذبح کیے واپس لے آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ دیکھ رہا تھا

اہل اللہ میں سے ایک شخص گذرے ہیں، بزرگ تھے، مَیں نے پہلے بھی شاید آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُن کے چند مُریدین تھے، تو ایک جو مُرید تھا صوفی قسم کا، سادہ سا تھا، اُس پر حضرت کی نظرِ کرم زیادہ تھی، اُس پر توجّہ زیادہ تھی۔ تو باقیوں نے ایک دن شکایتاً عرض کیا کہ "حضرت! یہ تو بڑا سادہ سا آدمی ہے اور اس پر آپ توجہ زیادہ فرماتے ہیں، ہمارے حال پر بھی کچھ توجہ فرمایا کریں، ہم ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں" ـــــ آجکل تو جو آدمی بتائے دایاں اور مارے بایاں وہ "سمجھدار" ہوتا ہے نا؟ دُنی سَجی سُوتے ماری کھبی سُوتے پتہ ای نہیں چلنا۔" "نے ایس دا کوئی پتہ ای نہیں بادشاہو! بڑا "سمجھدار" اے، بڑا "چالاک" اے، پورے ٹبّرے وِچ بس اک ایہہ ای تے نکلا اے جی" "کیجوں"؟ "بس پھڑائی کسے آں بھی نہیں دینیاں، دُسناں ہور اے مارنا ہور اے، کرنا ہور اے" ـــــ اِس کو لوگ "بڑا سمجھدار" سمجھتے ہیں یعنی جو بتائے اور کرے اور ـــ یہ تو منافقت ہوئی نا جی؟ اوپر سے اور اندر سے اور "منافق" اور کسے کہتے ہیں؟ ـــــ تو انہوں نے کہا کہ "جی اِس کو تو کچھ بھی نہیں پتہ اور ہم تو سب کچھ سمجھتے ہیں، سب کچھ جانتے ہیں، سچّے کو جھوٹا بنا دیتے ہیں، جھوٹے کو سچّا بنا دیتے ہیں، کالے کو سفید، سفید کو کالا، سب کچھ کر لیتے ہیں، یہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا" ـــ تو انہوں نے اُس وقت تو کوئی جواب نہ دیا، کچھ دن گذر گئے تو سب مریدوں کو ایک ایک چھری اور ایک ایک مُرغی

دی اور فرمایا کہ "جاؤ! یہ اُس جگہ ذبح کر کے لاؤ جہاں تمہیں کوئی بھی نہ دیکھتا ہو وہاں ذبح کر کے جلدی آؤ"۔ تو جناب سارے مُرید دوڑے، کوئی غسلخانے میں گھس گیا، کوئی کمرے میں چلا گیا، کوئی دیوار کے پیچھے بیٹھ گیا، کوئی گڑھے میں بیٹھ گیا، جس کو جہاں جگہ ملی، چھپ کے، کوئی اِدھر اُدھر اپنے آپ کو چھپا کے کہ کوئی دیکھتا تو نہیں؟ جلدی جلدی مُرغیاں ذبح کر کے سارے لے آئے، اب سارے پہنچ گئے لیکن وہ جو تھانا صوفی؟ وہ نہیں آیا ـــــ اب یہ سارے دل میں بڑے خوش کہ دیکھو! ہم تو حضرت کو کہتے تھے کہ یہ مُرغی بھی ذبح نہیں کر سکتا، اس کو ایسی کوئی جگہ بھی نہیں ملی جہاں اُس کو کوئی نہ دیکھتا ہو، کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ، کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ اور ہم تو ذبح کر کے لے آئے"۔ کافی دیر گذر گئی، دیکھا تو وہ دُور سے آرہا تھا اور مُرغی اُسی طرح زندہ پکڑی ہوئی، انہوں نے کہا "یہ لو اور تماشا ہو گیا"۔ قریب آیا تو حضرت نے پوچھا "اوئے تجھے کوئی جگہ نہیں ملی ہمارے ذبح کر کے لے آئے، اتنی جلدی آگئے وہ، تُو پھرتا بھی رہا، اِتنا وقت بھی ضائع کیا اور تجھے کوئی جگہ نہ ملی؟" وہ کہنے لگا "حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ اس مُرغی کو وہاں ذبح کرنا جہاں تمہیں کوئی بھی نہ دیکھے، حضرت! میں جس جگہ بھی گیا، گڑھے میں گیا، مکان کے اندر گیا، پھر دیوار کے پیچھے چھپا، درخت کے نیچے بیٹھا، جہاں بھی میں چھپ کے بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ اُس جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی بھی نہ دیکھے، تو مجھے ایسی جگہ کوئی بھی نہ ملی جہاں میرا اللہ مجھے نہ دیکھتا ہو، ہر جگہ اللہ دیکھ رہا تھا، تو اس لیے میں ویسے ہی اٹھا کے لے آیا"۔

دُوسرے مریدوں کا پچھتانا اب اُن کو خیال ہوا کہ او ہو! ہم سے تو بڑی

غلطی ہوئی، حضرت نے تو امتحان لیا ـــــ فرمایا "سن لیا؟ اس کو یہ مقام حاصل ہے کہ یہ جو بھی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاتا ہے، اس کی بہت صفائی ہو چکی ہے، اس کا قلب اور اس کا دل بڑا پاک ہو چکا ہے، اسلیے میں اس پر زیادہ توجہ کرتا ہوں، تمہیں یہ مقام حاصل نہیں ہے"۔

درس کا خلاصہ تو فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ، اگر تو اللہ کو نہیں دیکھ سکتا تو یہ تو یقین کر کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے ـــ بھائی، ہم اگر خدا کو نہیں دیکھ سکتے، ہماری آنکھیں اتنی نہیں ہیں، ہمیں مقام شہود حاصل نہیں ہو سکتا تو یہ تو یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے، اللہ تعالیٰ تو سب کو دیکھ رہا ہے نا؟ یہ تو یقین رکھنا چاہیئے ـــ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا تو یہ ضرور ہو فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ، اللہ تجھے دیکھ رہا ہے ـــ یہ ہے احسان ـــ آگے کچھ قیامت کی علامات بیان فرمائیں وہ انشاء اللہ کل عرض کروں گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درسِ حدیث

(۲۲)

منعقدہ ۳، جنوری ۱۹۸۹ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِحسان کیا ہے؟

وہی پہلے والی حدیث ہے، بات یہاں تک پہنچی تھی کہ اُس شخص نے پوچھا احسان کے متعلق، تو حضورِ انور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) "احسان یہ ہے اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے، اگر یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا تو یہ تو یقین رکھ کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے"۔

قیامِ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں

پھر اُس نے پوچھا "حضرت! فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ ۔ مجھے قیامت کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ کس دن آئے گی؟ کونسا وقت ہو گا؟ کون سا سال ہو گا؟ پورا وقت، ایک ایک لمحہ ارشاد فرما دیں"۔ یہاں مراد یہ ہے ــــ تو حضورِ انور نے ارشاد فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ۔ جس سے بات پوچھی جا رہی ہے وہ اُس سے زیادہ نہیں جانتا جو پوچھ رہا ہے"۔ یعنی مجھے بھی اُتنا ہی پتہ ہے جتنا تجھے پتہ ہے، قیامت کا پورا پورا علم اللہ

کے سوا کسی کو بھی نہیں، مجھے بھی نہیں، مجھے وہی علم ہے جو اللہ عطا فرماتے ہیں۔

علمِ غیبِ کُلّی اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے

یاد رکھیے! علمِ غیبِ کُلّی اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ جس کو جتنا علم عطا فرمائیں اپنی مہربانی کے ساتھ، اس کو اتنا ہی علم ہوتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام زیادہ علم والے ہوتے ہیں، اور پھر خاص کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا فرمایا، آپ کے علم کے برابر کسی کا بھی علم نہیں، مگر علمِ غیبِ کُلّی! وہ خاصہ ہے اللہ تعالیٰ کا ــــ اطلاع علی الغیب اور چیز ہوتی ہے، علمِ غیب اور چیز ہوتا ہے۔ آپ کو اطلاع ہے غیب پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ نے ارشاد فرمایا، جو اللہ نے بتایا وہ علم ہے، جس چیز کا علم نہیں دیا وہ نہیں ہے۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ ہونے کے باوجود بعض باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمایا تھا

اب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور اور خضر علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں آتا ہے، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، اللہ کے ساتھ باتیں کرنے والے، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النساء ۱۶۴) بہت اونچی شان ہے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی، مگر بعض ایسے امور ہیں جن کا علم موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں۔ اور اسی لیے حکم دیا کہ جاؤ، میرا ایک بندہ تجھے ملے گا اس کے ساتھ رہنا۔۔۔ لمبا واقعہ ہے، قرآنِ مجید میں آتا ہے، آپ سنتے ہی رہتے ہیں۔۔۔۔ خضر علیہ السلام نے جو کام بھی کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس پر نکیر کی، فرمایا "یہ ایسا کیوں کیا؟" ایک بچے کو مار دیا، فرمایا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ (الکہف ۷۴) اسے خواہ مخواہ مار دیا، اور

کشتی میں سوراخ کیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ج لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ۝ (الکہف ۷۱) اے خضر! یہ کیا کام کر دیا؟ اور اسی طرح ایک دیوار کو ٹھیک کیا تو فرمایا کہ "انہوں نے ہمیں کھانے کا نہیں پوچھا تو ان کی دیواریں ٹھیک کر رہا ہے؟ یہ کیا کر رہے ہو؟" تو یہ ایسی باتیں تھیں جن کی خبر موسیٰ علیہ السلام کو نہیں تھی۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی حکمتوں سے آگاہ فرمایا

خضر علیہ السلام نے پھر ایک ایک بات کا جواب ارشاد فرمایا۔

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ، کشتی اُن مسکینوں کی تھی، بچہ بڑا ہو کے خراب ہو جاتا، اور جو دیوار تھی وہ دو یتیم بچوں کی تھی وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ (الکہف ۸۲) جن کا ابا بڑا نیک تھا۔۔۔ سارا قصہ آتا ہے۔۔۔ آگے خضر علیہ السلام نے فرمایا مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ط (الکہف ۸۲) یہ جو کچھ میں نے کیا یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا یہ مجھے اللہ نے حکم دیا تھا۔ یعنی ان باتوں کا علم بھی اللہ کو تھا، اللہ نے حکم دیا تو ہم نے کیا، یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمیں کچھ علمِ غیب تھا یا ہمیں کچھ پوشیدہ بات معلوم تھی، نہ! مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا اس لیے مجھے پتہ تھا، تجھے اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا، تجھے نہیں پتہ تھا اس لیے تو نے سوال کر دیئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا خواب

تو پورا علم قیامت کا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ــــ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے، آپ امام اہلِ مدینہ ہیں، آپ کا

فقہ ہے فقہ مالکی — آپ مدینہ منورہ کے ہیں، ایک حج کیا آپ نے جو فرض تھا، اُس کے بعد دل بڑا تڑپتا تھا حج کے لیے، مگر ساتھ یہ خیال تھا کہ ہو سکتا ہے میں حج کے لیے جاؤں، راستے میں کہیں موت آجائے، وہاں مکہ مکرمہ میں موت آجائے، منیٰ میں، کہیں بھی موت آسکتی ہے، تو مدینہ منورہ کا کفن دفن نصیب نہیں ہوگا، اِس لیے وہ مدینہ منورہ ہی میں رہتے تھے باہر نہیں نکلتے تھے لیکن دل میں تڑپ بڑی تھی، ایک رات خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو عرض کیا کہ "حضرت! پتہ نہیں زندگی کتنی ہے؟ اگر زندگی کا کچھ پتہ ہو تو حج کرلوں"۔ کچھ اس طرح سوال کیا۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب کے اندر امام مالکؒ کو اشارہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں پانچ اُنگلیوں کا اشارہ فرمایا، امام مالکؒ تعبیر نہ سمجھ سکے۔ تعبیر کا ایک پورا فن ہوتا ہے، ہر آدمی کو تعبیر نہیں آتی، ہر ایک آدمی کو خواب بھی نہ بتایا کریں۔ بعض خوابیں تو ویسی ہی ہوتی ہیں جیسے ہم دن میں سوچتے ہیں رات کو وہی خواب آتی ہے، یہ تو خیر ایسی ہی بات ہوئی۔ بعض خوابیں سچی بھی ہوتی ہیں، اُن کے اندر کچھ معنیٰ ہوتا ہے لیکن وہ ہر ایک کو بتانی نہیں چاہیئے، اُس آدمی کو بتانی چاہیئے جس آدمی کو تعبیرِ رؤیا کا کچھ نہ کچھ پتہ ہو کہ خواب کیا چیز ہے؟ تعبیرِ خواب ایک مستقل فن ہے۔

امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تعبیرِ رؤیا کے امام تھے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نہیں سمجھے، شاگرد کو بھیجا، کہ جاؤ امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس، جو اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی تھے اور اِس اُمت میں تعبیرِ رویا کے امام ہیں، بہت

عجیب کتاب ہے اُن کی "تعبیر الرویا" ـــــ تو اُن کے پاس بھیجا کہ "جاؤ لیکن نام نہ لینا اور یہ کہنا کہ "ایک آدمی نے خواب دیکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہ فرمایا ہے، اس کا جواب دیں" ـــ طالب علم آیا، اُس نے نے کہا کہ "حضرت! ایک شخص نے یہ خواب دیکھا اور خواب میں اُس نے پوچھا تو حضور نے یوں ارشاد فرمایا، اس کی تعبیر کیا ہے؟" فرمایا "کس نے خواب دیکھا ہے؟" کہا کہ "حضرت! میں بتا نہیں سکتا" ـــ فرمایا کہ "یہ خواب سوائے امام مالکؒ کے اور دیکھ ہی کوئی نہیں سکتا، یہ خواب امام مالکؒ نے دیکھا ہوگا" تو اُس نے کہا "ہاں حضرت! اُنہی نے دیکھا ہے"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کی تعبیر امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ "اے مالک! کیا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا؟ سورۂ لقمٰن کے آخر میں اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (لقمٰن ع ۳۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو نہیں، تجھے میں کیسے بتاؤں کہ کتنی زندگی ہے؟ پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ (۱) عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج قیامت کا علم اللہ کو ہے اور کسی کو نہیں پتہ کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ کچھ نشانیاں ہیں، وہ نشانیاں جو اللہ نے فرمائیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں ـــ آگے آجائے گا کہ کچھ نشانیاں ہیں۔ لیکن یہ کہ کیا تاریخ ہوگی؟ کونسا مہینہ ہوگا؟ کونسا سال ہوگا؟ یہ نہیں

معلوم۔ (۲) وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج بارش کا حال! کیسی ہوگی؟ کب ہوگی؟ رحمت ہوگی کہ رحمت ہوگی؟ بارش کے اندر خیر و برکت ہوگی یا عذاب ہوگا؟ یہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں پتہ۔ (۳) وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ط جو کچھ رحموں میں ہے اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں پتہ ـــــ یہ جو آجکل مشینیں نکل آئی ہیں نا؟ جو لگاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بیٹا ہے یا بیٹی ہے، لڑکا ہے یا لڑکی ہے؟ اور جناب تندرست ہے کہ نہیں ہے؟ کیسا ہے؟ کیسا نہیں؟ یہ اب مشینیں نکل آئی ہیں، یہ اس چیز کے منافی نہیں ہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کتنی زندگی لیکر آئے گا؟ اللہ کو معلوم ہے نیک بخت ہوگا کہ بدبخت ہوگا؟ کوئی مشین ایسی نہیں جو بتائے کہ ایک گھنٹہ جئے گا کہ سو گھنٹے جئے گا؟ ایسی کوئی مشین نہیں جو یہ بتائے کہ دنیا میں آکے دنیا کی آبادی کا سامان کرے گا یا دنیا کی بربادی کا باعث بن جائے گا؟ ایسی کوئی مشین نہیں ـــــ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے ـــــ پورا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ـــــ اور اکثر یہ مشینیں غلط بھی کہہ دیتی ہیں اور ڈاکٹر بھی غلط کہہ دیتا ہے ـــــ (۴) اور فرمایا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط کسی کو نہیں پتہ کہ میں نے کل کیا کرنا ہے؟ ـــــ "کل" سے مراد تھوڑی دیر بعد ـــــ کسی کو پتہ ہوتا ہے؟ ـــــ ہمارے ایک ہیں دوست الیاس صاحب، اگر میں نہ ہوں تو وہ نماز پڑھاتے ہیں، وہ کام کر رہے تھے آج کہ گر گئے، اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے، الحمد للہ اب ان کی طبیعت ٹھیک ہے، زیادہ چوٹ تو نہیں لگی لیکن اٹھا کر ان کو ہسپتال لے گئے ـــــ بھائی پتہ تھا ان کو کہ میں گر جاؤں گا؟ ـــــ کسی کو نہیں پتہ! یعنی کسی انسان کو نہیں پتہ کہ ایک سیکنڈ کے بعد میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ اچھا بھلا آدمی ہوتا ہے، چلتے چلتے گر پڑتا ہے، ہارٹ فیل

گیا، مرگیا، رات سے پہلے قبر میں دفن ہوگیا، وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا کسی کو نہیں پتہ کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ اگر بھائی کسی کو پتہ ہو کہ میری اتنی بہترین گاڑی ہے، ابھی میں نے نکلوائی ہے اور میں اس کو چلا کے لے جا رہا ہوں اور راستے میں یہ ٹاہلی کے ساتھ لگ جائے گی، ٹرک کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا، میری لاش بھی خراب ہو جائے گی، اگر کسی کو پتہ ہو تو گاڑی میں کوئی بیٹھتا ہے؟ کوئی نہیں بیٹھتا، بھائی کسی کو نہیں پتہ ہوتا، خود جان بوجھ کے اس میں سوار ہوتے ہیں، خوشی کے ساتھ بیٹھتے ہیں، چلاتے ہیں، سپیڈ میں چلاتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس طرح مقرر ہوتا ہے، جو مقدر ہوتا ہے، وہ لکھا ہوا جیسے بھی ہے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ سب کو پریشانیوں سے، حوادث سے محفوظ رکھے)

میں عرض یہ کر رہا ہوں بھائی! کسی کو علم نہیں، وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا (۵) وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور فرمایا اسی طرح کسی کو یہ نہیں پتہ کہ اس نے کہاں مرنا ہے؟ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو علم ہے، خبر ہے، باقی کسی کو بھی نہیں پتہ کہ اس نے کہاں مرنا ہے؟ لوگ فضاء میں ختم ہو جاتے ہیں، سمندر میں ختم ہو جاتے ہیں۔ ابھی اس دن ہوائی جہاز ایک گر گیا امریکے کا اور اوپر ہی پرزے پرزے ہو گیا، نیچے ٹکڑے آئے، لاشیں آئیں، اور جناب ہوائی جہاز کے ٹکڑے آئے، نیچے جس آبادی میں گرا، آبادیوں میں بھی کئی لوگ مارے گئے۔ کسی کو کیا پتہ تھا؟ کسی کی موت اوپر لکھی ہوئی تھی کسی کی موت نیچے لکھی ہوئی تھی ـــــ تو یہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے بھائی! اور کسی کو کیا علم ہے۔ اگر کسی اور کو علم ہو تو جہاز میں کوئی سوار ہوتا ہے؟ اگر کسی کو علم ہو تو کوئی سائیکل پہ یا موٹر سائیکل پر بیٹھتا ہے؟

کوئی نزدیک بھی نہ جائے لیکن کسی کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے ؟ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔ اللہ کو علم ہے، باقی کسی کو بھی علم نہیں۔

تو یہاں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کا پورا علم، اور پورا پورا، ٹھیک ٹھیک علم کہ کب آئے گی؟ اور کون سی تاریخ ہوگی؟ کون سا مہینہ ہوگا؟ کون سا سال ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم نہیں، اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے۔

سائل کا اگلا سوال تو کہنے لگا "حضرت! فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِہَا۔ اُس کی نشانیاں ارشاد فرمائیں کہ نشانیاں کیا ہیں؟" ـــــ وہ اِنشاء اللہ اگلے درس میں عرض کروں گا۔

قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضورؐ کی
اللہ کا کرم ہے عنایت حضورؐ کی
دو لفظ ہیں خلاصۂ عرفان و آگہی
وحدانیت خدا کی، رسالت حضورؐ کی

درسِ حدیث

(۲۳)

مُنعقدہ ۴ جنوری ۱۹۸۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کے سوا علمِ غیبِ کُلّی کوئی بھی نہیں جانتا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص نے قیامت کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کا مجھے اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تجھے علم ہے" یعنی جتنا اللہ نے بتایا اُتنا ہی ہے ـــــ اور اس پر میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میرے بھائیو اور عزیزو! علمِ غیبِ کُلّی کوئی بھی نہیں جانتا۔ یہ ایک بڑی صاف اور ظاہر سی بات ہے۔ دیکھئے قرآنِ مجید میں بہت تفصیل سے اس چیز کو ارشاد فرمایا، اور احادیثِ نبویہ کے اندر اس کی کتنی ہی مثالیں ہیں، اُن سب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس غیب پر مُطلع فرمادیں، جس پر نہ فرمائیں اُس پر کوئی مُطلع نہیں ہو سکتا۔

حضرتِ یعقوب علیہ السلام کو حضرتِ یوسف علیہ السلام کے کنوئیں میں گرنے کا علم نہ تھا

اب سیدنا یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور اولوالعزم پیغمبر ہیں، آپ کے

بیٹے ہیں یوسف علیہ السلام، وہ بھی نبی ہیں، کنعان آپ کا علاقہ ہے، وہاں بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو اندھے کنوئیں میں پھینک دیا، یعقوب علیہ السلام کو پتہ تھا؟ نہیں پتہ تھا! وہی جگہ ہے، یعقوب علیہ السلام کو نہیں پتہ، اگر پتہ ہوتا تو جا کے بیٹے کو نکال کے نہ لے آتے؟ نہیں پتہ تھا۔ بھائیوں نے آکر جھوٹ موٹ کا افسانہ گھڑا کہ "ہم اس کو چھوڑ کے دوڑ لگا رہے تھے کہ بھیڑیا آیا، فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ" (یوسف ۱۷) بھیڑیا آکر اس کو کھا گیا، آپ ہماری بات مانیں گے تو نہیں مگر ہم بڑے سچے ہیں"۔۔۔ پھر ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ: "آپ ہماری بات مانیں گے نہیں مگر ہم بات "سچی" کہتے ہیں کہ بھیڑیا آکر کھا گیا"۔۔۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ (یوسف ۱۸) حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم نہ تھا کہ میرا بیٹا یہیں قریب ہی کنوئیں میں پڑا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے اطلاع نہیں دی، بس نہیں پتہ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ مصر سے چلا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں خوشبو محسوس کی

لیکن جب عرصہ دراز گذر گیا، حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں پہنچ گئے، مصر کی بادشاہت اور نبوت مل گئی، یہی بھائی یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے، بھائیوں نے تو نہ پہچانا، کیونکہ ان کے خیال میں تو یہ تھا کہ یوسف ختم ہو گیا ہو گا، ایک عرصہ دراز گذر گیا، لیکن یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں، تو یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتہ دیا کہ "جا کے اپنے والد کو یہ کرتہ میرا دکھانا"۔۔۔ اب کرتہ وہاں سے، مصر سے چلتا ہے، یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ (یوسف ۹۴)

میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں، لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝ (یوسف ۹۴، ۹۵) آگے انہوں نے اور سوال جواب کیے، عجیب باتیں ہوئیں کہ "تو اسی طرح پرانے خیالات میں ہے، یوسف تو گیا، کب کا ختم بھی ہو گیا" ـــــ تو اللہ تعالیٰ نے جب مہربانی فرمائی سونگھا دیا۔ تو کرتہ ابھی مصر سے چلا نہیں کہ کنعان میں یعقوب علیہ السلام کو اس کرتے کی خوشبو آگئی ـــــ اللہ تعالیٰ نے بتایا ناجی؟ ـــــ اور جب نہیں بتایا تو بیٹا پاس تھا یعقوب علیہ السلام کو نہیں پتہ چلا۔

جو لوگ کہدیتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو یا انبیاء علیہم السلام کو علم غیب کلی حاصل ہے، یہ غلط بات ہے

اسی طرح ہر نبی علیہ السلام اور خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی واقعات اس طرح حدیث میں آتے ہیں، اور قرآنِ مجید میں جگہ جگہ فرمایا، وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ (القصص ۴۶) مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ (شوریٰ ۵۲) ـــــ ان کی اگر میں تشریح کرنے بیٹھ جاؤں تو کافی وقت چاہیئے، بس موٹا سا مسئلہ میرے آپ کے سمجھنے کے لیے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنا علم عطا فرمادیں اس کا علم ہے، اس کے علاوہ کوئی یہ کہے کہ "مجھے بڑا علم ہے" یا "فلاں کو علم غیب تھا" ـــــ جس طرح بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ "نبی علیہ السلام کو یا انبیاء علیہم السلام کو علم غیب حاصل ہے" یہ غلط بات ہے، اگر علم غیب کلی ہوتا تو آپ یہاں یہ نہ فرماتے کہ "میں نہیں جانتا"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے علم غیب کلی کی تردید فرمائی

کیا قرآنِ مجید میں نہیں فرمایا؟

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ (الاعراف ۱۸۸)
اگر میں علم غیب جانتا تو ساری خیر کی چیزیں اپنے لیے اکٹھی کر لیتا، مجھے کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ اگر مجھے ساری چیزوں کا پتہ ہوتا تو میں سب خیر اور جتنی اچھائیاں ہیں سب حاصل کر لیتا، وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف ۱۸۸) میں تو نذیر اور بشیر ہوں۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس چیز کی تردید فرمائی۔

ہمارا ایمان ہے کہ سب سے زیادہ علم اللہ تعالیٰ نے سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا

تو حاصل یہ ہے میرے بھائیو اور عزیزو! کہ جتنا علم غیب اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں، اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ سب سے زیادہ علم اللہ تعالیٰ نے حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، آپ جیسا علم کائنات کے اندر کسی کو بھی نہیں، کسی کو بھی نہیں دیا، جتنا علم دیا امام الانبیاء جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، مگر جو اللہ کا علم ہے وہ اللہ کا علم ہے۔ اللہ خالق ہے، حضور مخلوق ہیں، خالق خالق ہوتا ہے، مخلوق مخلوق ہوتی ہے۔

"کتاب" دیکھ کر علم غیب بتانے والے سادہ لوح عوام کو بیوقوف بناتے ہیں

تو اسی ضمن میں آپ یہ بھی بات یاد رکھیے کہ آجکل چونکہ فتنوں کا دور ہے، عجیب عجیب قسم کے فتنے ہیں۔ اس لیے بعض لوگ مذہبی لبادہ اوڑھ کر، مذہب کے نام پر عوام کو پریشان کرتے ہیں، لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "ہم بتا دیں گے کہ چوری کس نے کی ہے؟ ہم "کتاب" میں دیکھتے ہیں"

یہ بعض لوگ پیسے کمانے کے لیے کہتے ہیں ـــ لوگ بھی پھر دوڑتے ہیں ـــ ہمارا بھی تو ایسا ہی حال ہے ـــ "جی کتاب دیکھیو ذرا" ـــ میرے بھائیو اور عزیزو! اگر یہ "کتاب" سچ ہوتی، یہ جو کہتے ہیں کہ "جی ذرا کتاب" دیکھیو جی! میری گھڑی گم گئی اے، کتاب" دیکھیو! کیں اٹھائی اے؟ "کتاب" دیکھیو" ـــ اگر میرے بھائیو اور عزیزو! یہ بات سچ ہوتی "کتاب" دیکھنے سے پتہ چل جاتا تو پھر پولیس کی اور ان تھانوں کی کیا ضرورت تھی؟ ہر ضلع کے صدر مقام پر ایک "مولوی" کو بٹھا دیتے "کتاب" دے کر، جہاں پر ڈاکہ پڑ گیا "پہنچو بھائی" مولوی صاحب" کے پاس، ارے "مولوی صاحب"! "کتاب" دیکھیو! ڈاکہ کس نے مارا اے"؟ ـــ پولیس کی بھائی کیا ضرورت تھی؟ جس جگہ کوئی تکلیف ہو جاتی "پہنچو جی"! "ہاں جی! کیا ہو گیا؟" "او جناب! فلاں جگہ قتل ہو گیا، قاتل کا پتہ نہیں چلتا، ذرا "کتاب" دیکھو" ـــ کوئی نہیں "کتاب شتاب" ـــ کتابیں پڑھنے کے لیے آتی ہیں، کتابیں اس لیے آتی ہیں کہ ان کے اندر جو علم ہے، اگر صحیح علم ہے تو اس کو حاصل کرو اور پھر اس علم پر عمل کرو۔

بہروپیئے پیر" لوگوں کو کس طرح لوٹتے ہیں؟ عورتوں کی ضعیف الاعتقادی

بعض لوگ .... یہ اپنے اپنے بڑے ڈھنگ ہوتے ہیں ناجی؟.... عموماً گھر کے اندر جب جھگڑا چلتا ہے، وہ ساس بہو کا ہوتا ہے ـــ ہر گھر میں ہوتا ہے ـــ ساس اور بہو کا ـــ بہو یہ چاہتی ہے کہ میں ساس کو نیچا دکھاؤں، ساس یہ چاہتی ہے کہ میں بہو کو نیچا دکھاؤں، الا ماشاء اللہ! کوئی ہزار میں ایک آدھ گھرانہ بچا ہو گا ورنہ سب کا یہی حال ہے ـــ تو ساس بھی اسی "پیر صاحب" کے پاس جاتی ہے اور بہو بھی اسی "پیر" کے پاس جاتی ہے ـــ تو جب ساس جاتی ہے تو

"پیر صاحب" اس کو "تعویذ" وغیرہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "تمہارے مکان میں کتنے کمرے ہیں"؟ "جی تین کمرے ہیں" "باورچی خانہ کدھر ہے"؟ "جی دائیں طرف باورچی خانہ ہے"۔ "اس میں کتنے چولہے ہیں"؟ "جی دو چولہے ہیں"۔ "اچھا! باورچی خانے میں جو دائیں طرف کا چولہا ہے اس کی جو دائیں طرف اینٹ ہے اس اینٹ کو نکال کر اس کے دو فٹ نیچے یہ "تعویذ" دبا دینا، بس! تمہارا اپنی بہو پر زور چل جائے گا اور بیٹا تمہارا غلام ہو جائے گا تمہاری بہو کی بات نہیں مانے گا تمہاری مانے گا، اور میری "شیرینی" کڈھ ــــ میرا سو روپیہ یا دو سو روپیہ ــــ (آج سو روپے کی بات تو ختم ہو گئی نا جی؟ اب تو سو سو، دو دو سو، پانچ پانچ سو کی بات ہوتی ہے) ــــ میرے پیسے نکال"۔ وہ چلی گئی ــــ بہو کو پتہ چلا، یہ تو ایک بیماری ہوتی ہے نا؟ عورتیں جہاں چلنا شروع ہو جاتی ہیں ــــ جناب بہو پہنچ گئی ــــ "پیر صاحب! مجھ پر رحم کریں، یہ کریں" ــــ "تجھ پر تو بی بی! بڑا سخت جادو ہوا ہے" ــــ "اکھے جی کس طرح جادو ہوا جی"؟ "تمہارے مکان کے اندر تین کمرے ہیں کہ نہیں"؟ ــــ "ہاں جی تین ہیں" ــــ وہ سوچتی ہے "اوہو! "پیر صاحب" کو تو سب کچھ پتہ ہے ــــ "اچھا! اس میں تمہارا باورچی خانہ دائیں طرف ہے"؟ کہ "ہاں جی دائیں طرف ہے" ــــ "پیر صاحب" کو تو سب کچھ پتہ ہے، بیٹھے بیٹھے "پیر صاحب" دیکھنے نیں ــــ "اچھا! اس میں دو چولہے ہیں"؟ "جی ہاں دو چولہے ہیں" ــــ "جا کے آرام سے دائیں طرف کا جو چولہا ہے، اس کی اینٹ اکھیڑنا اور اس کے دو فٹ نیچے دیکھنا، تعویذ دبے ہوئے ہیں" ــــ اب خود جو اس نے دیئے ہیں تو اس نے تو نکالنے ہی ہیں وہاں سے۔

دَم درود، تعویذ اور دُعاء اِن چیزوں کا کوئی مخالف نہیں شریعت نے جتنی فرمائی ہیں اُتنی کریں

یہ میں آپ سے حقیقت عرض کر رہا ہوں میرے بھائیو اور عزیزو! یہ دم، درود، تعویذ اور دُعاء، اِن چیزوں کا کوئی مخالف نہیں، جو شریعت نے جتنی فرمائی ہیں اُتنی کریں۔ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کسی کو بچھو لڑ جائے، کوئی تکلیف ہو جائے تو اللہ کا نام لے کر۔۔۔ میں حدیث میں کتنی دفعہ آپ کو سنا چکا ہوں۔۔۔۔ اُس پر دَم ڈالے۔ اور اسی طرح کسی کو کوئی اور تکلیف ہو، بدنی تکلیف ہو تو قرآنِ مجید پڑھ کر اُس کو دیں۔ آپ دیکھتے ہیں میرے پاس یہاں لوگ آتے ہیں، میں اُن کو قرآن پڑھ پڑھ کے دیتا ہوں، الحمد للہ اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کے اندر شفاء ہے، یہ چیزیں برحق ہیں۔ لیکن ان سے پیسے بٹورنا اور ان سے پھر غلط باتیں۔۔۔ یہ باتیں تو غلط ہیں ناجی؟ ایک اِنسان یہ کہے کہ "میں شفاء دیتا ہوں"۔ (العیاذ باللہ) یہ تو غلط ہے۔ ایک علاج ہے، آپ کریں، شفاء دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

تعویذ دینے والوں کے غلط ڈھکوسلے اور خلقِ خدا سے فریب کاری

اچھا! اِس کے علاوہ بعض لوگ۔۔۔۔ ان کا یہ طریقہ واردات ہوتا ہے۔ تعویذ دیدیتے ہیں، اور جناب اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ "یہ میں تعویذ دے رہا ہوں لیکن اِس کی شرط یہ ہے کہ تم جا کر اس کو قبرستان میں اندھیری رات میں، جس رات چاند بھی نہ ہو، اُس رات جا کر قبرستان میں کچی قبر کے پاؤں کی طرف تھوڑی سی زمین کھود کے اِس کو دفن کر دینا مگر کالے کُتّے کا خیال نہ کرنا۔ خیال نہ آئے

تمہیں کالے کتے کا"۔۔۔ اب یہ انسان کی فطرت ہے کہ اُس کو جس چیز سے منع کرو وہ اس کو ضرور ہی آتی ہے۔ بھائی اندھیری رات ہو قبرستان ہو..... آجکل تو آدمی ویسے بھی اندھیری رات سے ڈرتا ہے..... پھر قبرستان میں جائے تو اور ڈرتا ہے، قبرستان میں تو آدمی کو دن میں بھی ڈر لگتا ہے، اور پھر اندھیری قبر کوئی دیکھے، پرانی قبر دیکھے، اس کو کھودے، تو یہ سارے کام ایسے ہیں کہ اچھے دل گردے والا آدمی بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ اور کام جو ہوتا ہے وہ منجانب اللہ ہو جاتا، اگر ہو گیا کام تو "بلّے بلّے" ہو گئی۔ "او جناب! کیا بات ہے جی؟ انہوں نے مجھے تعویذ دیا اور جناب میں پہلی فلائٹ سے سعودی عرب پہنچ گیا"۔ یہ بہت بڑی بات ہو گئی۔۔۔ او بھائی! اور جتنی دنیا آتی ہے، یہ جو سری لنکا سے آتے ہیں یہ کونسے "تعویذ" لے کے آتے ہیں؟ ان سے پوچھو "تم نے کتنے تعویذ لیے ہیں؟"۔ یہ اور دنیا سے انگریز آتے ہیں اور ہم سے اچھی تنخواہوں پر آتے ہیں، میرا خیال ہے یہ تو کوئی "بڑا تعویذ" لیتے ہوں گے؟ یہ سب جہالت ہے اور کوئی بات نہیں۔۔۔ تو یہ کہتے ہیں کہ "کالے کتے کا خیال نہ لانا"۔۔۔ اب اگر کام ہو گیا تو اس بات کا تو نام ہی کوئی نہیں لیتا اور کام نہ ہوا، پھر "پیر صاحب" کے پاس "جناب! آپ نے تعویذ دیا، اتنی شیرینی بھی لے لی، پھر بھی میرا کام نہیں ہوا؟" تو وہ پھر پوچھتے ہیں کہ "تمہیں کالے کتے کا خیال تو نہیں آیا تھا؟" وہ کہتے ہیں "جی خیال تو آیا تھا"۔ "بھائی! میں نے جو تجھے منع کیا تھا کہ کالے کتے کا خیال نہ آئے"۔ "اب کالے کتے کا خیال کیسے نہ آئے؟" وہ کہتا ہے "بس تمہیں کالے کتے کا خیال آگیا لہٰذا تمہارا کام نہیں ہوا"۔

جاہل عوام کو لڑکے لڑکیاں دینے والے جاہل پیر کیسے پھانستے ہیں؟

ایک اور تھے "حضرت"!

کوئی آدمی چلا جاتا کہ "جی دُعا کریں اور تعویذ بھی دیں کہ مجھے لڑکا مل جائے لڑکے کے لیے آیا ہوں"۔۔۔ وہ جناب تعویذ لکھ دیتے، تعویذ ایسا ہوتا کہ "لڑکا نہ لڑکی"۔ تعویذ بند کر کے دیدیا کہ "جاؤ"۔۔۔ خدا کی شان لڑکی ہو گئی، واپس آ کے کہا کہ "جناب اتنے پیسے بھی لے لیے اور لڑکی ہو گئی"۔۔۔ "اچھا! تعویذ لے کے آؤ"۔ تعویذ لائے، کھولا "اوہو! بس میں اُس وقت کسی "حالت" میں تھا، "جذب" میں تھا تو مجھے پتہ نہ چلا، میں نے لکھ دیا "لڑکا نہ، لڑکی"۔۔۔ وہ لڑکا "نہ" جو تھا نا درمیان میں اُس کو لڑکے کے ساتھ ملا دیا۔۔ "لڑکا نہ، لڑکی"۔ یعنی لڑکا نہ ہو لڑکی ہو۔۔۔ تو لڑکی ہو گئی۔۔ "اچھا! چلو اب دوسرا دیتا ہوں، پھر جب ہو گا تو بتانا"۔۔۔ دوسرا تعویذ بھی وہی لکھ دیا، آئے جی مٹھائی کے ڈبے اُٹھا کے، کہ "جی ہو گیا اے، جی لڑکا ہو گیا اے، لڑکا ہو گیا"۔۔۔ "تعویذ لاؤ"۔۔۔ دیکھا! میں نے نہ لکھا تھا؟ "لڑکا، نہ لڑکی"۔ یعنی لڑکا ہو لڑکی نہ ہو۔۔۔ "تو دیکھو! ہمارے تعویذ نے کام کیا کہ نہیں"؟۔۔۔ اور اگر کچھ بھی نہ ہو، عرصے کے بعد، دو سال تین سال گذر گئے جناب! تعویذ بندھا ہوا ہے، کچھ بھی نہیں ہوتا"۔ "بھائی! لے آؤ تعویذ لے آؤ"۔۔۔ تعویذ لے آئے، دیکھا "اوہو یار میں اُس وقت کچھ "حالت" میں تھا، میں نے اُس وقت لکھ دیا "لڑکا نہ لڑکی"۔۔۔ نہ لڑکا، تے نہ لڑکی۔ یعنی میں نے لکھ دیا "کچھ بھی نہ ہو"۔ اس لیے کچھ بھی نہیں ہوا، اب تمہیں دوسرا دیتا ہوں"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے متعلق بات چیت

یہ میں حقیقت آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ یہ باتیں ہوتی ہیں، اور لوگ ہنس جاتے ہیں، لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر یہ باتیں سچی ہوتیں۔۔۔ میرے بھائیو

اور عزیزو! آپ خود اندازہ فرمائیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ذاتِ عالی سے اونچا کوئی ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے ہوئے مگر تینوں بچپن میں فوت ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواجِ مطہراتؓ میں بوقتِ عقد کنواری تھیں، ان کے ساتھ حضور کو بڑی محبت تھی، نو سال تک حضور کے ساتھ رہیں، نہ بچہ ہوا نہ بچی، کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اب حضور سے بڑا کوئی ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض بھی کیا "حضرت! کچھ بھی نہیں ہوا؟" فرمایا "عائشہؓ! یہ خزانہ میرے پاس تو نہیں، یہ خزانہ تو اللہ کے پاس ہے، يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ" (الشوریٰ ۴۹)۔

آپ دیکھتے ہیں جو غریب آدمی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اتنی اولاد دیتا ہے، سال کے اندر دو دو بچے، تین تین بچے، اور جناب میلہ لگا ہوا ہے آ رہے ہیں اور آ رہے ہیں، اللہ ہی کی مہربانی ہے۔ اور بعض بہت موٹے موٹے ہوتے ہیں، بڑے پیسوں والے، عرصۂ دراز تک کوئی اولاد نہیں، نہ لڑکا، نہ لڑکی، کبھی کسی کالے کے پالتے ہیں، کبھی کسی گورے کے پالتے ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے علاج کرانے کے لیے جاتے ہیں، کوئی کہاں ٹکریں مارتے ہیں، کوئی کہاں ٹکریں مارتے ہیں، اللہ نہیں دیتا تو کہاں سے لاؤ گے؟ دو دو شادیاں کرتے ہیں، تین تین شادیاں کرتے ہیں، کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ لیکن بعض ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ "کتنے ہو گئے؟" "تیرہ ہو گئے جی الحمدللہ"۔ یہ دین اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

بعض "جاہل پیر" لوگوں کو اللہ کے فضل کی بجائے اپنے تصرف کا سبق دیتے ہیں

میں یہ آپ سے اس لیے عرض کر رہا ہوں میرے بھائیو اور عزیزو! کہ ایمان پختہ رکھنا چاہیئے۔ بعض اوقات انسان پریشان ہو جاتا ہے، لیکن وہ اس لیے کہ ہمارے ایمان کمزور ہیں، اگر ایمان قوی ہو تو جو چیزیں جس حد تک جائز ہیں وہ ضرور کریں، اللہ کے نیک بندوں سے جا کر دعاء کرائیں حق ہے۔ اللہ کے نیک بندوں سے تعویذ لیں حق ہے۔ ہم تعویذ کرتے ہیں، تعویذ دیتے ہیں، تعویذ لیتے ہیں، ٹھیک ہے، لیکن اس کو مؤثر بالذات نہیں سمجھتے۔ یعنی کسی بزرگ سے آپ نے دعاء کرانی ہے تو ان سے یوں کہیں کہ "حضرت! دعا فرمائیں کہ اللہ مہربانی فرمائے"۔ یہ صحیح ہے ... میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ بعض لوگ ایسے ہیں جنکے پاس لوگ "دعاء" کے لیے جاتے ہیں، اور پھر اگر وہ کہدیں کہ "جی آپ نے دعا فرمائی، اللہ نے بڑا فضل کیا، میرا کام ہو گیا"۔ تو وہ کہتے ہیں "یہ کیوں کہتے ہو کہ اللہ نے فضل کیا، اللہ تو پہلے بھی ادھر تھا یہ کہو کہ "تمہارے پاس آیا ہوں تو کام ہوا ہے"۔ وہ مریدوں سے کہلواتے ہیں۔ تو یہ غلط بات ہے، کام کرنے والی اللہ کی ذات ہے یا کوئی اور کرنے والا ہے؟

وسیلہ جائز ہے لیکن مؤثر بالذات اللہ تعالیٰ ہیں

اب دیکھئے! ہم سب ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں (جن کے ماں باپ زندہ ہیں اللہ ان کو سلامت رکھے، جن کے فوت ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے) ۔ سب ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں نا؟ لیکن پیدا کس نے کیا؟ اللہ تعالیٰ نے کیا، یہ بظاہر ایک سبب تھے۔ اس لیے فرمایا کہ "ماں باپ کا احترام کرو، ماں باپ کا احترام کرو، ماں باپ

کا احترام نہیں کرو گے تو تمہاری کوئی نیکی بھی قبول نہیں ہوگی، اللہ بھی راضی نہیں ہوگا"۔۔۔ اب اگر کوئی کہہ دے "اوجی ماں پیو نا کیہہ لے بادشاہو؟ اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا ایہا، بس خدا پیدا کیتا، ماں باپ کا کیا ہے؟"۔۔۔ یہ غلطی پر ہے۔ ماں باپ وسیلہ ہیں، ماں باپ واسطہ ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں لایا ہے ماں باپ کے ذریعہ سے۔ تو اس چیز کا کوئی مخالف نہیں ہے، اللہ کے نیک بندوں سے دعا کراؤ، اعتقاد اس پر رکھو اور یہ ایمان رکھو کہ کرنے والی ذات اللہ کی ہے وہ چاہے تو ہوتا ہے نہ چاہے تو نہیں ہوتا۔۔۔ حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ۔ اے اللہ! جس کو تُو دے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تُو نہ دے کوئی دے نہیں سکتا، جو تُو چاہے وہی ہوتا ہے، جو تُو نہ چاہے کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہو سکتا ہے؟ نہیں ہو سکتا! جو اللہ چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے، جو اللہ نہ چاہیں وہ نہیں ہوتا۔ ساری کائنات لگی رہے بلکہ ساری دنیا کے اندر جو کچھ ہے سب لگا رہے، ایک پتہ بھی نہیں ہلا سکتے جبتک کہ اللہ کی مشیت نہ ہو، اللہ تعالیٰ جس چیز کو کرنا چاہیں کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سائل سوالات کرتا رہا وہ جبریلؑ تھے لیکن صحابہ کرامؓ کو علم نہ تھا

تو یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے بات پوچھی جا رہی ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔۔۔ تو صحابہ کرامؓ موجود ہیں۔۔۔ پھر اس کے بعد آپ دیکھئے۔۔۔! اس حدیث کے آخر میں آئے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ جو شخص آیا، سوال و جواب کیے، یہ کون تھا؟" صحابہ کرامؓ نے کہا "حضرت! ہمیں نہیں پتہ"۔۔۔ فرمایا "یہ جبریل تھا" (علیہ السلام) سید الملائکہ، یہ جبریل تھا۔۔۔ اب

جبریل علیہ السلام آئے ہیں، صحابۂ کرامؓ دیکھ رہے ہیں ـــــ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ نہیں ؟ لیکن صحابۂ کرامؓ کو یہ نہیں پتہ کہ یہ کون ہے ؟ صحابۂ کرامؓ کو علم نہیں، صحابۂ کرامؓ کو نہیں پتہ ـــــ صحابہؓ سے بڑا ولی کوئی ہو سکتا ہے ؟ صحابۂ کرامؓ ! جو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے جانشین اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض یافتہ، صحبت یافتہ، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے، نورِ نبوت سے جن کے سینے جگمگا رہے ہیں وہ بھی نہیں جانتے کہ پاس بیٹھنے والا کون ہے ؟ اس لیے حضور نے فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) اِنَّهٗ جِبْرِيْل، یہ جبریل تھا، تمہیں پتہ نہیں چلا ؟" حضرت ! ہمیں نہیں پتہ چلا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے تو آپ اُن کو پہچان نہ سکے

اور یہ تو صحابۂ کرامؓ ہیں ـــــ قرآن مجید میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے، انسانی شکل میں آئے، ابراہیم علیہ السلام نے اُن کو نہیں پہچانا، ابراہیم علیہ السلام جلدی جلدی دُنبہ ذبح کر کے اُس کو ـــــ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ (ھود ۶۹) بچھڑا تل کر اس کو جلدی جلدی لے آئے، لیکن دیکھا کہ وہ کھاتے نہیں ہیں، تو ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا "کھاتے کیوں نہیں ہو ؟" ـــــ انہوں نے کہا "حضرت ! ہم انسان نہیں ہیں ہم تو فرشتے ہیں" ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں پہچان سکے، حالانکہ آپ خلیل اللہ ہیں پھر بھی نہیں پہچان سکے۔

آج کے درس کا خلاصہ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے میرے بھائیو اور عزیزو! کہ جس چیز کا علم اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں، جتنا عطا فرمائیں وہ ہوتا ہے، نہ عطا فرمائیں نہیں ہوتا۔

تو یہاں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کا علم مجھے بھی اُتنا ہی ہے جتنا کہ پوچھنے والے کو ہے"۔

اللہ تعالیٰ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، عقیدہ صحیح نصیب فرمائے۔ آمین

اپنی بدحالی سے یہ کہتے بھی شرماتے ہیں ہم
جا پڑیں قدموں پہ اُن کے جن کے کہلاتے ہیں ہم
آپؐ کا جب ذکر چھڑتا ہے کسی عنواں سے
گوش بر آواز بزمِ دو جہاں پاتے ہیں ہم

درسِ حدیث

(۲۴)

منعقدہ ۵ر جنوری ۱۹۸۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیامت کی نشانیاں اُس سائل نے یہ پوچھا تھا "حضرت! قیامت کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ قیامت کب قائم ہوگی؟" تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس سے بات پوچھی جارہی ہے وہ بھی اُتنا ہی جانتا ہے جتنا بات پوچھنے والا جانتا ہے!" پھر اُس نے کہا فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنۡ اَمَارَاتِھَا، حضرت! اُس کی جو نشانیاں ہیں وہ ارشاد فرمائیں، تاکہ اُن نشانیوں سے کچھ پتہ چل سکے!" ــــ تو کچھ نشانیاں یہاں بھی ارشاد فرمائیں اور بعض نشانیاں دُوسری احادیث میں بھی ہیں، جیسے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے قائم ہونے سے پہلے سُورج مغرب کی طرف سے طلوع کرنا شروع کردے گا" ــــ ابھی تو مشرق سے طلوع کرتا ہے نا! لیکن قیامت سے پہلے مغرب سے طلوع کرنا شروع کردے گا، اور فرمایا "اُس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی" ــــ اور اس طرح اور بھی کئی نشانیاں ہیں، جو مختلف احادیث کے اندر مختلف جگہ پہ ارشاد فرمائیں ــــ یہاں ارشاد

فرمایا کہ ایک نشانی تو یہ ہے کہ لونڈی..... أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، کہ جنے گی لونڈی اپنی تربیت کرنے والی کو ــــ لونڈی اپنی آقا کو جنے گی، یوں سمجھ لیجئے آسانی کے ساتھ کہ لونڈی اپنی آقا کو، اپنی مالکہ کو جنے گی ــ اس کے بہت سے معنے علماء حدیث نے ارشاد فرمائے ہیں۔ میرے آپ کے سمجھنے کے لیے یہ ہے کہ جو جنتی ہے وہ ماں ہوتی ہے نا؟ ماں سے پیدا ہوتی ہے، تو ماں کا مقام ایسا ہو جائے گا گویا ماں نوکرانی ہے، ماں لونڈی ہے اور جو اُس نے جنی ہے وہ اس کی مالکہ ہے، بیٹی یوں ہو جائے گی گویا وہ ماں پر حکم چلانے والی ہے، ماں اس کی نوکرانی ہے، ماں اس کی باندی ہے، لونڈی ہے اور جو بیٹی ہے وہ آقا اور مالکہ ہے۔ یعنی اولاد ماں باپ کی اتنی نافرمان ہو جائے گی، یہاں بیٹے بھی مراد ہیں لیکن بیٹیوں کا خاص طور پر اس لیے ارشاد فرمایا کہ بیٹیوں کے اندر چونکہ شرم و حیاء زیادہ ہوتا ہے نا؟ لیکن اتنی شرم و حیاء ہونے کے باوجود پھر بھی وہ اس قدر بیباک اور باغی ہو جائیں گی کہ وہ ماں پر حکم چلائیں گی، جب بیٹی اس طرح حکم چلائے گی تو بیٹوں کا کیا کہنا؟ بیٹے تو ماں باپ پر بہت زیادہ حکم چلائیں گے ــــ آج آپ دیکھ لیجئے! اولاد ماں باپ پر کس طرح حکم چلاتی ہے؟ بیٹے ماں باپ کی کیسے نافرمانی کرتے ہیں؟ اور بیٹیاں کس طرح نافرمانی کرتی ہیں؟ ــ بیٹیاں جی ــ بیٹیوں کو پڑھاؤ لکھاؤ، کچھ عرصے کے بعد پھر بیٹیاں کہہ دیتی ہیں ماں کو کہ "ماں! تینوں کیہہ پتہ اے؟ چپ کر کے بیٹھ، خبردار! جے توں بولی ہے گی ایں تے"۔ پھر پشتو مارنیاں نیں، تے پنجابی مارنیاں نیں، تے انگریزی مارنیاں نیں، تے پھر کٹ پٹ کرتیاں نیں ــــ وہ پھر ماں کو ماں نہیں سمجھتیں۔ اسی طرح لڑکے پڑھ لکھ کے، ماں باپ اپنے خون پسینے کی کمائی لگاتے ہیں، اولاد

کو پڑھاتے ہیں، اولاد بڑی ہو کر پھر ماں باپ کی ایسی نافرمان ہو جاتی ہے کہ وہ ماں باپ کو ماں باپ کہتے ہوئے شرماتی ہے۔

ایک بدنصیب بیٹے نے دوستوں کے سامنے باپ کو اپنا نوکر ظاہر کیا

ہمارے علاقے میں ایک لڑکا تھا، باپ اس کا غریب مزدور بیچارہ اس نے پہلے تو بیٹے کو اپنے گاؤں میں پڑھایا، جب وہ میٹرک پاس کر گیا تو اس کو کالج میں داخل کرا دیا۔ اب کالج میں آ گیا لڑکا، کچھ عرصے کے بعد اس کا باپ اسے ملنے کے لیے آیا۔ تو..... (اللہ تعالیٰ سب کو ایسی کیفیات سے محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ سب کو ماں باپ کا ادب و احترام نصیب فرمائے)..... وہ بے ادب و گستاخ لڑکا اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے..... چونکہ وہ بوڑھا بابا جو تھا اس نے بیٹے سے باتیں وغیرہ کیں، تو وہ جب چلا گیا تو اس کے دوستوں نے اس سے پوچھا کہ "یہ کون تھا؟" تو وہ کہنے لگا "یہ ہمارا نوکر تھا" ـــــ ابھی زندہ ہے وہ لڑکا ـــــ ابھی بھی ہے ـــــ وہ کہتا ہے "یہ ہمارا نوکر ہے" ـــــ تو باپ کو اس نے نوکر کہا۔ اس لیے کہ اگر میں لڑکوں کے سامنے یہ کہہ دوں گا کہ "یہ میرا باپ ہے" تو کہیں گے کہ "یہ تیرا باپ کیسا ہے"؟ اگرچہ وہ کہیں یا نہ کہیں، لیکن اس کے دل کے اندر کچھ عزت نہیں تھی باپ کی۔

لڑکیاں بھی ماؤں سے گستاخی سے پیش آتی ہیں

اسی طرح لڑکیاں..... ہمارے ہاں تو اکثر یہ بات لگی رہتی ہے..... حضرت والد صاحب کے پاس آ جاتی ہیں عورتیں کہ "حضرت! کچھ دعا فرمائیں، تعویذ عطا فرمائیں بچی بڑی نافرمان ہو گئی ہے" ـــــ تو والد صاحب دامت برکاتہم پہلے پوچھتے ہیں کہ "لڑکی کو کیا

پڑھایا؟ کچھ پڑھایا کہ نہیں؟"۔۔۔"جی کیہہ کراں، پڑھایا تے بہوں اے"۔۔۔ "کیا پڑھایا؟ قرآن پڑھایا؟"۔۔۔"قرآن تے میں بھی نہیں پڑھی آں جی"۔۔۔ "اچھا اور کیا پڑھایا؟"۔۔۔"بس جی پی ٹی سی (P.T.C) کرائی، اُستانی لگا دی۔۔۔اور پتہ نہیں کیا پڑھا دیا۔۔۔اب تو جی مجھے جواب دیتی ہے، مجھے کہتی ہے "تو گھر سے نکل جا"۔۔۔تو والد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ "جاؤ، اور پڑھاؤ! پڑھاتے وقت مجھ سے پوچھا تھا؟ جب تمہارے سر پر سوار ہوگئی ہے تو اب ہمارے پاس کیا لینے کے لیے آئی ہو؟ ہم کیا دعا کریں"؟

گستاخ اولاد کے ماں باپ سارے بگاڑ کے خود ذمہ دار ہیں

فارسی کا ایک شعر ہے ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

یعنی "میرے ہاتھ اور پاؤں تو نے باندھ کر مجھے دریا میں پھینک دیا اور پھر مجھ سے یہ بھی کہتے ہو کہ دیکھنا! پانی ہے، اپنا دامن بچانا، کہیں تیرا دامن گیلا نہ ہو جائے"۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اسباب تم خود پیدا کرو، گھروں کے اندر بغاوت کے اور پھر یہ کہو کہ "اولاد نافرمان ہوگئی"۔۔۔اولاد نے تو نافرمان ہی ہونا ہے نا؟۔۔۔بیٹوں کو، بیٹیوں کو قرآن پڑھایا؟ اُن کو قرآن کی تعلیم دی؟ اُن کو بتایا کہ ماں باپ کا یہ احترام ہے؟ ماں باپ کا یہ ادب ہے؟ جب اُن کو بتایا نہیں تو اُن کی بھی غلطی نہیں، اُن کو کیا پتہ ہے؟ اگر اُن کو بتایا ہوتا کہ "اگر ماں باپ کی نافرمانی کی، ماں باپ کے سامنے اُف بھی کہا

تو اللہ سارے عمل برباد کردے گا، کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی، اور اگر ماں باپ ناراض ہیں تو خدا بھی ناراض ہے۔" یاد رکھئے! اگر یہ بات آپ اولاد کو سکھائیں پڑھائیں، بتائیں تو پھر بھائی اولاد کیوں نافرمانی کرے گی؟ ماں باپ کا بھی اس میں قصور ہے، غلطی ماں باپ کی بھی ہے۔

ایک "باپ" کے تین "بیٹے" ایک اُس سے "بڑا" دوسرا اُس کے "برابر" اور تیسرا اُس سے "چھوٹا"

تو لڑکیاں ماں کو جواب دیتی ہیں ــــ لڑکیاں ماں کو ایسا سمجھتی ہیں گویا یہ ہماری نوکرانی ہے ــــ ایک شخص حضرت اباجی مدظلہ کی خدمت میں آیا، حضرت نے پوچھا "کتنے بیٹے ہیں تمہارے؟" کہنے لگا "جی میرے تین بیٹے ہیں" ــــ "اچھا کتنی عمر ہے ماشاءاللہ؟" کہ "جی ایک تو مجھ سے "بڑا" ہے ــــ ایک بیٹا مجھ سے "بڑا" ہے، اور ایک میرا "ساتھی" ہے "ہم عمر" ہے اور ایک مجھ سے "چھوٹا" ہے" ــــ "یہ کیسے؟" کہ "جی "بڑا" تو اس لحاظ سے کہ جب صبح ہوتی ہے تو مجھے "آرڈر" دے کر چلا جاتا ہے کہ بابا! فلاں کام کرنا ہے، لالہ! فلاں کام کرنا ہے، یوں کرنا ہے، یوں کرنا ہے، یوں کرنا ہے" ــــ وہ مجھے "آرڈر" دے کر چلا جاتا ہے، تو "بڑا" ہو گیا نا جی؟ مجھے جب "آرڈر" دیتا ہے تو "بڑا" ہو گیا کہ لالہ! یہ بھی کرنا، بابا! یہ بھی کرنا، یہ بھی کرنا، یہ بھی کرنا" ــــ اور جو میرا "ساتھی" ہے وہ میرے کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹا دیتا ہے کبھی کبھی، وہ کہتا ہے "چل لالہ! توں نہ کر میں کر دیساں" ــــ "ابو جی آپ نہیں کریں یہ کام میں کر دوں گا" ــــ تو وہ میرا "ساتھی" ہے۔ جو "چھوٹا" ہے وہ میرا ادب اور احترام کرتا ہے، مجھے جب دیکھتا ہے تو کہتا ہے "نہیں ابو جی! آپ بیٹھیں سارا کام میں کروں گا" ــــ تو ایک "چھوٹا" ہے، ایک "بڑا" ہے، ایک میرا "ہم عمر"

ہے"۔۔۔ تو بھائی! جب اولاد اس طرح ہو، ماں باپ پر حکم چلائے، تو پھر یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

قیامت کی دوسری نشانی! بکریاں چرانے والے بڑی بڑی بلڈنگیں بنائینگے

حضور نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رُعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ۔ تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں چلنے والے، غریب لوگ بڑی بڑی بلڈنگیں اور محلات بنائیں گے اور اس پر فخر کریں گے۔۔۔ آج دیکھئے کتنی بڑی بڑی بلڈنگیں کھڑی کر دیں! یہ "ننگے پاؤں چلنے والے" تھے، بکریاں چرانے والے تھے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے سونا نکال دیا۔۔۔ سیال سونا۔۔۔ کروڑوں اربوں کے محلات کھڑے کر دیئے، اتنی بڑی بڑی بلڈنگیں بن گئی ہیں اور ان میں کوئی رہتا ہی نہیں، خالی پڑی ہیں، آبادی کم، بلڈنگیں زیادہ، سب کا یہی حال ہے۔۔۔ جتنی جگہ پر بھی یہ بکریاں چرانے والے تھے سب کو اللہ تعالیٰ نے دیا اور انہوں نے آج یہ کیا کیا کھڑا کر دیا؟ حالانکہ یہ کوئی فخر کی چیز نہیں ہے، یہ تو مٹی ہے۔ بھائی مٹی پر ایک آدمی پیسے لگاتا ہے، یہ کوئی سمجھداری کا کام ہے؟ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی، سب چیزیں ختم ہو جائیں گی، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن ۲۶، ۲۷) یہ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی، کچھ بھی نہیں رہے گا، انسان کو اپنے اعمال کام آئیں گے۔ تو اعمال کی طرف تو توجہ نہیں، آج ان چیزوں کی طرف بڑی توجہ ہے۔ فلانی بلڈنگ بن گئی، فلانی بلڈنگ بن گئی، یہ بنا دو، وہ بنا دو، اتنے کا ٹھیکہ ہو گیا ہے، اتنے کا ٹھیکہ ہو گیا۔۔۔ اور جناب یہ وہ لوگ، جو بکریاں چرانے والے، ننگے پاؤں

چلنے والے بڑے بڑے محلات بنا رہے ہیں۔

صحابۂ کرامؓ نے سید المرسلین کو بھی دیکھا اور سید الملائکہ کو بھی دیکھا

تو آج سے چودہ سو سال پہلے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات ارشاد فرمائیں ——

قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ وہ آدمی اس کے بعد چلا گیا —— وہ جو آیا تھا نا؟ آپ کو یاد ہوگا —— الحمد للہ کافی دنوں سے یہ حدیث چل رہی ہے، وہ جو آدمی آیا، اس نے یہ سوال جواب پوچھے، اس کے بعد وہ چلا گیا، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں بڑے غور و فکر میں ڈوب گیا، بڑا متفکر ہو گیا، کیا بات ہو گئی؟ کون تھا؟ کیسا تھا؟ ایسے سوال، ایسے جواب، بڑی عجیب باتیں ہو گئیں؟ —— ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ، پھر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ "اے عمرؓ! أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟ کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا؟" ——

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں، اور بھی صحابہؓ ہیں لیکن حضورِ انور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کیا کہ "اے عمرؓ! تجھے پتہ ہے یہ سائل کون تھا؟ یہ جس نے سوال و جواب کیے، یہ جس نے مجھ سے باتیں پوچھیں، تو نے پہچانا ہے اس کو؟ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، میں نے عرض کیا "اللہ جانتا ہے، اللہ کا رسول جانتا ہے، حضرت! ہمیں کیا پتہ؟ ہم تو بڑے حیران و پریشان تھے، ہمیں نہیں پتہ!" قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ، فرمایا یہ جبریل تھا، (علیہ السلام)

صحابۂ کرامؓ کی کتنی شان ہے بھائی؟ صحابہؓ وہ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، سید الملائکہ کو دیکھا —— اور

سَیِّدُ الْاَوَّلِیْن وَالْاٰخِرِیْن، اِمَامُ الْمُتَّقِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھا اور سید الملائکہ کو بھی دیکھا۔ سید المرسلین کو بھی دیکھا، سید الملائکہ کو بھی دیکھا۔ صحابہ کرامؓ کتنے خوش نصیب لوگ تھے؟

تو فرمایا اے عمر! یہ جبریل تھا، اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ تمہارے پاس آیا اور تمہیں تمہارا دین سکھا کر چلا گیا، یہ دین سکھانے کے لیے آیا تھا۔"

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر مؤدب نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا

میں نے جمعہ کے دن بھی عرض کیا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں یہ تمنا اور آرزو رہتی تھی کہ باہر سے کوئی آئے اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے، آپ جواب ارشاد فرمائیں اور ہم بھی ساتھ سن لیں ـــــ کیونکہ صحابہ کرامؓ ادب کے مارے بولتے نہیں تھے۔ ـــــ ادب تھا ـــــ خاموش بیٹھے رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، جو حضور فرماتے سن لیتے ورنہ خاموشی سے بیٹھے رہتے تھے۔ مگر دل میں یہ خیال ہوتا کہ باہر سے کوئی آئے، کچھ سوال و جواب کرے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب ارشاد فرمائیں گے تو ہم بھی سن لیں گے۔

تو صحابہ کرامؓ کے دلوں کی حالت اللہ تو جانتا ہے ناجی؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو سائل بنا کر بھیجا کہ آپ جاؤ اور جا کر میرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے یہ سوال پوچھو، وہ جواب ارشاد فرمائیں گے تو صحابہ کرامؓ جو ساتھ بیٹھے ہیں، جو پاکیزہ جماعت بیٹھی ہے وہ بھی سن لے گی۔"

اختتامی کلمات

اس حدیث کے اندر بہت سی باتیں تھیں جو مجھے آتی تھیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق فرمائے، اور اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے بعد اپنی ذات سے ڈرنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

دُعاء

درود شریف پڑھ لیجئے ایک دفعہ سب حضرات محبت کے ساتھ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط یا اللہ! ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما، یا اللہ! پریشانیاں سب کی دُور فرما، یا اللہ! تیرے نبی کی حدیثِ پاک کا درس تیری توفیق کے ساتھ یا اللہ! مجھ گنہگار کو جو کچھ آتا تھا میں نے عرض کیا یا اللہ! اپنی رحمت کے ساتھ قبول و منظور فرما، یا اللہ! مجھ گنہگار کے کہنے میں کوئی غلطی ہو تو اپنی رحمت سے معاف فرما، میرے ان بھائیوں کے سننے میں کوئی غلطی ہو تو اپنی رحمت سے معاف فرما، یا ربّ العالمین! صحیح بات پر ہم سب کو صدقِ دل سے عمل کی توفیق عطا فرما، یا ربّ العالمین! سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمت کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرما، صحابۂ کرامؓ کو بھی جزاءِ خیر عطا فرما، یا ربّ العالمین! سب کے درجات کو مزید بلند فرما، یا الٰہ العالمین!

دینی دُنیوی مقاصد سب کے پورے فرما۔ یا اللہ! جن اساتذہ نے، جن بزرگوں نے ہمیں پڑھایا، ہمیں سکھایا، یا اللہ! جو دُنیا سے گذر چکے ہیں، یا اللہ! اُن کی قبروں کو جنّت کے باغوں میں سے باغ فرما، یا اللہ! جو سلامت ہیں اُن کو دیر تک سلامت رکھ، الٰہ العالمین ان پر مزید اپنی رحمتیں نازل فرما۔ یارب العالمین! تُو سب سے راضی ہو جا۔ یا اللہ! جن کے ماں باپ زندہ ہیں، اُن کا ادب اور احترام سب کو عطا فرما، یارب العالمین! جن کے ماں باپ دُنیا سے جا چکے ہیں، اولاد کو اُن کے لیے ایصالِ ثواب کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! اُن کی رُوحوں کو ہم سے راضی فرما۔ (آمین)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

جمالِ عالمِ امکاں، کمالِ فکر و نظر
ترے کمال پہ حیراں، جمال پر شششدر

عطا و لطف و کرم کا محیط آپؐ کی ذات
فلاح و رُشد و ہدایت کا آپؐ ہی محور

شناختی کارڈ ضروری ہے مگر شناختی چہرہ بھی ضروری ہے

تاکہ مسلمان ایک دوسرے کو پہچان لیں اور قبر میں فرشتے بھی پہچان لیں اور قیامت میں سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہچان لیں۔ شناختی کارڈ بنوانے کی تاریخ تو بڑھائی جا سکتی ہے لیکن شناختی چہرہ بنوانے کیلئے مہلت ملنے کی کوئی ضمانت نہیں اور شناختی کارڈ تو یہاں ہی رہ جائے گا لیکن شناختی چہرہ قبر میں، حشر میں ساتھ جائے گا۔

● ایک حدیث شریف میں حضرت زید ابن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ کسریٰ کی طرف سے آئے ہوئے اُن دو سفیروں کی طرف نظر نہیں فرمائی جو داڑھیاں منڈائے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: "تباہ ہو! ایسی شکلیں بنانے کے لیے تمہیں کس نے کہا ہے؟" انہوں نے کہا ہمارے بادشاہ کسریٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیکن میرے بادشاہ اللہ پاک نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے"۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان غیر مسلم نمائندوں کی ایسی شکلیں دیکھ کر ناراض و ناخوش ہوئے تو مسلمانوں کی ایسی شکلیں دیکھ کر کیسے خوش ہو سکتے ہیں؟ مرنے کے بعد قبر میں ہمیں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دکھایا جائے گا اُس وقت بدبختی اور تاسف کا کیا حال ہوگا؟ اللہ بچائے! کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ یہ توقع ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف سے گواہی دیں گے، شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا چہرہ جو آپ کی سنت کے مطابق نہ ہوگا، دیکھ کر اپنا رُخ پھیر لیں، یہ کس قدر بدبختی کی بات ہوگی)۔

● حدیث شریف میں آتا ہے "جو جن کو اپناتا ہے ان کا رہن سہن اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سمجھا جائے گا" (صاف ظاہر ہے کہ داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کے خلاف اور حضور علیہ السلام کے دشمنوں کا طور طریقہ ہے جسے آج بدقسمتی سے بعض مسلمان اختیار کیے ہوئے ہیں)۔

● ایک اور حدیث شریف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو مونچھیں نہیں کٹاتا وہ ہم میں سے نہیں ہے" (دیکھئے تنبیہ کتنی سخت ہے، جو لمبی مونچھوں والے خود کو بڑا سمجھتے ہیں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کا رکن ماننے سے انکاری ہیں)۔

● ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک داڑھی قبضہ (مٹھی) سے کم کر دینا کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔ (آجکل "فیشنی" داڑھی رکھنے کا رواج بھی عام ہے کہ چہرے پر معمولی معمولی بال رکھ لیے، حالانکہ ایسی داڑھی تو سنتِ رسول کے ساتھ صریح مذاق ہے)۔

● مولانا میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قتیل کی حکایت بیان کی ہے کہ اُن کی صوفیانہ باتیں سُنکر ایک ایرانی متاثر ہُوا اور ان سے ملنے کیلئے چل پڑا، جب وہ مرزا کے پاس پہنچا تو ایرانی نے دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی مُونڈ رہے ہیں، وہ سخت حیران ہُوا اور بولا "آغا! آپ اپنی داڑھی مُونڈ رہے ہیں؟"۔ مرزا نے جواب دیا "جی ہاں! میں اپنے بال مونڈ رہا ہوں میں کسی کا دل نہیں دکھا رہا" اور صوفیانہ نظریہ کا حوالہ دیا کہ "آپ خود کو جیسے چاہیں کر لیں لیکن اللہ عزّ وجلّ کی مخلوق کا دل نہ دُکھائیں"۔ ایرانی یہ سُنکر بغیر کسی پس و پیش کے بولا "ارے آپ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دُکھا رہے ہیں،

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کسی کا دل نہیں دُکھا رہے جبکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دُکھا رہے ہیں"۔ یہ سُنکر مرزا گر گئے اور بیہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) "اللہ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے تم نے تو میری آنکھیں کھول دی ہیں، اور تمام ارواح کے بادشاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ذاتی تعلق پیدا کر دیا ہے"۔

● یوں تو اور بھی بہت سے گناہ ہیں لیکن اُن گناہوں میں مبتلا شخص صرف اُسی وقت تک گنہگار رہتا ہے جب تک وہ یہ کام کر رہا ہوتا ہے لیکن داڑھی کا مُونڈنا ایک ایسا کام ہے جو مسلسل اور ہر حالت میں ساتھ ساتھ رہتا ہے، جبکہ نماز ادا کرتے ہوئے بھی یہ گناہ ساتھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ روزہ میں، حج و عمرہ میں بھی یہ گناہ ساتھ رہتا ہے۔

● اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہنا اور اطاعت و تعمیل واجب ہے ـــــ انتظار کس بات کا ہے؟ موت تاک میں ہے، ایک پل کا بھی بھروسہ نہیں، فوری عمل کیجئے، آج کے اعمالِ صالحہ کل قیامت کے دن کام آئیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و نورانی طریقوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

ماخوذ از:

(۱) "سُنّت الانبیاء" مصنفہ حضرت مولانا الحاج قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ شائع کردہ:۔ دارالارشاد مدنی روڈ اٹک شہر (پنجاب)

(۲) "داڑھی کی شرعی اہمیت" مصنفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ شائع کردہ:۔ صدیقی ٹرسٹ کراچی

کرسکوں گا، آج بینک بیلنس ہے میرا لیکن ایک دن ایسا بھی آئے گا جب میرے دستخط نہیں چلیں گے، میں کچھ بھی نہیں کرسکوں گا، تو وہ بینک میں حرام اکٹھا نہ کرے، وہ اپنی اولاد کیلئے حرام اکٹھا نہ کرے، وہ اپنی اولاد کے لیے حرام کا مکان نہ بنوائے، جسے یہ یقین ہو کہ کچھ دنوں کے بعد، کچھ سالوں کے بعد میں نے اس دنیا سے ضرور جانا ہے۔ اور یہ فکرِ آخرت جو ہے آج ہم مسلمانوں میں تقریباً ختم ہوتی جارہی ہے۔ سورۃ التکاثر میں ہے: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ بڑھاپے تک دنیا کی خواہشات نے تمہیں تباہی کی طرف دھکیلے رکھا، تم بوڑھے ہوگئے لیکن اپنی موت کو تم نے یاد نہ کیا۔ اور ایک ترجمہ اس کا یہ بھی ہے کہ تم نے قبریں بھی دیکھ لیں لیکن موت کو تم نے یاد نہ کیا۔ ہم نے موت کو بھلا دیا، آخرت کو ہم نے بھلا دیا کہ ہم نے وہاں بھی جانا ہے۔ ہم نے چند فٹ جگہ کو بھلا دیا اور کنالوں کے پیچھے ہم دوڑ رہے ہیں۔ وہاں قبرستان میں جب مُردے کو دفن کرتے ہیں... (اللہ تعالیٰ تمام اموات کی مغفرت فرمائے) میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری سوچ کیا ہے؟... اس پر جب مٹی ڈالتے ہیں تو تھوڑا وقت باقی ہوتا ہے۔ میں نے جو باتیں سُنی ہوئی ہیں وہ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ لوگ کھڑے ہوتے ہیں ہمارے محرم بھائی یہ کہتے ہیں کہ جی "اس جگہ پلاٹوں کی کیا قیمت ہے؟ یہاں پلاٹ کس طرح ملتے ہیں؟ یہ علاقہ ابھی تک تو ویران ہے لیکن آبادی بڑھ رہی ہے، ہاں آبادی پہنچ گئی ہے، یہاں پلاٹ..... اپنی موت کو بھول گئے، حالانکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے کہ کسی کے جنازے کو دیکھو تو یاد کرو کہ ایک دن تمہیں بھی اسی طرح چارپائی پہ ڈالا جائے گا۔ کسی کی موت کی خبر سُنیں تو ہمیں کیا حکم ہے؟ کسی کی موت کی خبر سُنیں ہم کیا پڑھیں؟ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۵۶) یہ پڑھتے ہیں، یعنی ہم سب اللہ کیلئے ہیں، ہم سب نے اللہ کی طرف لوٹ کے جانا ہے، کسی کی موت کو سُن کے اپنی موت کو یاد کرو۔ ہمارے ہاں جو کتابیں ہیں، بچوں کیلئے جو لکھی جاتی ہیں چھوٹی جماعتوں آٹھویں، ساتویں چھٹی میں اُن میں

جو کہانیاں وغیرہ لکھی جاتی ہیں اُن میں یہی تاثر دیا جاتا ہے کسی کو موت کی خبر پہنچائی گئی کہانی جو لکھتے ہیں، افسانے وغیرہ اُس میں کہ جی فلاں مر گیا، اسے تو یہ چاہیئے کہ وہ یہ کہے کہ "ہاں! مر گیا، موت آنی تھی، وقت معین تھا، وہ بھی چلا گیا ہم بھی جانے والے ہیں"۔ اس کا ترجمہ یہی ہے اِنَّا لِلّٰہِ..... الخ۔ ہم سب اللہ کے لیے ہیں، وہ بھی چلا گیا ہم بھی چلے جائیں گے۔ جب یہ تصور کرے گا تو دوسرے کی موت کا صدمہ سُننا اور اُسے برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔ لیکن ہم چونکہ موت سے ڈرتے ہیں، ہمارے ناولوں میں اور ہماری کتابوں میں بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی موت کی خبر دی گئی کہ "فلاں مر گیا ہے"۔ تو کانوں پر ہاتھ رکھ کے، چیخ کے، چلا کے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ "نہیں! یہ نہیں ہو سکتا"۔ بھائی ہو تو گیا ہے وہ، ہو کیوں نہیں سکتا؟ وہ تو ہو گیا، اپنی موت کو یاد کرو، یہ یاد کرو وہ تو ہو گیا ہے، ہمارے ساتھ بھی یہ ہونے والا ہے، جو دُنیا میں آگیا اُس نے دنیا سے جانا ضرور ہے، جس چیز کا وجود ہے اس کے لیے فنا ہے، جو چیز بن گئی وہ ضرور ختم ہو گی۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، اُن کے بارے میں ہے غالباً، کسی نے اُن کو کہا "جی آپ کو مبارک ہو آپ کے ہاں بیٹا ہوا"۔ انہوں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اللہ تیرا شکر ہے۔ ساتھ یہ پڑھ دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ پوچھا گیا حضرت! الحمدللہ پڑھنے کی تو سمجھ آگئی لیکن اس کی سمجھ نہیں آئی؟ فرمایا "بھائی آگیا ہے تو جائے گا بھی، پیدا ہوا ہے تو موت بھی ہے اس کیلئے"۔ ہم نے اس کو بھلا دیا، اور ہمارے وہی تصورات ہیں جو اسلام سے پہلے تھے۔ جیسے وہ کہتے تھے لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ (البقرۃ ۹۶) ہمیں ہزار سال تک زندگی دی جائے۔ او بھائی! اگر ہزار بھی مل گئی تو کیا ہزار ختم نہیں ہو گا؟ تو موت کو ہم نے بھلا دیا۔ اور جب انسان موت کو بھول جائے تو پھر وہ اعمال بھی اپنی مرضی سے کرتا ہے پھر اللہ کی مرضی سے نہیں کرتا۔ یہ تصور رہتا ہے کہ جب موت کو یاد رکھے گا تو پھر وہ اللہ کی مرضی پر چلے گا۔ جیسے وہ کال کوٹھڑی میں جو لوگ ہوتے ہیں قاتل وغیرہ، جنہیں سزا دی جاتی ہے موت کی، اب ظاہر ہے کہ وہ

لوگ اچھے تو نہیں ہیں، برائی کی ہے، گناہ کیا ہے، غلطی کی ہے، اللہ کی نافرمانی کی ہے حقوق العباد غصب کیے ہیں، اب انہیں سزا ہو گئی موت کی، اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ تین یا چار دن کے بعد اسے پھانسی کے پھندے پہ لٹکا دیا جائے گا، آج تک کسی مرنے والے نے یہ وصیت کی ہے کہ مجھے ریڈیو لاکے دو، مجھے وی سی آر پہنچا دو؟ یا مجھے فلاں چیز دو؟ وہ بُرے بُرے لوگ بھی جنہیں ہم بُرا سمجھتے ہیں جو کہ غلطی کرتے ہیں، قاتل..... قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے قرآن میں ہے مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ ۳۲) ایک انسان کا خون کرنے والا، وہ یہ نہ سمجھے کہ میں نے ایک آدمی کو قتل کیا بلکہ وہ یہ تصوّر کرے کہ اس نے روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔۔۔ یہ انسانیت کا اتنا بڑا معیار قرآنِ کریم نے مقرر کیا کہ ایک انسان کو قتل کرنے والا، وہ یہ نہ سمجھے کہ اوہ بس ایک کو مار دیا، جی خیر اے، نہیں! وہ یہ سمجھے کہ اُس نے روئے زمین پر بسنے والی انسانیت کو ہلاک کر دیا۔ اور اسی طرح ایک انسان کا خیال رکھنے والا، ایک انسان کے ساتھ بہتری کرنے والا، ایک انسان کو موت کے منہ سے نکال کے اُسے زندگی دینے والا، وہ یہ سمجھے فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ ۳۲) وہ یہ نہ سمجھے کہ فقط ایک کی اُس نے زندگی بچائی وہ یہ سمجھے کہ میں نے روئے زمین پہ بسنے والی انسانیت کو زندگی بخش دی۔۔۔ اِسلیئے انسان کا معیار، وہ قرآن نے مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ ہر انسان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی بہتری کا سوچے، اور اس بہتری کا بھی جو اجر ہے وہ دُنیا میں نہ لے بلکہ آخرت میں لے۔۔۔ میں نے عرض کیا کہ ہم نے آخرت کو بھلا دیا۔ حالانکہ ہمارا ہر عمل، وہ متعلق ہے آخرت سے۔ ہم کوئی بھی نیکی کریں، کوئی بھی عبادت کریں اُس کا اجر ہم فوری طور پہ نہیں دیکھتے اور نہ ہی دیکھنا چاہیئے بلکہ ہمیں آخرت پہ نظر رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اچھا اجر دیں گے، دنیا میں صرف عمل پر توجہ دے، جیسا کہ حدیث میں ہے اَلدُّنْيَا دَارُ الْعَمَلِ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے وَالْآخِرَةُ دَارُ الْجَزَاءِ،

اور آخرت جو ہے وہ بدلے کی جگہ ہے دنیا عمل کی جگہ ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ دنیا میں عمل کرتا جائے ــــ تو یہاں پر بھی فرمایا کہ جو آدمی کسی ایک آدمی کی تکلیف کو دور کرتا ہے، مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کہ جو کوئی کسی مسلمان بھائی کی ایک تکلیف کو دور کرتا ہے وہ معمولی کام نہ سمجھے وہ اسلئے اُمیدوار ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی کسی تکلیف کو ضرور دور کریں گے، اور مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ انسان گنہگار ہوتے ہیں، کسی کے گناہ پہ نظر پڑ گئی، کسی کے گناہ کو دیکھا، اُسے سمجھا دو "بھائی! آئندہ محتاط رہو"، لیکن اُس کی تشہیر نہ کرو ــــ جو کوئی کسی مسلمان کے عیب کی دُنیا میں پردہ پوشی کرے گا آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے گا، سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تو جو آدمی کسی انسان کو قتل کرتا ہے، اُس نے بہت بڑا ظلم کیا، وہ بُرے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بھی کال کوٹھڑی میں جب اُسے یقین ہوتا ہے کہ دو دن ہیں یا تین دن ہیں میری زندگی کے، پھر وہ کہتا ہے "مجھے قرآن مجید لا دو، مجھے لوٹا دو، مجھے مصلّٰی دو"۔ پھر اُسے رات کو نیند نہیں آتی، وہ اللہ کے حضور سجدوں میں وقت گذارتا ہے، دن کو وہ اِدھر اُدھر نہیں دیکھتا، سلاخیں، دیواریں وغیرہ نہیں دیکھتا جیل کی، اُس کی نظریں پھر قرآن کریم پہ لگی رہتی ہیں، قرآنِ مجید پڑھتا رہتا ہے، اپنے بچوں کو وہ نصیحت کرتا ہے پھر لقمان کی طرح کہ نیکیاں کرنا، یہ نہ کرنا، وہ نہ کرنا، نیک ہی بن کے رہنا، پھر اُس کی وصیتیں بھی بڑی اچھی ہو جاتی ہیں ــــ پہلی زندگی کیسی؟ اب یہ چند دنوں میں زندگی کیسی ہو گئی؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اُسے موت کا یقین ہو جاتا ہے۔ اور جو یقین کال کوٹھڑی میں رسّے والے کو دو تین دن کا ہوتا ہے، ہمیں تو وہ بھی نہیں پتہ آج ہم ہیں تو کل ہمارے ساتھ کیا ہو گا؟ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "زندگی پہ کتنا اعتماد ہے؟" عرض کیا حضور! "اتنا بھی اعتماد نہیں کہ جو سانس لی ہے وہ باہر نکال سکوں گا کہ نہیں"۔

تو ہم نے اتنے لمبے لمبے پروگرام بنا لیے ہیں، انشورنس کروا لیتے ہیں، سود پر قرضہ ہم لے لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ کوئی بُری بات نہیں، ہم نے زندگی کو دوامی سمجھ لیا ہے اپنے لیے کہ ہم نے اتنا عرصہ ضرور زندہ رہنا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے اعمال گندے ہیں، ہم نیکی کی طرف نہیں آتے ــــ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قبر کو یاد رکھا حالانکہ ان کو جنتی ہونے کی بشارت حضور نے دی تھی۔ جب انسان موت کو یاد رکھتا ہے، آخرت کو یاد رکھتا ہے کہ یہاں تو میں نے جو وقت گذار لیا، اچھا گذار لیا، بُرا گذار لیا، اگر میں نے سوکھی روٹی اور پیاز کھا کے حلال کا وقت گذار لیا تو میری دائمی زندگی اچھی ہو جائے گی۔ اور اگر میں نے مُرغ اور کوفتے کھا کے حرام کے کھا کے میں نے وقتی طور پر تو اچھی..... وہ بھی کوئی اچھی نہیں ہوتی..... مُرغن غذائیں کھا کے پھر کار مینا کی گولیاں کھانا اور رات بھر تکلیف میں گذارنا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ آدمی سادہ خوراک کھائے اور حلال کی کھائے وہ حرام کی مرغن غذا سے ہزار گنا بہتر ہے، صحت کیلئے بھی بہتر ہے، اللہ کی رضاء کے لیے بھی بہتر ہے اور اپنی آخرت سنوارنے کے لیے بھی بہتر ہے۔

اس لیے فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ یہ بھی یاد رکھو کہ ایک دن وہ حساب لے گا، وہ پوچھے گا، اچھے اعمال پر جزا دے گا اور بُرے اعمال پہ سزا دے گا۔ پھر ہم مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور رَحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ کیسا تعلق قائم کریں کہ ہم اس کی جباریت سے اور اس کی قہاریت سے بچ جائیں؟ اور کن کاموں سے ہم اس کی رحمت کے امیدوار ہو سکتے ہیں؟ اس کے بارے میں فرمایا دو اصول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ کہو اور کرو بھی ایسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اِيَّاکَ اور نہ نَعْبُدُكَ بھی ہو سکتا تھا، تیری عبادت کرتے ہیں، لیکن فرمایا اِيَّاكَ نَعْبُدُ صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، ہم عبادت میں تیرے سوا کسی اور کو شریک نہیں کرتے، ہم نے جبین صرف تیرے سامنے جھکائی ہے کسی اور کے سامنے اپنی جبین نہیں جھکاتے، نہ تعظیم کیلئے اور نہ عبادت کیلئے ــــ کہتے ہیں "جی سجدہ تعظیم کا اور

ہوتا ہے اور عبادت کیلئے اور ہوتا ہے"۔ نہیں! سجدے کی کوئی قسمیں نہیں، تعظیم کا سجدہ بھی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اقبال نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے

ہو جس میں عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعظیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہے بندوں میں وہ تقسیم نہ کر

تیری جبین اللہ کیلئے ہے، یہ صرف اللہ کے سامنے جھکنی چاہیئے، تیرے ہاتھوں کو اللہ نے بہت بڑا مقام عطا فرمایا، تیرے محنت کرنیوالے ہاتھوں کو امام الانبیاء نے بوسے دیئے، میں نے بزرگوں سے سنا ہے، خود تو میں نے ایسی حدیثیں نہیں پڑھیں[1] لیکن یہ سنا ہے کہ کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ایک مزدور کے، ایک محنت کار کے ہاتھوں کے کسی اور کے ہاتھوں کو بوسہ دیا ہو صحابہؓ میں سے۔ ایک صحابی جب مصافحہ کرنے لگے.... اور صحابہؓ بھی تھے، ایک صحابی نے مصافحہ کیا جس کے ہاتھ امام الانبیاء کو کھردرے معلوم ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کھردرے کیوں ہیں؟" عرض کیا "اے اللہ کے نبی! محنت مزدوری کرتا ہوں، بچوں کیلئے روٹی کماتا ہوں"۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن ہاتھوں کو بوسہ دیا، فرمایا اَنْتَ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ محنت کرنیوالا اللہ کا حبیب ہوتا ہے"۔ محنت مزدوری کرنے والا۔ اسلئے عبادت صرف اللہ کی کر، پیشانی صرف اللہ کے سامنے جھکا، ہاتھ صرف اور صرف اللہ کے سامنے پھیلا، تیرے ہاتھ صرف اللہ کے سامنے پھیلنے چاہئیں، اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے تیرے ہاتھ نہیں پھیلنے چاہئیں۔ وہ کسی بزرگ کی ایک رباعی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ع

تنگدستی کے جو عالم میں گھبراتا ہوں

کبھی کبھی حالات بڑے ناسازگار ہو جاتے ہیں، اُمیدیں وفا نہیں کرتیں، دوست ہٹ جاتے ہیں، بہت پریشان ہو جاتا ہوں ؎

تنگدستی کے جو عالم میں گھبراتا ہوں در غیر پہ جاتے ہوئے شرماتا ہوں

---

[1] صحیح حدیث ہے جسے امام سرخسیؒ نے مبسوط میں نقل فرمایا ہے۔ (از زاہد الحسینی)

گھبرا کے بھی کسی اور کے در پہ نہیں جاتا، کیوں؟ میرے ہاتھ تو صرف اللہ کے سامنے پھیلنے چاہئیں، کسی اور کے سامنے کیوں پھیلاؤں؟ لیکن دنیا والوں سے میں نہیں شرماتا، دنیا والوں سے مجھے حیا نہیں آتی، حجاب نہیں ہے دنیا والوں سے کوئی، کیوں؟ ؏

ہاتھ پھیلانے میں محتاج کو غیرت کیسی؟

کوئی آدمی محتاج ہو، پریشان حال ہو، بھوکا ہو، چلنے کی سکت نہ ہو، وہ ہاتھ پھیلا دے اس میں کوئی عیب نہیں ہے، اس میں کوئی ذلت والی بات نہیں ہے مگر ؎

ہاتھ پھیلانے میں محتاج کو غیرت کیسی؟ تیرا اتنی ہے کہ بندہ ترا کہلاتا ہوں

اس بات میں شرماجاتا ہوں اللہ! تیرا بندہ ہوں، میری جبیں تو تیرے سامنے جھکی ہے، میں کسی اور کے سامنے اپنی جبیں کیوں جھکاؤں؟ ــــ اسلئے یہ شرک! میں سمجھتا ہوں اتنی بری بات ہے کہ اللہ اس سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ اس کے بارے میں جیسے الفاظ قرآن کریم میں ہیں مشرک کے بارے میں، جو خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کرتا ہے، خدا کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے، خدا کے سوا کسی اور کے سامنے جبیں کو جھکاتا ہے، ایسے سخت الفاظ کسی اور کے لیے نہیں جو مشرک کیلئے ہیں۔ ایک مقام پر فرمایا مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (المائدہ ۷۳) جس نے کبھی بھی جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یقیناً جنت کو حرام کر دیا، جنت اس پہ حرام ہوگئی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء ۴۸) کہ میں شرک کرنے والے کو، مشرک کو، میں کبھی معاف نہیں کروں گا، مشرک کی کبھی بخشش نہیں ہوگی ــــ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک صحابی نے عرض کیا "اللہ کے نبی! گناہ تو بہت ہیں لیکن بہت بڑا گناہ کونسا ہے؟" آپ نے فرمایا "بہت بڑا گناہ یہ ہے اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا ــــ کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک بنایا" یہ بہت بڑا گناہ ہے اس سے بڑا گناہ کوئی بھی نہیں ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک بنایا جائے، خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے، خدا کے سوا کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلائے

جائیں، خدا کے سوا کسی اور کے سامنے جبین جھکائی جائے، یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بڑا گناہ کوئی بھی نہیں ـــــ اور اگر قیامت کے دن ایک آدمی نامۂ اعمال سیاہ لیکر خدا کے حضور پیش ہو جائے اور یہ کہدے "اے اللہ! میرا باقی وجود تو گناہوں سے پُر ہے لیکن میری جبین پر تیرے سوا کسی اور کے حضور سجدے کا نشان نہیں ہے" اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دیں گے۔ یہ جو موحد ہے، جس نے خدا کے ساتھ تعلق جوڑے رکھا، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، صرف اللہ ہی کی عبادت کی۔ یہ جو اِیَّاکَ کا کلمہ ہے اس میں یہ تلقین ہے، اس میں یہ تاکید ہے کہ "اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں" ورنہ نَعْبُدُکَ بھی ہو سکتا تھا کہ "تیری عبادت کرتے ہیں" فرمایا نہیں! اِیَّاکَ نَعْبُدُ "صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے ـــــ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "دیکھو! پہلی اُمتوں کی تباہی کا بڑا سبب اُن کی تباہی اور بربادی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، شرک انہوں نے شروع کر دیا تھا، اُن کی زندگی میں بھی شرک شروع کر دیا، عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا لیا، خدا کا حصہ بنا لیا، عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے لگے (قرآنِ کریم میں ہے جس کی تفصیل کا وقت نہیں) لہٰذا میری اُمت کے لوگو! تم ایسا نہ کرنا تم صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرنا" ـــ اور یہ بھی فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِھِمْ مَسٰجِدَا کہ یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کیوں؟ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِھِمْ مَسٰجِدَا کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ اے اللہ! میں تیرے حضور یہ التجا کرتا ہوں، یہ دعا کرتا ہوں اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اے اللہ! قیامت تک میری مزار پہ آ کے لوگ سجدے نہ کریں، میری مزار کو وہ سجدہ گاہ نہ بنائیں" ـــ یہاں جو بھی آئے ادب اور احترام سے مجھ پر درود شریف پڑھے اور میری طرف سے وہ جنت کا مستحق ہو جائے ـــ حضور نے فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی اُس کے لیے میری

شفاعت واجب ہوگئی۔ میرے لیے واجب ہے کہ میں اُس کے لیے شفاعت کروں۔"
گو بہت زیادہ فضیلت ہے درود شریف پڑھنے کی، روضۂ عالی پہ جانے کی، لیکن فضیلت کا
یہ مطلب نہیں کہ وہاں پہنچکر انسان سجدے کرے۔ ریاض الجنہ میں کھڑے ہوکر نفل پڑھے، اللہ کے
حضور جتنے مرضی ہے سجدے کرے۔ لیکن جیسا کہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ
نے ایک دفعہ یہ فرمایا کہ "اے میرے حبیب! میں تیرے روضۂ عالی پہ پہنچا ہوں تو جی چاہا کہ
میں تیری قبر کو سجدہ کروں، یہاں انوار اور تجلیات گو میں نے دیکھیں لیکن میں نے یہ سوچا،
میں نے دل میں یہ فیصلہ کیا ع

مجھے بھی وہیں جبیں جھکانی ہے جہاں تُو نے جبیں جھکائی ہے

میں نے بھی اُسی کی عبادت کرنی ہے جس کی آپ نے عبادت کی ہے"۔۔۔ خود امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے سورۂ فاتحہ نماز میں، یہی پڑھا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں
امام الانبیاء ہوں لیکن میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں، میں بھی تیری عبادت کرتا ہوں۔۔۔
اور عبادت اس قدر کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاؤں مبارک متورم ہوگئے، سوج گئے،
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی! آپ تکلیف میں ہیں؟ اتنی
زیادہ عبادت اللہ کی کر رہے ہیں؟ حالانکہ قَدْ غَفَرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
گناہوں سے تو آپ پاک ہیں، پھر بھی ساری ساری رات عبادت فرما رہے ہیں؟" حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا "عائشہؓ! اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا کیا میں اللہ کا
شکر گذار بندہ نہ بنوں؟" جس نے یتیم کو امام الانبیاء بنا دیا، ورنہ میں تو پیدا ہوا باپ کا سایہ
نہیں تھا سر پر، کوئی دولت نہیں تھی، کچھ بھی نہیں تھا، اور میں نے کسی سے پڑھا نہیں لیکن
میں تمام دنیا کا اُستاذ بن گیا، میں خود یتیم پیدا ہوا لیکن یتیموں کا والی بن گیا۔۔۔ یہ امام الانبیاء
کی خصوصیات ہیں کہ میں اُمّی۔۔۔ جیسا کہ کچھ لوگ "اُمّی اُمّی" کہہ دیتے ہیں، لیکن یہ حضور کا
معجزہ ہے، حضور کی صفت ہے کہ خود اُمّی ہیں لیکن پوری کائنات کے معلم ہیں، پڑھانے

والے ہیں ساری کائنات کے ہے

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ہیں حضور اُمّی مگر پوری کائنات کے معلم ہیں۔ اور یہ کہنا کہ "یتیم پیدا ہوا" یہ بھی حضور کا معجزہ ہے پیدا ہوئے (صلی اللہ علیہ وسلم) لیکن باپ کا سایہ سر پر نہیں تھا، کچھ عرصے کے بعد ہی یتیم یہ اعلان کرتا ہے کہ "اے دُنیا بھر کے یتیمو! میرا تمہارے لیے یہ اعلان ہے اَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ، مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ (جس کا کوئی بھی وارث نہ ہو اُس کا میں وارث ہوں (یعنی پالنے والا ہوں) مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ جو کوئی بھی قرضہ چھوڑ کے مرتا ہے، میرا کوئی بھی صحابی (رضی اللہ عنہ) اُس کا قرض میں اتاروں گا، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ جو کوئی مال اور دولت چھوڑ کے مرتا ہے وہ اُس کے وارثوں کو دو"۔ اسلیئے حضور خود یہ فرمایا کرتے تھے "اے اللہ! تُو نے مجھے امام الانبیاء بنا دیا، سب کچھ تُو نے مجھے دیا، میں بھی تیری ہی عبادت کرتا ہوں"۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "شکریہ ادا نہ کروں میں اللہ کا؟ جس نے یتیم کو امام الانبیاء بنا دیا، اتنی بڑی شان دی کہ ہزارہا سال پہلے آنیوالے ہزاروں انبیاء اُن کو پابند کر دیا کہ وہ قیامت کے دن میرے جھنڈے کے نیچے آئیں، وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِيْ، قیامت کے دن اللہ کی حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، آدم اور اس کے علاوہ جتنے ہیں وہ سب میرے جھنڈے کے سائے کے نیچے آئیں گے، اے عائشہؓ! میں اپنے اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ تو جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے امام المعصومین نے اتنی زیادہ عبادت کی تو آج ہم اور آپ سب اس کے مکلف ہیں کہ ہم بھی اللہ کی عبادت کریں اور صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں۔

فرمایا اِيَّاكَ نَعْبُدُ اس میں یہ بات ملتی ہے، عبادت صرف اور صرف تیری ہی کرتے ہیں۔ جب عبادت تیری ہی کرتے ہیں، وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

حضرت ابا جی نے کبھی کسی درس میں یہ فرمایا، ان دونوں باتوں کو، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہ اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد سے کرتے ہیں، یعنی تیری مدد ہوگی تو تیری عبادت کریں گے اور اگر تیری مدد نہیں ہوگی تو تیری عبادت نہیں کر سکیں گے، اے اللہ! تو ہماری مدد فرما کہ ہم تیری عبادت کریں، کیونکہ تیری توفیق کے بغیر، جب تک تو توفیق نہ دے... بندے کی کوشش ضروری ہے، بندہ کوشش کرے، اور تو توفیق دے تو تیری عبادت کی جا سکتی ہے ــــ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، تو ہی ہماری مدد فرما، تو ہی ہمارا مستعان ہو۔

ابا جی اِنشاء اللہ اگلے درس پر ضرور تشریف لے آئیں گے اور خود درس ارشاد فرمائیں گے۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے الحمد للہ اُن کی طبیعت کافی ٹھیک ہے، کافی بہتر ہے، لیکن ہم خود دیر چاہتے ہیں، کیونکہ انہوں نے کام وغیرہ شروع کر دیا ہے، پڑھنا تو خیر اُس وقت بھی انہوں نے نہیں چھوڑا جب صاحبِ فراش تھے، لکھ پڑھ رہے ہیں اور تمام نمازیں مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں تا دیر سلامت رکھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب جو ہے ایسے نیک لوگوں کی وجہ سے وہ ٹل جاتا ہے۔ حضورِ اکرم فرماتے ہیں، حدیثِ قدسی ہے اِنِّیْ اَھُمُّ بِاَھْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا وَ اِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ لَصَرَفْتُ عَنْھُمْ عَذَابًا، کہ میں انسانوں کی بداعمالیوں کو دیکھتا ہوں، میں دیکھ رہا ہوتا ہوں جو کچھ لوگ کر رہے ہیں، میں پکا ارادہ کر لیتا ہوں کہ میں اِن لوگوں کو تباہ کر دوں، میں اِنہیں عذاب دوں لیکن وَ اِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ، میں دیکھتا ہوں کہ میرے گھروں میں، کچھ جگہوں میں نورانی چہروں والے، جن کے چہروں سے نور ٹپکتا ہے، وہ اپنی نورانی پیشانیاں میرے حضور جھکائے ہوتے ہیں اور یہ دُعا کر رہے ہوتے ہیں "اے اللہ! ہم سب کو عذاب سے محفوظ فرما" اے گنہگارو! تم خوش رہو، لَصَرَفْتُ عَنْھُمْ عَذَابًا، اُن چند نیک لوگوں کی وجہ سے میں تمام لوگوں سے عذاب ہٹا دیتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور باقی تمام بیماروں کو، باقی تمام علماء کو اللہ تعالیٰ صحت کے ساتھ عمرِ طویل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک افسوسناک اطلاع

ہمارے اس درس کے بانی الحاج خوشی محمد صاحب اسی مہینے کی پہلی تاریخ کو گوجرانوالہ اپنے گھر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

جناب حاجی صاحب مرحوم اور ان کے چند رفقاء (جن میں حاجی عثمان غنی صاحب سلامت ہیں) نے اکتوبر ۱۹۶۴ء میں چند بچوں کے ناظرہ ختمِ قرآنِ عزیز کے موقع پر ایک تقریب کا انعقاد کیا اور اس میں حضرت قاضی صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد ماہانہ درس ان ہی کے بنگلہ ۱۵ جامن سٹریٹ پر شروع کیا گیا، آپ کی اہلیہ مرحومہ نے جن کا گذشتہ سال وصال ہوا ہے جن خلوص اور عقیدت سے درسِ قرآنِ عزیز کے مہمانوں کی ضیافت کا اہتمام کیا اس کی مثال اس دور میں نہیں ملتی۔ مرحوم کے ملازمت سے سبکدوش ہونے تک یہ درس ان کے بنگلہ پر رہا، ان کے گوجرانوالہ جانے پر بھی وہ خدمت کرتے رہے، افسوس ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا، نمازِ جنازہ حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت فرمائے اور اس صدقۂ جاریہ کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے، ان کے تفصیلی حالات بعد میں عرض کیے جائیں گے، انشاء اللہ

اب تمام حضرات ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر حاجی صاحب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبرِ جمیل کی دعا فرماویں کہ کسی مسلمان میت کیلئے بہترین تحفہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے مغفرت کا طلب کرنا ہے۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْم

آپ کا شوق

اور ہمارا مخلصانہ مشورہ

○ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان دل سے قرآن کریم کا ادب اور احترام کرتا ہے، اس کو پڑھنے اور سمجھنے کی تڑپ اور شوق دل میں رکھتا ہے، مگر بعض حالات میں وہ اس کو پورا نہیں کر سکتا، اس لیے ہمارا یہ مشورہ ہے کہ :-

○ جن بھائیوں اور بہنوں کو قرآن عزیز آتا ہے وہ روزانہ کم از کم ایک پارہ تلاوت کر لیا جس پر صرف پندرہ ۱۵ منٹ خرچ ہوتے ہیں، اس طرح ایک ماہ میں پورا قرآن عزیز پڑھ لیں گے ○ اور اگر قرآن نہیں پڑھا تو اب پڑھنے کی محنت کریں تاکہ موت قرآن عزیز پڑھتے ہوئے آئے ○ اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو مندرجہ ذیل سورتیں پڑھ لیا کریں جو چھوٹی چھوٹی ہیں مگر ان کا ثواب نبی رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ فرمایا ہے۔ سورۃ الزلزال (اذا زلزلت الارض) پڑھنے والے کو پندرہ پارے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور سورۃ التکاثر پڑھنے والے کو ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور سورۃ الکافرون پڑھنے والے کو چوتھا حصہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ○ اگر یہ سورتیں بھی نہ پڑھ سکے تو سورۃ اخلاص تین بار پڑھ لیا کرے، پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ○ اگر اتنا بھی نہ کر سکے تو الحمد اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم پڑھا کرے کہ اس میں اسم اعظم بھی ہے۔

○ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو صرف الٓمٓ (الف، لام، میم) پڑھتا رہے، اس کے ایک بار پڑھنے سے تیس ۳۰ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ بے وضو آدمی قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتا، زبانی طور پڑھ سکتا ہے اگر بدن ناپاک نہ ہو ○ قرآن عزیز زندگی میں برکت، قبر کا ساتھی اور قیامت

کا ایسا سفارشی ہے کہ اس کی سفارش کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ قبول فرمائیں گے۔

○ اور اگر آپ کو قرآنِ عزیز کا ترجمہ اور مختصر معنی سمجھنے کا شوق ہے تو مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ کا ترجمہ پڑھیں، جو آپ نے مالٹا کے قید خانہ میں اُس وقت فرمایا تھا جب آپ کو انگریزوں نے وہاں چار سال قید رکھا۔ اس پر تفسیری فوائد پاکستان کے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تحریر فرمائے ہیں ○ اور اگر زیادہ تفسیر کا شوق ہے تو مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر "معارف القرآن" کا مطالعہ فرمائیں ○ اور اگر سادہ اور دلنشین انداز پر قرآنِ عزیز کو بطور نصیحت کے سمجھنا چاہیں تو احقر کے اس درسِ قرآنِ عزیز کا مطالعہ فرمائیں جو واہ کینٹ میں ۱۹۶۴ء سے تا حال جاری اور ساری ہے اور ۱۱ مئی ۱۹۹۲ء کو پہلی بار اس کی تکمیل ہوئی جس کی ۲۸ جلدوں میں فی الحال ۲۳ جلدیں چھپ چکی ہیں۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ پر تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے رحیم اور کریم خدا کا کلام پڑھ لیا کریں، انشاء اللہ دنیا، قبر، قیامت میں کامیابی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یادفرمائی کا پتہ

ناظم دارالارشاد، مدنی روڈ، اٹک شہر

فون ۲۴۸۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیامت کا صابون

مفت حاصل کریں

ہر آدمی اپنا چہرہ صاف رکھنے کے لیے صابون وغیرہ استعمال کرتا ہے، مگر قیامت کے دن جب کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور کچھ سفید چمکتے ہوں گے اُس دن یہ صابون نہ ملے گا، بلکہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ایسا صابون بتایا ہے جو مفت مل رہا ہے اور وہ وضو ہے جو نماز کے لیے کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا: "میری امت کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کی برکت سے چمکیں گے جن سے میں ان کو پہچان لوں گا اور حوضِ کوثر پر ان کا انتظار کروں گا" آئیے آج ہی سے یہ صابون استعمال کرنا شروع کر دیں موت کا کوئی پتہ نہیں کب آجائے، چمکتے چہرے کے ساتھ قبر میں جائیں اور قیامت کے دن بھی چمکیں۔ یاد رکھیں ؎

عجب سرا ہے یہ دُنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

ملنے کا پتہ

خانقاہ مدنی، مدنی روڈ اٹک شہر
ایبٹ آباد

عقیدہ حیات النبیؐ پر سب سے پہلی کتاب

رحمتِ کائنات

مؤلفہ شیخ الاسلام

کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب میں حیاتِ قبر، برزخی زندگی کے واقعات اور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کو قرآن و حدیث اور اجماعِ اُمت کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق:

- حضرت تھانویؒ کے خلیفہ ارشد مولانا خلیل احمد محمد جالندھریؒ نے فرمایا ہے۔ الحمدللہ رسالہ کا ہر ہر حرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب کے عشق و محبت اور اخلاص کا ترجمان نظر آتا ہے۔ مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبتِ نبویؐ میں ترقی و اضافہ محسوس کرتا ہے۔ (اللھم زد فزد) ۴ جون ۱۹۷۸ء
- دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی اور پاکستان کے مفتیٔ اعظم مولانا محمد شفیعؒ کا ارشاد ہے، اس سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت مومن کے قلب میں بڑھتی ہے۔ جو سرمایۂ سعادت دنیا و آخرت ہے (وفقنا اللہ تعالیٰ)۔ مجھے بھی اس سے بڑا نفع پہنچا، دل سے دُعا نکلی۔ (۱۴ ربیع الاول ۱۹۷۸ء)
- حضرت بنوریؒ کے خلیفۂ ارشد حضرت مولانا محمد انوریؒ نے فرمایا: ۱۳ رمضان کو رحمتِ کائناتؐ کا مطالعہ کرتے ہوئے سو گیا تو سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ مبارکہ سے مشرف ہوا۔ کچھ صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے (رضی اللہ عنہم) (۱۶ رمضان ۱۹۷۸ء)

مصدقہ اکابر علماء دیوبند مطبوعہ بار ہشتم ○ ہدیہ مجلد سنہری صرف ۱۰/۰۰ روپیہ

قاری ثاقب الحسینی

دارالارشاد — مدنی روڈ — اٹک شہر (پاکستان)